نہج البلاغہ

حِکَم و مَواعِظ

(حصہ سوم)

ترجمہ

علامہ مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ

مرکز افکار اسلامی

کتاب سے کسی قسم کے استفادہ کی اجازت ہے۔

نہج البلاغہ (حصہ سوم) حِکَم ومواعظ

اشاعت دوم: دسمبر ۲۰۲۵ء

ناشر: مرکز افکار اسلامی

ویب سائٹ: www.afkareislami.com

ایمیل: afkareislami@yahoo.com

واٹس ایپ: 03025230406

مرکز افکار اسلامی

مقدمہ

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید الانبیاء و المرسلین
و آلہ الطیبین الطاہرین

ولی خُدا، وصی مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی مرتضی علیہ السلام کے کلام کے بکھرے ہوئے موتیوں کے کچھ حصے کو چوتھی صدی ہجری میں سید رضیؒ نے جمع کیا اور اس مجموعہ کا نام نہج البلاغہ رکھا اور اسے تین حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلا حصہ ۲۳۸ خطبات دوسرا حصہ ۷۹ خطوط اور تیسرا حصہ ۴۸۰ مختصر فرامین پر مشتمل ہے۔ حکمت ۲۶۰ کے بعد ۹ فرامین ان ۴۸۰ میں شامل نہیں۔

نہج البلاغہ علوم و معارف کا وہ عظیم خزانہ ہیں جس میں کئی دنیائیں سمائی ہوئی ہیں۔

نہج البلاغہ آیات قرآن کی تفسیر ہے۔ نہج البلاغہ سے حقیقی توحید ملتی ہے۔

نہج البلاغہ مدینۃ العلم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچنے کی راہ ہے۔ نہج البلاغہ سے رُخِ ملکوتی علی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔

نہج البلاغہ زندگی کے قوانین کا مجموعہ ہے۔

خوش قسمت ہیں وہ افراد جو کلام امام علیہ السلام کو سمجھنے، سمجھانے اور دوسروں تک پہنچانے کی کوششوں میں مشغول ہیں۔ بلند نصیب ہیں وہ والدین، ادارے اور اساتذہ جو اپنی اولادوں کے پاکیزہ دِلوں میں قرآن و اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات کا بیج کاشت کر رہے ہیں۔

انہی افراد کی خدمت میں نہج البلاغہ کے تیسرے حصہ پر مشتمل یہ کتاب الگ پیش کی جارہی ہے۔ یہ علامہ مفتی جعفر حسینؒ کا ترجمہ ہے۔ ہر فرمان کو ایک عنوان دیا گیا ہے جو مفتی صاحب کے ترجمہ کی فہرست سے کیا گیا ہے۔

امید ہے مرکز افکار اسلامی کی یہ کوشش نہج البلاغہ حفظ کرنے والے افراد کے لیے بالخصوص مفید ہوگی۔ کیا ہی اچھا ہو کہ والدین گھر میں بچوں کے ساتھ بیٹھ کر یہ فرامین دُہراتے رہیں اور یُوں اپنی محفلوں کو "ذکرِ علی علیہ السلام" سے سجا کر فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پورا کرتے رہیں:

"اپنی مجلسوں کو ذکرِ علی علیہ السلام سے مزین کرتے رہو"۔

پروردگار ہمیں قرآن و اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات کے حصول کی توفیق نصیب فرمائے اور زندگیاں اِن تعلیمات کے مطابق بسر کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

مقبول حسین علوی

مرکز افکار اسلامی

۲۸ نومبر ۲۰۲۵ء

(۱) قَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

كُنۡ فِي الۡفِتۡنَةِ كَابۡنِ اللَّبُوۡنِ، لَا ظَهۡرٌ فَيُرۡكَبَ، وَ لَا ضَرۡعٌ فَيُحۡلَبَ.

(۱)

فتنہ و فساد میں اس طرح رہو جس طرح اونٹ کا وہ بچہ جس نے ابھی اپنی عمر کے دو سال ختم کئے ہوں کہ نہ تو اس کی پیٹھ پر سواری کی جاسکتی ہے اور نہ اس کے تھنوں سے دودھ دوہا جاسکتا ہے۔

(۲) وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

اَزۡرٰى بِنَفۡسِهٖ مَنِ اسۡتَشۡعَرَ الطَّمَعَ، وَ رَضِيَ بِالذُّلِّ مَنۡ كَشَفَ عَنۡ ضُرِّهٖ، وَ هَانَتۡ عَلَيۡهِ نَفۡسُهٗ مَنۡ اَمَّرَ عَلَيۡهَا لِسَانَهٗ.

(۲)

جس نے طمع کو اپنا شعار بنایا اس نے اپنے کو سبک کیا، اور جس نے اپنی پریشان حالی کا اظہار کیا وہ ذلت پر آمادہ ہو گیا، اور جس نے اپنی زبان کو قابو میں نہ رکھا اس نے خود اپنی بے وقعتی کا سامان کر لیا۔

(۳) وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

اَلۡبُخۡلُ عَارٌ، وَ الۡجُبۡنُ مَنۡقَصَةٌ، وَ الۡفَقۡرُ يُخۡرِسُ الۡفَطِنَ عَنۡ حُجَّتِهٖ، وَ الۡمُقِلُّ غَرِيۡبٌ فِيۡ بَلۡدَتِهٖ، وَ الۡعَجۡزُ اٰفَةٌ، وَ الصَّبۡرُ شَجَاعَةٌ، وَ الزُّهۡدُ ثَرۡوَةٌ، وَ الۡوَرَعُ جُنَّةٌ.

(۳)

بخل ننگ و عار ہے، اور بزدلی نقص و عیب ہے، اور غربت مرد زیرک و دانا کی زبان کو دلائل کی قوت دکھانے سے عاجز بنا دیتی ہے، اور مفلس اپنے شہر میں رہ کر بھی غریب الوطن ہوتا ہے، اور عجز و درماندگی مصیبت ہے، اور صبر و شکیبائی شجاعت ہے، اور دنیا سے بے تعلقی بڑی دولت ہے، اور پرہیزگاری ایک بڑی سپر ہے۔

(٤) وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

نِعۡمَ الۡقَرِيۡنُ الرِّضٰى، وَ الۡعِلۡمُ وِرَاثَةٌ كَرِيۡمَةٌ، وَ الۡاٰدَابُ حُلَلٌ مُّجَدَّدَةٌ، وَ الۡفِكۡرُ مِرۡاٰةٌ صَافِيَةٌ.

(۴)

تسلیم و رضا بہترین مصاحب، اور علم شریف ترین میراث ہے، اور علمی و عملی اوصاف نو بنو خلعت ہیں، اور فکر صاف و شفاف آئینہ ہے۔

(٥) وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

صَدۡرُ الۡعَاقِلِ صُنۡدُوۡقُ سِرِّهٖ، وَ الۡبَشَاشَةُ حِبَالَةُ الۡمَوَدَّةِ، وَ الۡاِحۡتِمَالُ قَبۡرُ الۡعُيُوۡبِ.

(اَوۡ):

اَلۡمُسَالَمَةُ خِبَآءُ الۡعُيُوۡبِ.

(۵)

عقلمند کا سینہ اس کے بھیدوں کا مخزن ہوتا ہے، اور کشادہ روئی محبت و دوستی کا پھندا ہے، اور تحمل و بردباری عیبوں کا مدفن ہے۔

یا اس فقرہ کے بجائے حضرتؑ نے یہ فرمایا کہ:

صلح و صفائی عیبوں کو ڈھانپنے کا ذریعہ ہے۔

(٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ رَّضِيَ عَنْ نَّفْسِهٖ كَثُرَ السَّاخِطُ عَلَيْهِ. وَ الصَّدَقَةُ دَوَآءٌ مُّنْجِحٌ، وَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ فِيْ عَاجِلِهِمْ نُصْبُ اَعْيُنِهِمْ فِيْۤ اٰجِلِهِمْ.

(٦)

جو شخص اپنے کو بہت پسند کرتا ہے وہ دوسروں کو ناپسند ہوجاتا ہے اور صدقہ کامیاب دوا ہے اور دنیا میں بندوں کے جو اعمال ہیں وہ آخرت میں ان کی آنکھوں کے سامنے ہوں گے۔

(٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِعْجَبُوْا لِهٰذَا الْاِنْسَانِ يَنْظُرُ بِشَحْمٍ، وَ يَتَكَلَّمُ بِلَحْمٍ، وَيَسْمَعُ بِعَظْمٍ، وَيَتَنَفَّسُ مِنْ خَرْمٍ!.

(٧)

یہ انسان تعجب کے قابل ہے کہ وہ چربی سے دیکھتا ہے، اور گوشت کے لوتھڑے سے بولتا ہے، اور ہڈی سے سنتا ہے، اور ایک سوراخ سے سانس لیتا ہے۔

(٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِذَآ اَقْبَلَتِ الدُّنْيَا عَلٰۤى اَحَدٍ اَعَارَتْهُ مَحَاسِنَ غَيْرِهٖ، وَ اِذَآ اَدْبَرَتْ عَنْهُ سَلَبَتْهُ مَحَاسِنَ نَفْسِهٖ.

(٨)

جب دنیا (اپنی نعمتوں کو لے کر) کسی کی طرف بڑھتی ہے تو دوسروں کی خوبیاں بھی اسے عاریت دے دیتی ہے، اور جب اس سے رخ موڑ لیتی ہے تو خود اس کی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے۔

(٩) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خَالِطُوا النَّاسَ مُخَالَطَةً اِنْ مِّتُّمْ مَّعَهَا بَكَوْا عَلَيْكُمْ، وَاِنْ عِشْتُمْ حَنُّوْۤا اِلَيْكُمْ.

(٩)

لوگوں سے اس طریقہ سے ملو کہ اگر مر جاؤ تو تم پر روئیں، اور زندہ رہو تو تمہارے مشتاق ہوں۔

(١٠) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِذَا قَدَرْتَ عَلٰى عَدُوِّكَ فَاجْعَلِ الْعَفْوَ عَنْهُ شُكْرًا لِّلْقُدْرَةِ عَلَيْهِ.

(١٠)

دشمن پر قابو پاؤ تو اس قابو پانے کا شکرانہ اس کو معاف کر دینا قرار دو۔

(١١) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ اكْتِسَابِ الْاِخْوَانِ، وَ اَعْجَزُ مِنْهُ مَنْ ضَيَّعَ مَنْ ظَفِرَ بِهٖ مِنْهُمْ.

(١١)

لوگوں میں بہت درماندہ وہ ہے جو اپنی عمر میں کچھ بھائی اپنے لئے نہ حاصل کر سکے، اور اس سے بھی زیادہ درماندہ وہ ہے جو پا کر اسے کھو دے۔

(١٢) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِذَا وَصَلَتْ اِلَيْكُمْ اَطْرَافُ النِّعَمِ فَلَا تُنَفِّرُوْا اَقْصَاهَا بِقِلَّةِ الشُّكْرِ.

(۱۲)

جب تمہیں تھوڑی بہت نعمتیں حاصل ہوں تو ناشکری سے انہیں اپنے تک پہنچنے سے پہلے بھگا نہ دو۔

(١٣) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ ضَيَّعَهُ الْاَقْرَبُ اُتِيْحَ لَهُ الْاَبْعَدُ.

(۱۳)

جسے قریبی چھوڑ دیں اسے بیگانے مل جائیں گے۔

(١٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا كُلُّ مَفْتُوْنٍ يُّعَاتَبُ.

(۱۴)

ہر فتنہ میں پڑ جانے والا قابل عتاب نہیں ہوتا۔

(١٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تَذِلُّ الْاُمُوْرُ لِلْمَقَادِيْرِ، حَتّٰى يَكُوْنَ الْحَتْفُ فِي التَّدْبِيْرِ.

(۱۵)

سب معاملے تقدیر کے آگے سرنگوں ہیں، یہاں تک کہ کبھی تدبیر کے نتیجہ میں موت ہو جاتی ہے۔

(١٦) وَسُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَنْ قَوْلِ الرَّسُوْلِ ﷺ: «غَيِّرُوا الشَّيْبَ، وَ لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ».

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

اِنَّمَا قَالَ ﷺ ذٰلِكَ وَ الدِّيْنُ قُلٌّ، فَاَمَّا الْاٰنَ وَ قَدِ اتَّسَعَ نِطَاقُهُ وَ ضَرَبَ بِجِرَانِهٖ، فَامْرُؤٌ وَّمَا اخْتَارَ.

(۱۶)

پیغمبر ﷺ کی حدیث کے متعلق کہ: «بڑھاپے کو (خضاب کے ذریعہ) بدل دو اور یہود سے مشابہت اختیار نہ کرو»۔ آپؑ سے سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ:

پیغمبر ﷺ نے یہ اس موقع کیلئے فرمایا تھا جبکہ دین (والے) کم تھے اور اب جبکہ اس کا دامن پھیل چکا ہے اور سینہ ٹیک کر جم چکا ہے تو ہر شخص کو اختیار ہے۔

(١٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِي الَّذِيْنَ اعْتَزَلُوا الْقِتَالَ مَعَهٗ:

خَذَلُوا الْحَقَّ، وَلَمْ يَنْصُرُوا الْبَاطِلَ.

(۱۷)

ان لوگوں کے بارے میں کہ جو آپؑ کے ہمراہ ہو کر لڑنے سے کنارہ کش رہے فرمایا:

ان لوگوں نے حق کو چھوڑ دیا اور باطل کی بھی نصرت نہیں کی۔

(١٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ جَرٰى فِيْ عِنَانِ اَمَلِهٖ عَثَرَ بِاَجَلِهٖ.

(۱۸)

جو شخص امید کی راہ میں بگ ٹُٹ دوڑتا ہے وہ موت سے ٹھوکر کھاتا ہے۔

(۱۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَقِيْلُوْا ذَوِى الْمُرُوْءَاتِ عَثَرَاتِهِمْ، فَمَا يَعْثُرُ مِنْهُمْ عَاثِرٌ اِلَّا وَ يَدُ اللّٰهِ بِيَدِهٖ يَرْفَعُهٗ.

(۱۹)

بامروت لوگوں کی لغزشوں سے درگزر کرو۔ (کیونکہ) ان میں سے جو بھی لغزش کھا کر گرتا ہے تو اللہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اسے اوپر اٹھالیتا ہے۔

(۲۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قُرِنَتِ الْهَيْبَةُ بِالْخَيْبَةِ، وَالْحَيَآءُ بِالْحِرْمَانِ، وَالْفُرْصَةُ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ، فَانْتَهِزُوْا فُرَصَ الْخَيْرِ.

(۲۰)

خوف کا نتیجہ ناکامی اور شرم کا نتیجہ محرومی ہے، اور فرصت کی گھڑیاں (تیزرَو) اَبر کی طرح گزر جاتی ہیں۔لہٰذا بھلائی کے ملے ہوئے موقعوں کو غنیمت جانو۔

(۲۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَنَا حَقٌّ، فَاِنْ اُعْطِيْنَاهُ، وَ اِلَّا رَكِبْنَآ اَعْجَازَ الْاِبِلِ وَاِنْ طَالَ السُّرٰى.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ هٰذَا مِنْ لَطِيْفِ الْكَلَامِ وَ فَصِيْحِهٖ، وَ مَعْنَاهُ: «اَنَّا اِنْ لَّمْ نُعْطَ حَقَّنَا كُنَّآ اَذِلَّآءَ». وَ ذٰلِكَ اَنَّ الرَّدِيْفَ يَرْكَبُ عَجُزَ الْبَعِيْرِ، كَالْعَبْدِ وَ الْاَسِيْرِ وَ مَنْ يَّجْرِىْ مَجْرَاهُمَا.

(۲۱)

ہمارا ایک حق ہے اگر وہ ہمیں دیا گیا تو ہم لے لینگے، ورنہ ہم اونٹ کے پیچھے والے پٹھوں پر سوار ہوں گے۔ اگرچہ شب روی طویل ہو۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ بہت عمدہ اور فصیح کلام ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ: اگر ہمیں ہمارا حق نہ دیا گیا تو ہم ذلیل و خوار سمجھے جائیں گے اور یہ مطلب اس طرح نکلتا ہے کہ اونٹ کے پیچھے کے حصہ پر ردیف بن کر غلام اور قیدی یا اس قسم کے لوگ ہی سوار ہوا کرتے تھے۔

(۲۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ اَبْطَاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ.

(۲۲)

جسے اس کے اعمال پیچھے ہٹا دیں اسے حسب و نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔

(۲۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مِنْ كَفَّارَاتِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ اِغَاثَةُ الْمَلْهُوْفِ، وَالتَّنْفِيْسُ عَنِ الْمَكْرُوْبِ.

(۲۳)

کسی مضطرب کی داد فریاد سننا اور مصیبت زدہ کو مصیبت سے چھٹکارا دلانا بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ ہے۔

(٢٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَابْنَ اٰدَمَ! اِذَا رَاَيْتَ رَبَّكَ سُبْحَانَهٗ يُتَابِعُ عَلَيْكَ نِعَمَهٗ وَاَنْتَ تَعْصِيْهِ، فَاحْذَرْهُ.

(۲۴)

اے آدمؑ کے بیٹے! جب تو دیکھے کہ اللہ سبحانہ تجھے پے در پے نعمتیں دے رہا ہے اور تو اس کی نافرمانی کر رہا ہے تو اس سے ڈرتے رہنا۔

(٢٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَآ اَضْمَرَ اَحَدٌ شَيْئًا اِلَّا ظَهَرَ فِيْ فَلَتَاتِ لِسَانِهٖ، وَ صَفَحَاتِ وَجْهِهٖ.

(۲۵)

جس کسی نے بھی کوئی بات دل میں چھپا کر رکھنا چاہی وہ اس کی زبان سے بے ساختہ نکلے ہوئے الفاظ اور چہرہ کے آثار سے نمایاں ضرور ہو جاتی ہے۔

(٢٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِمْشِ بِدَآئِكَ مَا مَشٰى بِكَ.

(۲۶)

مرض میں جب تک ہمت ساتھ دے چلتے پھرتے رہو۔

(٢٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَفْضَلُ الزُّهْدِ اِخْفَآءُ الزُّهْدِ.

(۲۷)

بہترین زہد، زہد کا مخفی رکھنا ہے۔

(٢٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِذَا كُنْتَ فِيْۤ اِدْبَارٍ وَ الْمَوْتُ فِيْۤ اِقْبَالٍ فَمَآ اَسْرَعَ الْمُلْتَقٰى.

(۲۸)

جب تم (دنیا کو) پیٹھ دکھا رہے ہو اور موت تمہاری طرف رخ کئے ہوئے بڑھ رہی ہے تو پھر ملاقات میں دیر کیسی؟۔

(٢٩) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْحَذَرَ الْحَذَرَ! فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ سَتَرَ، حَتّٰى كَاَنَّهٗ قَدْ غَفَرَ.

(۲۹)

ڈرو! ڈرو! اس لئے کہ بخدا اس نے اس حد تک تمہاری پردہ پوشی کی ہے کہ گویا تمہیں بخش دیا ہے۔

(٣٠) وَسُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَنِ الْاِيْمَانِ، فَقَالَ:

اَلْاِيْمَانُ عَلٰۤى اَرْبَعِ دَعَآئِمَ: عَلَى الصَّبْرِ، وَ الْيَقِيْنِ، وَ الْعَدْلِ، وَ الْجِهَادِ:

فَالصَّبْرُ مِنْهَا عَلٰۤى اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى الشَّوْقِ، وَ الشَّفَقِ، وَ الزُّهْدِ، وَ التَّرَقُّبِ. فَمَنِ اشْتَاقَ اِلَى الْجَنَّةِ سَلَا عَنِ الشَّهَوَاتِ، وَ

(۳۰)

حضرتؑ سے ایمان کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

''ایمان'' چار ستونوں پر قائم ہے: ''صبر''، ''یقین''، ''عدل'' اور ''جہاد'':

پھر ''صبر'' کی چار شاخیں ہیں: اشتیاق، خوف، دنیا سے بے اعتنائی اور انتظار۔ اس لئے کہ جو جنت کا مشتاق ہو گا وہ خواہشوں کو بھلا دے گا اور جو دوزخ سے خوف کھائے گا وہ محرمات سے کنارہ کشی

مَنْ اَشْفَقَ مِنَ النَّارِ اجْتَنَبَ الْمُحَرَّمَاتِ، وَ مَنْ زَهِدَ فِي الدُّنْيَا اسْتَهَانَ بِالْمُصِيْبَاتِ، وَ مَنِ ارْتَقَبَ الْمَوْتَ سَارَعَ إِلَى الْخَيْرَاتِ.

وَالْيَقِيْنُ مِنْهَا عَلَى اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى تَبْصِرَةِ الْفِطْنَةِ، وَ تَأَوُّلِ الْحِكْمَةِ، وَ مَوْعِظَةِ الْعِبْرَةِ، وَ سُنَّةِ الْاَوَّلِيْنَ. فَمَنْ تَبَصَّرَ فِي الْفِطْنَةِ تَبَيَّنَتْ لَهُ الْحِكْمَةُ، وَ مَنْ تَبَيَّنَتْ لَهُ الْحِكْمَةُ عَرَفَ الْعِبْرَةَ، وَ مَنْ عَرَفَ الْعِبْرَةَ فَكَاَنَّمَا كَانَ فِي الْاَوَّلِيْنَ.

وَ الْعَدْلُ مِنْهَا عَلَى اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى غَائِصِ الْفَهْمِ، وَ غَوْرِ الْعِلْمِ، وَ زُهْرَةِ الْحُكْمِ، وَ رَسَاخَةِ الْحِلْمِ. فَمَنْ فَهِمَ عَلِمَ غَوْرَ الْعِلْمِ، وَ مَنْ عَلِمَ غَوْرَ الْعِلْمِ صَدَرَ عَنْ شَرَائِعِ الْحُكْمِ، وَ مَنْ حَلُمَ لَمْ يُفَرِّطْ فِيْ اَمْرِهٖ وَ عَاشَ فِي النَّاسِ حَمِيْدًا.

وَ الْجِهَادُ مِنْهَا عَلَى اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ، وَ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَ الصِّدْقِ فِي الْمَوَاطِنِ، وَ شَنَاٰنِ الْفَاسِقِيْنَ. فَمَنْ اَمَرَ بِالْمَعْرُوْفِ شَدَّ ظُهُوْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَ مَنْ نَّهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ اَرْغَمَ اُنُوْفَ الْكَافِرِيْنَ، وَ مَنْ صَدَقَ فِي الْمَوَاطِنِ قَضٰى مَا عَلَيْهِ، وَ مَنْ شَنِئَ الْفَاسِقِيْنَ وَ غَضِبَ لِلّٰهِ غَضِبَ اللّٰهُ لَهٗ، وَ اَرْضَاهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

کرے گا، اور جو دنیا سے بے اعتنائی اختیار کرے گا وہ مصیبتوں کو سہل سمجھے گا اور جسے موت کا انتظار ہوگا وہ نیک کاموں میں جلدی کرے گا۔

اور ''یقین'' کی بھی چار شاخیں ہیں: روشن نگاہی، حقیقت رسی، عبرت اندوزی اور اگلوں کا طور طریقہ۔ چنانچہ جو دانش و آگہی حاصل کرے گا اس کے سامنے علم و عمل کی راہیں واضح ہو جائیں گی، اور جس کیلئے علم و عمل آشکارا ہو جائے گا وہ عبرت سے آشنا ہوگا، اور جو عبرت سے آشنا ہو گا وہ ایسا ہے جیسے وہ پہلے لوگوں میں موجود رہا ہو۔

اور ''عدل'' کی بھی چار شاخیں ہیں: تہوں تک پہنچنے والی فکر اور علمی گہرائی اور فیصلہ کی خوبی اور عقل کی پائیداری۔ چنانچہ جس نے غور و فکر کیا وہ علم کی گہرائیوں سے آشنا ہوا، اور جو علم کی گہرائیوں میں اترا وہ فیصلہ کے سرچشموں سے سیراب ہو کر پلٹا، اور جس نے حلم و بردباری اختیار کی اس نے اپنے معاملات میں کوئی کمی نہیں کی اور لوگوں میں نیک نام رہ کر زندگی بسر کی۔

اور ''جہاد'' کی بھی چار شاخیں ہیں: امر بالمعروف، نہی عن المنکر، تمام موقعوں پر راست گفتاری اور بدکرداروں سے نفرت۔ چنانچہ جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مومنین کی پشت مضبوط کی، اور جس نے نہی عن المنکر کیا اس نے کافروں کو ذلیل کیا، اور جس نے تمام موقعوں پر سچ بولا اس نے اپنا فرض ادا کر دیا، اور جس نے فاسقوں کو برا سمجھا اور اللہ کیلئے غضبناک ہوا اللہ بھی اس کیلئے دوسروں پر غضبناک ہو گا اور قیامت کے دن اس کی خوشی کا سامان کرے گا۔

(٣١) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْكُفْرُ عَلٰٓى اَرْبَعِ دَعَآئِمَ: عَلَى التَّعَمُّقِ، وَ التَّنَازُعِ، وَ الزَّيْغِ، وَ الشِّقَاقِ.

فَمَنْ تَعَمَّقَ لَمْ يُنِبْ اِلَى الْحَقِّ، وَ مَنْ كَثُرَ نِزَاعُهٗ بِالْجَهْلِ دَامَ عَمَاهُ عَنِ الْحَقِّ، وَ مَنْ زَاغَ سَآءَتْ عِنْدَهُ الْحَسَنَةُ وَ حَسُنَتْ عِنْدَهُ السَّيِّئَةُ وَ سَكِرَ سُكْرَ الضَّلَالَةِ، وَ مَنْ شَاقَّ وَعُرَتْ عَلَيْهِ طُرُقُهٗ وَ اَعْضَلَ عَلَيْهِ اَمْرُهٗ وَ ضَاقَ عَلَيْهِ مَخْرَجُهٗ.

وَ الشَّكُّ عَلٰٓى اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى التَّمَارِیْ، وَ الْهَوْلِ، وَ التَّرَدُّدِ، وَ الِاسْتِسْلَامِ.

فَمَنْ جَعَلَ الْمِرَآءَ دَيْدَنًا لَّمْ يُصْبِحْ لَيْلُهٗ، وَ مَنْ هَالَهٗ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ، وَ مَن تَرَدَّدَ فِی الرَّيْبِ وَطِئَتْهُ سَنَابِكُ الشَّيٰطِيْنِ، وَ مَنِ اسْتَسْلَمَ لِهَلَكَةِ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ هَلَكَ فِيْهِمَا.

قَالَ الرَّضِیُّ: وَ بَعْدَ هٰذَا كَلَامٌ تَرَكْنَا ذِكْرَهٗ خَوْفَ الْاِطَالَةِ وَ الْخُرُوْجِ عَنِ الْغَرَضِ الْمَقْصُوْدِ فِیْ هٰذَا الْبَابِ.

(٣١)

''کفر'' بھی چار ستونوں پر قائم ہے: حد سے بڑھی ہوئی کاوش، جھگڑالوپن، کج روی اور اختلاف۔

تو جو بے جا تعمق و کاوش کرتا ہے وہ حق کی طرف رجوع نہیں ہوتا، اور جو جہالت کی وجہ سے آئے دن جھگڑے کرتا ہے وہ حق سے ہمیشہ اندھا رہتا ہے، اور جو حق سے منہ موڑ لیتا ہے وہ اچھائی کو برائی اور برائی کو اچھائی سمجھنے لگتا ہے اور گمراہی کے نشہ میں مدہوش پڑا رہتا ہے، اور جو حق کی خلاف ورزی کرتا ہے اس کے راستے بہت دشوار اور اس کے معاملات سخت پیچیدہ ہو جاتے ہیں اور بچ کے نکلنے کی راہ اس کیلئے تنگ ہو جاتی ہے۔

''شک'' کی بھی چار شاخیں ہیں: کٹھ حجتی، خوف، سرگردانی اور باطل کے آگے جبیں سائی۔

چنانچہ جس نے لڑائی جھگڑے کو اپنا شیوہ بنا لیا اس کی رات کبھی صبح سے ہمکنار نہیں ہو سکتی، اور جس کو سامنے کی چیزوں نے ہول میں ڈال دیا وہ الٹے پیر پلٹ جاتا ہے، اور جو شک و شبہ میں سرگرداں رہتا ہے اسے شیاطین اپنے پنجوں سے روند ڈالتے ہیں، اور جس نے دنیا و آخرت کی تباہی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا وہ دو جہاں میں تباہ ہوا۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: ہم نے طوالت کے خوف اور اس خیال سے کہ اصل مقصد جو اس باب کا ہے فوت نہ ہو، بقیہ کلام کو چھوڑ دیا ہے۔

(٣٢) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فَاعِلُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِّنْهُ، وَ فَاعِلُ الشَّرِّ شَرٌّ مِّنْهُ.

(٣٢)

نیک کام کرنے والا خود اس کام سے بہتر اور برائی کا مرتکب ہونے والا خود اس برائی سے بدتر ہے۔

(۳۳) وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

كُنْ سَمْحًا وَّ لَا تَكُنْ مُبَذِّرًا، وَ كُنْ مُّقَدِّرًا وَلَا تَكُنْ مُقَتِّرًا.

(۳۳)

سخاوت کرو، لیکن فضول خرچی نہ کرو، اور جزرسی کرو مگر بخل نہیں۔

(۳٤) وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

اَشْرَفُ الْغِنٰى تَرْكُ الْمُنٰى.

(۳۴)

بہترین دولتمندی یہ ہے کہ تمناؤں کو ترک کرے۔

(۳٥) وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

مَنْ اَسْرَعَ اِلَى النَّاسِ بِمَا يَكْرَهُوْنَ، قَالُوْا فِيْهِ مَا لَا يَعْلَمُوْنَ.

(۳۵)

جوشخص لوگوں کے بارے میں جھٹ سے ایسی باتیں کہہ دیتا ہے جو انہیں ناگوار گزریں تو پھر وہ اس کیلئے ایسی باتیں کہتے ہیں کہ جنہیں وہ جانتے نہیں۔

(۳٦) وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

مَنْ اَطَالَ الْاَمَلَ اَسَآءَ الْعَمَلَ.

(۳۶)

جس نے طول طویل امیدیں باندھیں اس نے اپنے اعمال بگاڑ لئے۔

(۳۷) وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

وَ قَدْ لَقِيَهٗ عِنْدَ مَسِيْرِهٖ اِلَى الشَّامِ دَهَاقِيْنُ الْاَنْبَارِ فَتَرَجَّلُوْا لَهٗ وَ اشْتَدُّوْا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ:

مَا هٰذَا الَّذِیْ صَنَعْتُمُوْهُ؟

فَقَالُوْا: خُلُقٌ مِّنَّا نُعَظِّمُ بِهٖ اُمَرَآءَنَا.

فَقَالَ:

وَاللّٰهِ! مَا يَنْتَفِعُ بِهٰذَا اُمَرَآؤُكُمْ، وَ اِنَّكُمْ لَتَشُقُّوْنَ بِهٖ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ فِیْ دُنْيَاكُمْ، وَ تَشْقَوْنَ بِهٖ فِیْۤ اٰخِرَتِكُمْ، وَ مَاۤ اَخْسَرَ الْمَشَقَّةَ وَ رَآءَهَا الْعِقَابُ، وَ اَرْبَحَ الدَّعَةَ مَعَهَا الْاَمَانُ مِنَ النَّارِ.

(۳۷)

امیرالمومنین علیہ السلام سے شام کی جانب روانہ ہوتے وقت مقام انبار کے زمینداروں کا سامنا ہوا تو وہ آپؑ کو دیکھ کر پیادہ ہو گئے اور آپؑ کے سامنے دوڑنے لگے۔ آپؑ نے فرمایا:

یہ تم نے کیا کیا؟

انہوں نے کہا کہ: یہ ہمارا عام طریقہ ہے جس سے ہم اپنے حکمرانوں کی تعظیم بجالاتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا:

خدا کی قسم! اس سے تمہارے حکمرانوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا۔ البتہ تم اس دنیا میں اپنے کو زحمت و مشقت میں ڈالتے ہو اور آخرت میں اس کی وجہ سے بدبختی مول لیتے ہو۔ وہ مشقت کتنی گھاٹے والی ہے جس کا نتیجہ سزائے اُخروی ہو، اور وہ راحت کتنی فائدہ مند ہے جس کا نتیجہ دوزخ سے امان ہو۔

(٣٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِابْنِهِ الْحَسَنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ:

يَا بُنَيَّ! احْفَظْ عَنِّيْ اَرْبَعًا وَّ اَرْبَعًا، لَا يَضُرُّكَ مَا عَمِلْتَ مَعَهُنَّ:

اِنَّ اَغْنَى الْغِنَى الْعَقْلُ، وَ اَكْبَرَ الْفَقْرِ الْحُمْقُ، وَ اَوْحَشَ الْوَحْشَةِ الْعُجْبُ، وَ اَكْرَمَ الْحَسَبِ حُسْنُ الْخُلُقِ.

يَا بُنَيَّ! اِيَّاكَ وَ مُصَادَقَةَ الْاَحْمَقِ، فَاِنَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَّنْفَعَكَ فَيَضُرُّكَ، وَ اِيَّاكَ وَ مُصَادَقَةَ الْبَخِيْلِ، فَاِنَّهٗ يَقْعُدُ عَنْكَ اَحْوَجَ مَا تَكُوْنُ اِلَيْهِ، وَ اِيَّاكَ وَ مُصَادَقَةَ الْفَاجِرِ، فَاِنَّهٗ يَبِيْعُكَ بِالتَّافِهِ، وَ اِيَّاكَ وَ مُصَادَقَةَ الْكَذَّابِ، فَاِنَّهٗ كَالسَّرَابِ: يُقَرِّبُ عَلَيْكَ الْبَعِيْدَ، وَ يُبَعِّدُ عَلَيْكَ الْقَرِيْبَ.

(٣٨)

اپنے فرزند حضرت حسن علیہ السلام سے فرمایا:

مجھ سے چار اور پھر چار باتیں یاد رکھو، ان کے ہوتے ہوئے جو کچھ کرو گے وہ تمہیں ضرر نہ پہنچائے گا:

سب سے بڑی ثروت عقل و دانش ہے، اور سب سے بڑی ناداری حماقت و بے عقلی ہے، اور سب سے بڑی وحشت غرور و خود بینی ہے، اور سب سے بڑا جوہر ذاتی حسنِ اخلاق ہے۔

اے فرزند! بیوقوف سے دوستی نہ کرنا، کیونکہ وہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا تو نقصان پہنچائے گا، اور بخیل سے دوستی نہ کرنا، کیونکہ جب تمہیں اس کی مدد کی انتہائی احتیاج ہوگی وہ تم سے دور بھاگے گا، اور بدکردار سے دوستی نہ کرنا، ورنہ وہ تمہیں کوڑیوں کے مول بیچ ڈالے گا، اور جھوٹے سے دوستی نہ کرنا، کیونکہ وہ سراب کے مانند تمہارے لئے دور کی چیزوں کو قریب اور قریب کی چیزوں کو دور کر کے دکھائے گا۔

(٣٩) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا قُرْبَةَ بِالنَّوَافِلِ اِذَاۤ اَضَرَّتْ بِالْفَرَآئِضِ.

(٣٩)

مستحبات سے قرب الٰہی نہیں حاصل ہوسکتا جبکہ وہ واجبات میں سدِّ راہ ہوں۔

(٤٠) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِسَانُ الْعَاقِلِ وَرَآءَ قَلْبِهٖ، وَ قَلْبُ الْاَحْمَقِ وَرَآءَ لِسَانِهٖ.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ هٰذَا مِنَ الْمَعَانِي الْعَجِيْبَةِ الشَّرِيْفَةِ، وَ الْمُرَادُ بِهٖ: اَنَّ الْعَاقِلَ لَا يُطْلِقُ لِسَانَهٗ، اِلَّا بَعْدَ مُشَاوَرَةِ الرَّوِيَّةِ وَ مُؤَامَرَةِ الْفِكْرَةِ. وَ الْاَحْمَقُ تَسْبِقُ حَذَفَاتُ لِسَانِهٖ وَ

(٤٠)

عقل مند کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے اور بے وقوف کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہے۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: یہ جملہ عجیب و پاکیزہ معنی کا حامل ہے۔ مقصد یہ ہے کہ عقلمند اس وقت زبان کھولتا ہے جب دل میں سوچ بچار اور غور و فکر سے نتیجہ اخذ کر لیتا ہے۔ لیکن بے وقوف بے سوچے سمجھے

فَلَتَاتُ كَلَامِهٖ، مُرَاجَعَةَ فِكْرِهٖ وَ مُمَاخَضَةَ رَأْيِهٖ. فَكَاَنَّ لِسَانَ الْعَاقِلِ تَابِعٌ لِّقَلْبِهٖ، وَ كَاَنَّ قَلْبَ الْاَحْمَقِ تَابِعٌ لِلِسَانِهٖ.

جو منہ میں آتا ہے کہہ گزرتا ہے۔ اس طرح گویا عقلمند کی زبان اس کے دل کے تابع ہے اور بے وقوف کا دل اس کی زبان کے تابع ہے۔

(٤١) قَدْ رُوِیَ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

هٰذَا الْمَعْنٰى بِلَفْظٍ اٰخَرَ وَ هُوَ قَوْلُهٗ:

قَلْبُ الْاَحْمَقِ فِیْ فِيْهِ، وَ لِسَانُ الْعَاقِلِ فِیْ قَلْبِهٖ.

وَ مَعْنَاهُمَا وَاحِدٌ.

(۴۱)

یہی مطلب دوسرے لفظوں میں بھی حضرتؑ سے مروی ہے اور وہ یہ کہ:

بے وقوف کا دل اس کے منہ میں ہے اور عقلمند کی زبان اس کے دل میں ہے۔

بہر حال ان دونوں جملوں کا مقصد ایک ہے۔

(٤٢) وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِبَعْضِ اَصْحَابِهٖ فِیْ عِلَّةٍ اعْتَلَّهَا:

جَعَلَ اللّٰهُ مَا كَانَ مِنْ شَكْوَاكَ حَطًّا لِّسَيِّئَاتِكَ، فَاِنَّ الْمَرَضَ لَاۤ اَجْرَ فِيْهِ، وَ لٰكِنَّهٗ يَحُطُّ السَّيِّئَاتِ، وَ يَحُتُّهَا حَتَّ الْاَوْرَاقِ، وَ اِنَّمَا الْاَجْرُ فِی الْقَوْلِ بِاللِّسَانِ وَ الْعَمَلِ بِالْاَيْدِیْ وَ الْاَقْدَامِ، وَ اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ يُدْخِلُ بِصِدْقِ النِّيَّةِ وَ السَّرِيْرَةِ الصَّالِحَةِ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ الْجَنَّةَ.

(۴۲)

اپنے ایک ساتھی سے اس کی بیماری کی حالت میں فرمایا:

اللہ نے تمہارے مرض کو تمہارے گناہوں کو دور کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ خود مرض کا کوئی ثواب نہیں ہے، مگر وہ گناہوں کو مٹاتا اور انہیں اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ ہاں! ثواب اس میں ہوتا ہے کہ کچھ زبان سے کہا جائے اور کچھ ہاتھ پیروں سے کیا جائے، اور خداوند عالم اپنے بندوں میں سے نیک نیتی اور پاکدامنی کی وجہ سے جسے چاہتا ہے جنت میں داخل کرتا ہے۔

وَ اَقُوْلُ: صَدَقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «اِنَّ الْمَرَضَ لَاۤ اَجْرَ فِيْهِ»، لِاَنَّهٗ مِنْ قَبِيْلِ مَا يُسْتَحَقُّ عَلَيْهِ الْعِوَضُ، لِاَنَّ الْعِوَضَ يُسْتَحَقُّ عَلٰى مَا كَانَ فِیْ مُقَابَلَةِ فِعْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْعَبْدِ مِنَ الْاٰلَامِ وَ الْاَمْرَاضِ وَ مَا يَجْرِیْ مَجْرٰى ذٰلِكَ. وَ الْاَجْرُ وَ الثَّوَابُ يُسْتَحَقَّانِ عَلٰى مَا كَانَ فِیْ مُقَابَلَةِ فِعْلِ الْعَبْدِ، فَبَيْنَهُمَا فَرْقٌ قَدْ بَيَّنَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا

سید رضی فرماتے ہیں کہ: حضرتؑ نے سچ فرمایا کہ: مرض کا کوئی ثواب نہیں ہے، کیونکہ مرض تو اس قسم کی چیزوں میں سے ہے جن میں عوض کا استحقاق ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عوض اللہ کی طرف سے بندے کے ساتھ جو امر عمل میں آئے جیسے دکھ، درد، بیماری وغیرہ، اس کے مقابلہ میں اسے ملتا ہے، اور اجر و ثواب وہ ہے کہ کسی عمل پر اسے کچھ حاصل ہو۔ لہٰذا عوض اور ہے اور اجر اور ہے۔ اور اس فرق کو امیر المومنین علیہ السلام نے

يَقْتَضِيْهِ عِلْمُهُ الثَّاقِبُ، وَ رَاْيُهُ الصَّآئِبُ.

اپنے علم روشن اور رائے صائب کے مطابق بیان فرمادیا ہے۔

(٤٣) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِيْ ذِكْرِ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ:

يَرْحَمُ اللّٰهُ خَبَّابَ ابْنَ الْاَرَتِّ، فَلَقَدْ اَسْلَمَ رَاغِبًا، وَ هَاجَرَ طَآئِعًا، وَ قَنِعَ بِالْكَفَافِ، وَ رَضِيَ عَنِ اللّٰهِ، وَ عَاشَ مُجَاهِدًا.

(۴۳)

خباب ابن ارتؓ کے بارے میں فرمایا:

خدا خباب ابن ارتؓ پر اپنی رحمت شامل حال فرمائے! وہ اپنی رضا مندی سے اسلام لائے، اور بخوشی ہجرت کی، اور ضرورت بھر پر قناعت کی، اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہے، اور مجاہدانہ شان سے زندگی بسر کی۔

(٤٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

طُوْبٰى لِمَنْ ذَكَرَ الْمَعَادَ، وَ عَمِلَ لِلْحِسَابِ، وَ قَنِعَ بِالْكَفَافِ، وَ رَضِيَ عَنِ اللّٰهِ.

(۴۴)

خوشا نصیب اس کے جس نے آخرت کو یاد رکھا، حساب و کتاب کیلئے عمل کیا، ضرورت بھر پر قناعت کی اور اللہ سے راضی و خوشنود رہا۔

(٤٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَوْ ضَرَبْتُ خَيْشُوْمَ الْمُؤْمِنِ بِسَيْفِيْ هٰذَا عَلٰۤى اَنْ يُّبْغِضَنِيْ مَاۤ اَبْغَضَنِيْ، وَ لَوْ صَبَبْتُ الدُّنْيَا بِجَمَّاتِهَا عَلَى الْمُنَافِقِ عَلٰۤى اَنْ يُّحِبَّنِيْ مَاۤ اَحَبَّنِيْ، وَ ذٰلِكَ اَنَّهٗ قُضِيَ فَانْقَضٰى عَلٰى لِسَانِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: «يَا عَلِيُّ! لَا يُبْغِضُكَ مُؤْمِنٌ، وَ لَا يُحِبُّكَ مُنَافِقٌ».

(۴۵)

اگر میں مومن کی ناک پر تلواریں لگاؤں کہ وہ مجھے دشمن رکھے تو جب بھی وہ مجھ سے دشمنی نہ کرے گا، اور اگر تمام متاعِ دنیا کافر کے آگے ڈھیر کردوں کہ وہ مجھے دوست رکھے تو بھی وہ مجھے دوست نہ رکھے گا۔ اس لئے کہ یہ وہ فیصلہ ہے جو پیغمبر اُمّی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے ہو گیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: «اے علی! کوئی مومن تم سے دشمنی نہ رکھے گا، اور کوئی منافق تم سے محبت نہ کرے گا»۔

(٤٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

سَيِّئَةٌ تَسُوْٓءُكَ خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ حَسَنَةٍ تُعْجِبُكَ.

(۴۶)

وہ گناہ جس کا تمہیں رنج ہو اللہ کے نزدیک اس نیکی سے کہیں اچھا ہے جو تمہیں خود پسند بنا دے۔

(٤٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَدْرُ الرَّجُلِ عَلٰى قَدْرِ هِمَّتِهٖ، وَ صِدْقُهٗ عَلٰى قَدْرِ مُرُوْٓءَتِهٖ، وَ

(۴۷)

انسان کی جتنی ہمت ہو اتنی ہی اس کی قدر و قیمت ہے، اور جتنی مروت اور جوانمردی ہو گی اتنی ہی راست گوئی ہو گی، اور جتنی حمیت و

شَجَاعَتُهٗ عَلٰى قَدْرِ اَنَفَتِهٖ، وَ عِفَّتُهٗ عَلٰى قَدْرِ غَيْرَتِهٖ.

خودداری ہو گی اتنی ہی شجاعت ہو گی، اور جتنی غیرت ہوگی اتنی ہی پاکدامنی ہوگی۔

(۴۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلظَّفَرُ بِالْحَزْمِ، وَ الْحَزْمُ بِاِجَالَةِ الرَّاْيِ، وَ الرَّاْيُ بِتَحْصِيْنِ الْاَسْرَارِ.

(۴۸)

کامیابی دور اندیشی سے وابستہ ہے، اور دور اندیشی فکر و تدبر کو کام میں لانے سے، اور تدبر بھیدوں کو چھپا کر رکھنے سے۔

(۴۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِحْذَرُوْا صَوْلَةَ الْكَرِيْمِ اِذَا جَاعَ، وَ اللَّئِيْمِ اِذَا شَبِعَ.

(۴۹)

بھوکے شریف اور پیٹ بھرے کمینے کے حملہ سے ڈرتے رہو۔

(۵۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قُلُوْبُ الرِّجَالِ وَحْشِيَّةٌ، فَمَنْ تَاَلَّفَهَا اَقْبَلَتْ عَلَيْهِ.

(۵۰)

لوگوں کے دل صحرائی جانور ہیں، جو ان کو سدھائے گا اس کی طرف جھکیں گے۔

(۵۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَيْبُكَ مَسْتُوْرٌ مَّآ اَسْعَدَكَ جَدُّكَ.

(۵۱)

جب تک تمہارے نصیب یاور ہیں تمہارے عیب ڈھکے ہوئے ہیں۔

(۵۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَوْلَى النَّاسِ بِالْعَفْوِ اَقْدَرُهُمْ عَلَى الْعُقُوْبَةِ.

(۵۲)

معاف کرنا سب سے زیادہ اسے زیب دیتا ہے جو سزا دینے پر قادر ہو۔

(۵۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلسَّخَآءُ مَا كَانَ ابْتِدَآءً، فَاَمَّا مَا كَانَ عَنْ مَّسْئَلَةٍ، فَحَيَآءٌ وَّ تَذَمُّمٌ.

(۵۳)

سخاوت وہ ہے جو بن مانگے ہو، اور مانگے سے دینا یا شرم ہے یا بدگوئی سے بچنا۔

(۵۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا غِنٰى كَالْعَقْلِ، وَ لَا فَقْرَ كَالْجَهْلِ، وَ لَا مِيْرَاثَ كَالْاَدَبِ، وَ لَا ظَهِيْرَ كَالْمُشَاوَرَةِ.

(۵۴)

عقل سے بڑھ کر کوئی ثروت نہیں اور جہالت سے بڑھ کر کوئی بے مائیگی نہیں۔ ادب سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں اور مشورہ سے زیادہ کوئی چیز معین و مددگار نہیں۔

(۵۵) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَلصَّبْرُ صَبْرَانِ: صَبْرٌ عَلٰی مَا تَكْرَهُ، وَ صَبْرٌ عَمَّا تُحِبُّ.

(۵۵)

صبر دوطرح کا ہوتا ہے: ایک ناگوار باتوں پر صبر اور دوسرے پسندیدہ چیزوں سے صبر۔

(۵۶) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَلْغِنٰی فِی الْغُرْبَةِ وَطَنٌ، وَ الْفَقْرُ فِی الْوَطَنِ غُرْبَةٌ.

(۵۶)

دولت ہوتو پردیس میں بھی دیس ہے اور مفلسی ہوتو دیس میں بھی پردیس۔

(۵۷) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَّا یَنْفَدُ.

قَالَ الرَّضِیُّ: وَ قَدْ رُوِیَ هٰذَا الْكَلَامُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ.

(۵۷)

قناعت وہ سرمایہ ہے جو ختم نہیں ہوسکتا۔

علامہ رضیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ کلام پیغمبر اکرم ﷺ سے بھی مروی ہے۔

(۵۸) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَلْمَالُ مَادَّةُ الشَّهَوَاتِ.

(۵۸)

مال نفسانی خواہشوں کا سرچشمہ ہے۔

(۵۹) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

مَنْ حَذَّرَكَ كَمَنْ بَشَّرَكَ.

(۵۹)

جو (برائیوں سے) خوف دلائے وہ تمہارے لئے مژدہ سنانے والے کے مانند ہے۔

(۶۰) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَللِّسَانُ سَبُعٌ، اِنْ خُلِّیَ عَنْهُ عَقَرَ.

(۶۰)

زبان ایک ایسا درندہ ہے کہ اگر اسے کھلا چھوڑ دیا جائے تو پھاڑ کھائے۔

(۶۱) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَلْمَرْاَةُ عَقْرَبٌ حُلْوَةُ اللِّبْسَةِ.

(۶۱)

عورت ایک ایسا بچھو ہے جس کے لپٹنے میں بھی مزہ آتا ہے۔

(۶۲) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اِذَا حُیِّیْتَ بِتَحِیَّةٍ فَحَیِّ بِاَحْسَنَ مِنْهَا، وَ اِذَاۤ اُسْدِیَتْ اِلَیْكَ یَدٌ

(۶۲)

جب تم پر سلام کیا جائے تو اس سے اچھے طریقہ سے جواب دو اور جب تم پر کوئی احسان کرے تو اس سے

فَكَافِئْهَا بِمَا يُرْبِیْ عَلَيْهَا، وَ الْفَضْلُ مَعَ ذٰلِكَ لِلْبَادِیْ.

بڑھ چڑھ کر بدلہ دو، اگرچہ اس صورت میں بھی فضیلت پہل کرنے والے ہی کیلئے ہوگی۔

(٦٣) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلشَّفِيْعُ جَنَاحُ الطَّالِبِ.

(٦٣)

سفارش کرنے والا امیدوار کیلئے بمنزلہ پروبال کے ہوتا ہے۔

(٦٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَهْلُ الدُّنْيَا كَرَكْبٍ يُّسَارُ بِهِمْ وَ هُمْ نِيَامٌ.

(٦٤)

دنیا والے ایسے سواروں کے مانند ہیں جو سو رہے ہیں اور سفر جاری ہے۔

(٦٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فَقْدُ الْاَحِبَّةِ غُرْبَةٌ.

(٦٥)

دوستوں کو کھو دینا غریب الوطنی ہے۔

(٦٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فَوْتُ الْحَاجَةِ اَهْوَنُ مِنْ طَلَبِهَا اِلٰی غَيْرِ اَهْلِهَا.

(٦٦)

مطلب کا ہاتھ سے چلا جانا نااہل کے آگے ہاتھ پھیلانے سے آسان ہے۔

(٦٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا تَسْتَحِ مِنْ اِعْطَاءِ الْقَلِيْلِ، فَاِنَّ الْحِرْمَانَ اَقَلُّ مِنْهُ.

(٦٧)

تھوڑا دینے سے شرماؤ نہیں، کیونکہ خالی ہاتھ پھیرنا تو اس سے بھی گری ہوئی بات ہے۔

(٦٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْعَفَافُ زِيْنَةُ الْفَقْرِ، وَ الشُّكْرُ زِيْنَةُ الْغِنٰی.

(٦٨)

عفت فقر کا زیور ہے اور شکر دولت مندی کی زینت ہے۔

(٦٩) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِذَا لَمْ يَكُنْ مَا تُرِيْدُ فَلَا تُبَلْ مَا كُنْتَ.

(٦٩)

اگر حسبِ منشا تمہارا کام نہ بن سکے تو پھر جس حالت میں ہو مگن رہو۔

(٧٠) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا تَرَی الْجَاهِلَ اِلَّا مُفْرِطًا اَوْ مُفَرِّطًا.

(٧٠)

جاہل کو نہ پاؤ گے، مگر یا حد سے آگے بڑھا ہوا اور یا اس سے بہت پیچھے۔

(٧١) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِذَا تَمَّ الْعَقْلُ نَقَصَ الْكَلَامُ.

(۷۱)

جب عقل بڑھتی ہے تو باتیں کم ہو جاتی ہیں۔

(٧٢) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلدَّهْرُ يُخْلِقُ الْاَبْدَانَ، وَ يُجَدِّدُ الْاٰمَالَ، وَ يُقَرِّبُ الْمَنِيَّةَ، وَ يُبَاعِدُ الْاُمْنِيَّةَ، مَنْ ظَفِرَ بِهٖ نَصِبَ، وَ مَنْ فَاتَهٗ تَعِبَ.

(۷۲)

زمانہ جسموں کو کہنہ و بوسیدہ اور آرزوؤں کو تر و تازہ کرتا ہے، موت کو قریب اور آرزوؤں کو دور کرتا ہے۔ جو زمانہ سے کچھ پا لیتا ہے وہ بھی رنج سہتا ہے اور جو کھو دیتا ہے وہ تو دکھ جھیلتا ہی ہے۔

(٧٣) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ نَّصَبَ نَفْسَهٗ لِلنَّاسِ اِمَامًا، فَلْيَبْدَاْ بِتَعْلِيْمِ نَفْسِهٖ قَبْلَ تَعْلِيْمِ غَيْرِهٖ، وَ لْيَكُنْ تَاْدِيْبُهٗ بِسِيْرَتِهٖ قَبْلَ تَاْدِيْبِهٖ بِلِسَانِهٖ، وَ مُعَلِّمُ نَفْسِهٖ وَ مُؤَدِّبُهَاۤ اَحَقُّ بِالْاِجْلَالِ مِنْ مُّعَلِّمِ النَّاسِ وَ مُؤَدِّبِهِمْ.

(۷۳)

جو لوگوں کا پیشوا بنتا ہے تو اسے دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنے کو تعلیم دینا چاہیے، اور زبان سے درس اخلاق دینے سے پہلے اپنی سیرت و کردار سے تعلیم دینا چاہیے، اور جو اپنے نفس کی تعلیم و تادیب کر لے وہ دوسروں کی تعلیم و تادیب کرنے والے سے زیادہ احترام کا مستحق ہے۔

(٧٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

نَفَسُ الْمَرْءِ خُطَاهُ اِلٰۤى اَجَلِهٖ.

(۷۴)

انسان کی ہر سانس ایک قدم ہے جو اسے موت کی طرف بڑھائے لئے جا رہا ہے۔

(٧٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كُلُّ مَعْدُوْدٍ مُّنْقَضٍ، وَ كُلُّ مُتَوَقَّعٍ اٰتٍ.

(۷۵)

جو چیز شمار میں آئے اسے ختم ہونا چاہیے اور جسے آنا چاہیے وہ آ کر رہے گا۔

(٧٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ الْاُمُوْرَ اِذَا اشْتَبَهَتْ اُعْتُبِرَ اٰخِرُهَا بِاَوَّلِهَا.

(۷۶)

جب کسی کام میں اچھے برے کی پہچان نہ رہے تو آغاز کو دیکھ کر انجام کو پہچان لینا چاہیے۔

(۷۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ مِنْ خَبَرِ ضِرَارِ بْنِ ضَمُرَةَ الضَّبَآئِيِّ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ عَلٰى مُعَاوِيَةَ وَ مَسْئَلَتِهٖ لَهٗ عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَ قَالَ: فَاَشْهَدُ لَقَدْ رَاَيْتُهٗ فِيْ بَعْضِ مَوَاقِفِهٖ وَ قَدْ اَرْخَى اللَّيْلُ سُدُوْلَهٗ وَ هُوَ قَآئِمٌ فِيْ مِحْرَابِهٖ، قَابِضٌ عَلٰى لِحْيَتِهٖ، يَتَمَلْمَلُ تَمَلْمُلَ السَّلِيْمِ، وَ يَبْكِيْ بُكَآءَ الْحَزِيْنِ، وَ يَقُوْلُ:

يَا دُنْيَا يَا دُنْيَا! اِلَيْكِ عَنِّيْ، اَ بِيْ تَعَرَّضْتِ؟ اَمْ اِلَيَّ تَشَوَّقْتِ؟ لَا حَانَ حِيْنُكِ! هَيْهَاتَ! غُرِّيْ غَيْرِيْ، لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْكِ، قَدْ طَلَّقْتُكِ ثَلَاثًا لَّا رَجْعَةَ فِيْهَا! فَعَيْشُكِ قَصِيْرٌ، وَ خَطَرُكِ يَسِيْرٌ، وَ اَمَلُكِ حَقِيْرٌ. اٰهِ مِنْ قِلَّةِ الزَّادِ، وَ طُوْلِ الطَّرِيْقِ، وَ بُعْدِ السَّفَرِ، وَ عَظِيْمِ الْمَوْرِدِ!.

(۷۸) وَمِنْ كَلَامٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِلسَّآئِلِ الشَّامِيِّ لَمَّا سَئَلَهٗ: اَكَانَ مَسِيْرُنَا اِلَى الشَّامِ بِقَضَآءٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ قَدَرٍ؟ بَعْدَ كَلَامٍ طَوِيْلٍ هٰذَا مُخْتَارُهٗ:

وَيْحَكَ! لَعَلَّكَ ظَنَنْتَ قَضَآءً لَّازِمًا، وَ قَدَرًا حَاتِمًا! وَ لَوْ كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ لَبَطَلَ الثَّوَابُ وَ الْعِقَابُ، وَ سَقَطَ الْوَعْدُ وَ الْوَعِيْدُ.

اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ اَمَرَ عِبَادَهٗ تَخْيِيْرًا، وَ نَهَاهُمْ تَحْذِيْرًا، وَ كَلَّفَ يَسِيْرًا،

(۷۷)

جب ضرار ابن ضمرہ ضبائی معاویہ کے پاس گئے اور معاویہ نے امیرالمومنین علیہ السلام کے متعلق ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ میں نے بعض موقعوں پر آپؑ کو دیکھا جبکہ رات اپنے دامن ظلمت کو پھیلا چکی تھی، تو آپؑ محراب عبادت میں ایستادہ، ریش مبارک کو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے، مار گزیدہ کی طرح تڑپ رہے تھے اورغم رسیدہ کی طرح رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے:

اے دنیا! اے دنیا دور ہو مجھ سے۔ کیا میرے سامنے اپنے کو لاتی ہے؟ یا میری دلدادہ و فریفتہ بن کر آئی ہے؟ تیرا وہ وقت نہ آئے (کہ تو مجھے فریب دے سکے)! بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟! جا کسی اور کو جُل دے! مجھے تیری خواہش نہیں ہے۔ میں تو تین بار تجھے طلاق دے چکا ہوں کہ جس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں۔ تیری زندگی تھوڑی، تیری اہمیت بہت ہی کم اور تیری آرزو ذلیل و پست ہے۔ افسوس! زادِ راہ تھوڑا، راستہ طویل، سفر دور و دراز اور منزل سخت ہے۔

(۷۸)

ایک شخص نے امیرالمومنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا ہمارا اہل شام سے لڑنے کیلئے جانا قضاء و قدر سے تھا؟ تو آپؑ نے ایک طویل جواب دیا جس کا ایک منتخب حصہ یہ ہے:

خدا تم پر رحم کرے! شاید تم نے حتمی و لازمی قضاء و قدر سمجھ لیا ہے (کہ جس کے انجام دینے پر ہم مجبور ہیں)۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر نہ ثواب کا کوئی سوال پیدا ہوتا نہ عذاب کا، نہ وعدے کے کچھ معنی رہتے نہ وعید کے۔

خداوند عالم نے تو بندوں کو خود مختار بنا کر مامور کیا ہے اور (عذاب سے) ڈراتے ہوئے نہی کی ہے۔ اُس نے سہل و آسان تکلیف دی

وَ لَمْ يُكَلِّفْ عَسِيْرًا، وَ اَعْطٰى عَلَى الْقَلِيْلِ كَثِيْرًا، وَ لَمْ يُعْصَ مَغْلُوْبًا، وَ لَمْ يُطَعْ مُكْرِهًا، وَ لَمْ يُرْسِلِ الْاَنْبِيَآءَ لَعِبًا، وَ لَمْ يُنْزِلِ الْكُتُبَ لِلْعِبَادِ عَبَثًا، وَ لَا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا، ﴿ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ﴾.

ہے اور دشواریوں سے بچائے رکھا ہے۔ وہ تھوڑے کئے پر زیادہ اجر دیتا ہے۔ اس کی نافرمانی اس لئے نہیں ہوتی کہ وہ دب گیا ہے اور نہ اس کی اطاعت اس لئے کی جاتی ہے کہ اس نے مجبور کر رکھا ہے۔ اس نے پیغمبروں کو بطور تفریح نہیں بھیجا اور بندوں کیلئے کتابیں بے فائدہ نہیں اتاری ہیں اور نہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کو بیکار پیدا کیا ہے۔ "یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا تو افسوس ہے ان پر جنہوں نے کفر اختیار کیا، آتش جہنم کے عذاب سے"۔

(۷۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خُذِ الْحِكْمَةَ اَنّٰى كَانَتْ، فَاِنَّ الْحِكْمَةَ تَكُوْنُ فِيْ صَدْرِ الْمُنَافِقِ، فَتَلَجْلَجُ فِيْ صَدْرِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ، فَتَسْكُنَ اِلٰى صَوَاحِبِهَا فِيْ صَدْرِ الْمُؤْمِنِ.

(۷۹)

حکمت کی بات جہاں کہیں ہو اسے حاصل کرو، کیونکہ حکمت منافق کے سینہ میں بھی ہوتی ہے، لیکن جب تک اس (کی زبان) سے نکل کر مومن کے سینہ میں پہنچ کر دوسری حکمتوں کے ساتھ بہل نہیں جاتی، تڑپتی رہتی ہے۔

(۸۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ، فَخُذِ الْحِكْمَةَ وَ لَوْ مِنْ اَهْلِ النِّفَاقِ.

(۸۰)

حکمت مومن ہی کی گمشدہ چیز ہے، اسے حاصل کرو، اگرچہ منافق سے لینا پڑے۔

(۸۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قِيْمَةُ كُلِّ امْرِئٍ مَّا يُحْسِنُهٗ.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ هِيَ الْكَلِمَةُ الَّتِيْ لَا تُصَابُ لَهَا قِيْمَةٌ، وَ لَا تُوْزَنُ بِهَا حِكْمَةٌ، وَ لَا تُقْرَنُ اِلَيْهَا كَلِمَةٌ.

(۸۱)

ہر شخص کی قیمت وہ ہنر ہے جو اس شخص میں ہے۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ ایک ایسا انمول جملہ ہے کہ نہ کوئی حکیمانہ بات اس کے ہم وزن ہو سکتی ہے اور نہ کوئی جملہ اس کا ہم پایہ ہو سکتا ہے۔

(۸۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أُوْصِيْكُمْ بِخَمْسٍ لَّوْ ضَرَبْتُمْ اِلَيْهَآ اٰبَاطَ الْاِبِلِ لَكَانَتْ لِذٰلِكَ اَهْلًا: لَا يَرْجُوَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اِلَّا رَبَّهٗ، وَ لَا يَخَافَنَّ اِلَّا ذَنْبَهٗ، وَ لَا يَسْتَحِيَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ اَنْ يَّقُوْلَ لَآ اَعْلَمُ، وَ لَا يَسْتَحِيَنَّ اَحَدٌ اِذَا لَمْ يَعْلَمِ الشَّیْءَ اَنْ يَّتَعَلَّمَهٗ وَ عَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ، فَاِنَّ الصَّبْرَ مِنَ الْاِيْمَانِ كَالرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ، وَ لَا خَيْرَ فِيْ جَسَدٍ لَّا رَأْسَ مَعَهٗ، وَ لَا فِيْٓ اِيْمَانٍ لَّا صَبْرَ مَعَهٗ.

(۸۲)

تمہیں ایسی پانچ باتوں کی ہدایت کی جاتی ہے کہ اگر انہیں حاصل کرنے کیلئے اونٹوں کو ایڑ لگا کر تیز ہنکاؤ تو وہ اسی قابل ہوں گی: تم میں سے کوئی شخص اللہ کے سوا کسی سے آس نہ لگائے اور اس کے گناہ کے علاوہ کسی شے سے خوف نہ کھائے، اور اگر تم میں سے کسی سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے کہ جسے وہ نہ جانتا ہو تو یہ کہنے میں نہ شرمائے کہ: "میں نہیں جانتا"، اور اگر کوئی شخص کسی بات کو نہیں جانتا تو اس کے سیکھنے میں شرمائے نہیں، اور صبر و شکیبائی اختیار کرو کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو بدن سے ہوتی ہے۔ اگر سر نہ ہو تو بدن بیکار ہے، یونہی ایمان کے ساتھ صبر نہ ہو تو ایمان میں کوئی خوبی نہیں۔

(۸۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِرَجُلٍ اَفْرَطَ فِي الثَّنَآءِ عَلَيْهِ، وَ كَانَ لَهٗ مُتَّهِمًا:

اَنَا دُوْنَ مَا تَقُوْلُ، وَ فَوْقَ مَا فِيْ نَفْسِكَ.

(۸۳)

ایک شخص نے آپؑ کی بہت زیادہ تعریف کی، حالانکہ وہ آپؑ سے عقیدت و ارادت نہ رکھتا تھا تو آپؑ نے فرمایا:

جو تمہاری زبان پر ہے میں اس سے کم ہوں اور جو تمہارے دل میں ہے اس سے زیادہ ہوں۔

(۸۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

بَقِيَّةُ السَّيْفِ اَبْقٰى عَدَدًا، وَ اَكْثَرُ وَلَدًا.

(۸۴)

تلوار سے بچے کھچے لوگ زیادہ باقی رہتے ہیں اور ان کی نسل زیادہ ہوتی ہے۔

(۸۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ تَرَكَ قَوْلَ: لَآ اَدْرِیْ، اُصِيْبَتْ مَقَاتِلُهٗ.

(۸۵)

جس کی زبان پر کبھی یہ جملہ نہ آئے کہ: "میں نہیں جانتا" تو وہ چوٹ کھانے کی جگہوں پر چوٹ کھا کر رہتا ہے۔

(٨٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رَأْيُ الشَّيْخِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ جَلَدِ الْغُلَامِ.

وَ رُوِيَ:

«مِنْ مَّشْهَدِ الْغُلَامِ».

(٨٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَجِبْتُ لِمَنْ يَّقْنَطُ وَ مَعَهُ الْاِسْتِغْفَارُ.

(٨٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ حَكٰى عَنْهُ اَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْبَاقِرِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ:

كَانَ فِي الْاَرْضِ اَمَانَانِ مِنْ عَذَابِ اللهِ، وَ قَدْ رُفِعَ اَحَدُهُمَا، فَدُوْنَكُمُ الْاٰخَرَ فَتَمَسَّكُوْا بِهٖ: اَمَّا الْاَمَانُ الَّذِيْ رُفِعَ فَهُوَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ. وَ اَمَّا الْاَمَانُ الْبَاقِيْ فَالْاِسْتِغْفَارُ، قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿وَ مَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۝﴾.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ هٰذَا مِنْ مَّحَاسِنِ الْاِسْتِخْرَاجِ وَ لَطَآئِفِ الْاِسْتِنْبَاطِ.

(٨٩) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ اَصْلَحَ مَا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ اللهِ اَصْلَحَ اللهُ مَا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ النَّاسِ، وَ مَنْ اَصْلَحَ اَمْرَ اٰخِرَتِهٖ اَصْلَحَ اللهُ لَهٗ اَمْرَ دُنْيَاهُ،

(٨٦)

بوڑھے کی رائے مجھے جوان کی ہمت سے زیادہ پسند ہے۔

(ایک روایت میں یوں ہے کہ:)

بوڑھے کی رائے مجھے جوان کے خطرہ میں ڈٹے رہنے سے زیادہ پسند ہے۔

(٨٧)

اس شخص پر تعجب ہوتا ہے کہ جو توبہ کی گنجائش کے ہوتے ہوئے مایوس ہو جائے۔

(٨٨)

ابوجعفر محمد ابن علی الباقر علیہما السلام نے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

دنیا میں عذاب خدا سے دو چیزیں باعث امان تھیں، ایک ان میں سے اٹھ گئی، مگر دوسری تمہارے پاس موجود ہے، لہٰذا اسے مضبوطی سے تھامے رہو۔ وہ امان جو اٹھالی گئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، اور وہ امان جو باقی ہے وہ توبہ و استغفار ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا: "اللہ ان لوگوں پر عذاب نہیں کرے گا جب تک تم ان میں موجود ہو (اور) اللہ ان لوگوں پر عذاب نہیں اتارے گا، جب کہ یہ لوگ توبہ و استغفار کر رہے ہوں گے"۔

سید رضیؒ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: یہ بہترین استخراج اور عمدہ نکتہ آفرینی ہے۔

(٨٩)

جس نے اپنے اور اللہ کے مابین معاملات کو ٹھیک رکھا تو اللہ اس کے اور لوگوں کے معاملات سلجھائے رکھے گا، اور جس نے اپنی آخرت کو سنوار لیا تو خدا اس کی دنیا بھی سنوار دے گا،

وَ مَنْ كَانَ لَهُ مِنْ نَّفْسِهٖ وَاعِظٌ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ.

اور جو خود اپنے آپ کو وعظ و پند کر لے تو اللہ کی طرف سے اس کی حفاظت ہوتی رہے گی۔

(۹۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْفَقِيْهُ كُلُّ الْفَقِيْهِ مَنْ لَّمْ يُقَنِّطِ النَّاسَ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، وَ لَمْ يُؤْيِسْهُمْ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ، وَ لَمْ يُؤْمِنْهُمْ مِنْ مَّكْرِ اللّٰهِ.

(۹۰)

پورا عالم و دانا وہ ہے جو لوگوں کو رحمت خدا سے مایوس اور اس کی طرف سے حاصل ہونے والی آسائش و راحت سے نا امید نہ کرے اور نہ انہیں اللہ کے عذاب سے بالکل مطمئن کر دے۔

(۹۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ الْاَبْدَانُ، فَابْتَغُوْا لَهَا طَرَآئِفَ الْحِكَمِ.

(۹۱)

یہ دل بھی اسی طرح اکتا جاتے ہیں جس طرح بدن اکتا جاتے ہیں، لہٰذا (جب ایسا ہو تو) ان کیلئے لطیف حکیمانہ نکات تلاش کرو۔

(۹۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَوْضَعُ الْعِلْمِ مَا وَقَفَ عَلَى اللِّسَانِ، وَ اَرْفَعُهٗ مَا ظَهَرَ فِي الْجَوَارِحِ وَ الْاَرْكَانِ.

(۹۲)

وہ علم بہت بے قدر و قیمت ہے جو زبان تک رہ جائے، اور وہ علم بہت بلند مرتبہ ہے جو اعضاو جوارح سے نمودار ہو۔

(۹۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفِتْنَةِ، لِاَنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ اِلَّا وَ هُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى فِتْنَةٍ، وَ لٰكِنْ مَّنِ اسْتَعَاذَ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ، فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ يَقُوْلُ: ﴿وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ﴾، وَ مَعْنٰى ذٰلِكَ اَنَّهٗ يَخْتَبِرُهُمْ بِالْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ لِيَتَبَيَّنَ السَّاخِطُ لِرِزْقِهٖ وَ الرَّاضِيْ بِقِسْمِهٖ، وَ اِنْ كَانَ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمَ بِهِمْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ، وَ لٰكِنْ لِّتَظْهَرَ الْاَفْعَالُ الَّتِيْ بِهَا يُسْتَحَقُّ الثَّوَابُ وَ

(۹۳)

تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ: ”اے اللہ! میں تجھ سے فتنہ و آزمائش سے پناہ چاہتا ہوں“۔ اس لئے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو فتنہ کی لپیٹ میں نہ ہو، بلکہ جو پناہ مانگے وہ گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگے، کیونکہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے: ”اور اس بات کو جانے رہو کہ تمہارا مال اور اولاد فتنہ ہے“۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ لوگوں کو مال اور اولاد کے ذریعے آزماتا ہے، تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ کون اپنی روزی پر چیں بجبیں ہے اور کون اپنی قسمت پر شاکر ہے۔ اگرچہ اللہ سبحانہ ان کو اتنا جانتا ہے کہ وہ خود بھی اپنے کو اتنا نہیں جانتے، لیکن یہ آزمائش اس لئے ہے کہ وہ افعال سامنے آئیں جن سے

الْعِقَابُ، لِاَنَّ بَعْضَهُمْ يُحِبُّ الذُّكُوْرَ وَ يَكْرَهُ الْاِنَاثَ، وَ بَعْضَهُمْ يُحِبُّ تَثْمِيْرَ الْمَالِ وَ يَكْرَهُ انْثِلَامَ الْحَالِ.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ هٰذَا مِنْ غَرِيْبِ مَا سُمِعَ مِنْهُ فِي التَّفْسِيْرِ.

ثواب و عذاب کا استحقاق پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض اولاد نرینہ کو چاہتے ہیں اور لڑکیوں سے کبیدہ خاطر ہوتے ہیں اور بعض مال بڑھانے کو پسند کرتے ہیں اور بعض شکستہ حالی کو برا سمجھتے ہیں۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ ان عجیب و غریب باتوں میں سے ہے جو تفسیر کے سلسلہ میں آپؑ سے وارد ہوئی ہیں۔

(٩٤) وَ سُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَنِ الْخَيْرِ: مَا هُوَ؟ فَقَالَ:

لَيْسَ الْخَيْرُ اَنْ يَّكْثُرَ مَالُكَ وَ وَلَدُكَ، وَ لٰكِنَّ الْخَيْرَ اَنْ يَّكْثُرَ عِلْمُكَ، وَ اَنْ يَّعْظُمَ حِلْمُكَ، وَ اَنْ تُبَاهِيَ النَّاسَ بِعِبَادَةِ رَبِّكَ، فَاِنْ اَحْسَنْتَ حَمِدْتَّ اللهَ، وَ اِنْ اَسَاْتَ اسْتَغْفَرْتَ اللهَ. وَ لَا خَيْرَ فِي الدُّنْيَا اِلَّا لِرَجُلَيْنِ: رَجُلٌ اَذْنَبَ ذُنُوْبًا فَهُوَ يَتَدَارَكُهَا بِالتَّوْبَةِ، وَ رَجُلٌ يُّسَارِعُ فِي الْخَيْرَاتِ.

(۹۴)

آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ نیکی کیا چیز ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ:

نیکی یہ نہیں کہ تمہارے مال و اولاد میں فراوانی ہو جائے، بلکہ خوبی یہ ہے کہ تمہارا علم زیادہ اور حلم بڑا ہو، اور تم اپنے پروردگار کی عبادت پر ناز کر سکو۔ اب اگر اچھا کام کرو تو اللہ کا شکر بجا لاؤ اور اگر کسی برائی کا ارتکاب کرو تو توبہ و استغفار کرو۔ اور دنیا میں صرف دو شخصوں کیلئے بھلائی ہے: ایک وہ جو گناہ کرے تو توبہ سے اس کی تلافی کرے، اور دوسرا وہ جو نیک کاموں میں تیز گام ہو۔

(٩٥) وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يَقِلُّ عَمَلٌ مَّعَ التَّقْوٰى، وَ كَيْفَ يَقِلُّ مَا يُتَقَبَّلُ؟.

(۹۵)

جو عمل تقویٰ کے ساتھ انجام دیا جائے وہ تھوڑا نہیں سمجھا جا سکتا، اور مقبول ہونے والا عمل تھوڑا کیونکر ہو سکتا ہے؟۔

(٩٦) وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِالْاَنْۢبِيَآءِ اَعْلَمُهُمْ بِمَا جَآؤُوْا بِهٖ.

ثُمَّ تَلَا:

﴿اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِيُّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ﴾.

(۹۶)

انبیاء علیہم السلام سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے کہ جو ان کی لائی ہوئی چیزوں کا زیادہ علم رکھتے ہوں۔

پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

”ابراہیمؑ سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو تھی جو ان کے فرمانبردار تھے اور اب اس نبیؐ اور ایمان لانے والوں کو خصوصیت ہے“۔

ثُمَّ قَالَ:

اِنَّ وَلِيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ مَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ اِنْ بَعُدَتْ لُحْمَتُهٗ، وَ اِنَّ عَدُوَّ مُحَمَّدٍ ﷺ مَنْ عَصَى اللّٰهَ وَ اِنْ قَرُبَتْ قَرَابَتُهٗ.

پھر فرمایا:

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا دوست وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے، اگرچہ ان سے کوئی قرابت نہ رکھتا ہو، اور ان کا دشمن وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے، اگرچہ نزدیکی قرابت رکھتا ہو۔

(٩٧) وَقَدْ سَمِعَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رَجُلًا مِّنَ الْحَرُوْرِيَّةِ يَتَهَجَّدُ وَ يَقْرَأُ فَقَالَ:

نَوْمٌ عَلٰى يَقِيْنٍ خَيْرٌ مِّنْ صَلٰوةٍ فِيْ شَكٍّ.

(۹۷)

ایک خارجی کے متعلق آپؑ نے سنا کہ وہ نماز شب پڑھتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا:

یقین کی حالت میں سونا شک کی حالت میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

(٩٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِعْقِلُوا الْخَبَرَ اِذَا سَمِعْتُمُوْهُ عَقْلَ رِعَايَةٍ لَّا عَقْلَ رِوَايَةٍ، فَاِنَّ رُوَاةَ الْعِلْمِ كَثِيْرٌ، وَ رُعَاتَهٗ قَلِيْلٌ.

(۹۸)

جب کوئی حدیث سنو تو اسے عقل کے معیار پر پرکھ لو، صرف نقل الفاظ پر بس نہ کرو۔ کیونکہ علم کے نقل کرنے والے تو بہت ہیں اور اس میں غور و فکر کرنے والے کم ہیں۔

(٩٩) وَسَمِعَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رَجُلًا يَّقُوْلُ: ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

اِنَّ قَوْلَنَا: ﴿اِنَّا لِلّٰهِ﴾ اِقْرَارٌ عَلٰۤى اَنْفُسِنَا بِالْمُلْكِ، وَ قَوْلَنَا: ﴿وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ اِقْرَارٌ عَلٰۤى اَنْفُسِنَا بِالْهُلْكِ.

(۹۹)

ایک شخص کو ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ (ہم اللہ کے ہیں اور ہمیں اللہ کی طرف پلٹنا ہے) کہتے سنا تو فرمایا کہ:

ہمارا یہ کہنا کہ "ہم اللہ کے ہیں" اس کی ملک ہونے کا اعتراف ہے اور یہ کہنا کہ "ہمیں اسی کی طرف پلٹنا ہے"، یہ اپنے لئے فنا کا اقرار ہے۔

(١٠٠) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ مَدَحَهٗ قَوْمٌ فِيْ وَجْهِهٖ:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَعْلَمُ بِيْ مِنْ نَّفْسِيْ، وَ اَنَا اَعْلَمُ بِنَفْسِيْ مِنْهُمْ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا خَيْرًا مِّمَّا يَظُنُّوْنَ، وَ اغْفِرْ لَنَا مَا

(۱۰۰)

کچھ لوگوں نے آپؑ کے روبرو آپؑ کی مدح و ستائش کی تو فرمایا:

اے اللہ! تو مجھے مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے اور ان لوگوں سے زیادہ اپنے نفس کو میں پہچانتا ہوں۔ اے خدا! جو ان لوگوں کا خیال ہے ہمیں اس سے بہتر قرار دے اور ان (لغزشوں) کو بخش دے جن کا

لَا يَعْلَمُوْنَ.

(١٠١) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يَسْتَقِيْمُ قَضَآءُ الْحَوَآئِجِ اِلَّا بِثَلَاثٍ: بِاسْتِصْغَارِهَا لِتَعْظُمَ، وَ بِاسْتِكْتَامِهَا لِتَظْهَرَ، وَ بِتَعْجِيْلِهَا لِتَهْنُؤَ.

(١٠٢) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يُقَرَّبُ فِيْهِ اِلَّا الْمَاحِلُ، وَ لَا يُظَرَّفُ فِيْهِ اِلَّا الْفَاجِرُ، وَ لَا يُضَعَّفُ فِيْهِ اِلَّا الْمُنْصِفُ، يَعُدُّوْنَ الصَّدَقَةَ فِيْهِ غُرْمًا، وَ صِلَةَ الرَّحِمُ مَنًّا، وَ الْعِبَادَةَ اسْتِطَالَةً عَلَى النَّاسِ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَكُوْنُ السُّلْطَانُ بِمَشُوْرَةِ النِّسَآءِ، وَ اِمَارَةِ الصِّبْيَانِ، وَ تَدْبِيْرِ الْخِصْيَانِ۔

(١٠٣) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ رُئِيَ عَلَيْهِ اِزَارٌ خَلَقٌ مَرْقُوْعٌ، فَقِيْلَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ:

يَخْشَعُ لَهُ الْقَلْبُ، وَ تَذِلُّ بِهِ النَّفْسُ، وَ يَقْتَدِيْ بِهِ الْمُؤْمِنُوْنَ. اِنَّ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ عَدُوَّانِ مُتَفَاوِتَانِ، وَ سَبِيْلَانِ مُخْتَلِفَانِ، فَمَنْ اَحَبَّ الدُّنْيَا وَ تَوَلَّاهَا اَبْغَضَ الْاٰخِرَةَ وَ عَادَاهَا، وَ هُمَا بِمَنْزِلَةِ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ، وَ مَاشٍ بَيْنَهُمَا كُلَّمَا قَرُبَ مِنْ وَّاحِدٍ بَعُدَ مِنَ الْاٰخَرِ، وَ هُمَا بَعْدُ ضَرَّتَانِ۔

انہیں علم نہیں۔

(١٠١)

حاجت روائی تین چیزوں کے بغیر پائیدار نہیں ہوتی: اسے چھوٹا سمجھا جائے تا کہ وہ بڑی قرار پائے، اسے چھپایا جائے تا کہ وہ خود بخود ظاہر ہو اور اس میں جلدی کی جائے تا کہ وہ خوشگوار ہو۔

(١٠٢)

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں وہی بارگاہوں میں مقرب ہوگا جو لوگوں کے عیوب بیان کرنے والا ہو، اور وہی خوش مذاق سمجھا جائے گا جو فاسق و فاجر ہو، اور انصاف پسند کو کمزور و ناتواں سمجھا جائے گا، صدقہ کو لوگ خسارہ اور صلہ رحمی کو احسان سمجھیں گے، اور عبادت لوگوں پر تفوق جتلانے کیلئے ہوگی۔ ایسے زمانہ میں حکومت کا دارومدار عورتوں کے مشورے، نوخیز لڑکوں کی کارفرمائی اور خواجہ سراؤں کی تدبیر ورائے پر ہوگا۔

(١٠٣)

آپؑ کے جسم پر ایک بوسیدہ اور پیوند دار جامہ دیکھا گیا تو آپؑ سے اس کے بارے میں کہا گیا۔ آپؑ نے فرمایا:

اس سے دل متواضع اور نفس رام ہوتا ہے اور مومن اس کی تاسی کرتے ہیں۔ دنیا اور آخرت آپس میں دو ناسازگار دشمن اور دو جدا جدا راستے ہیں۔ چنانچہ جو دنیا کو چاہے گا اور اس سے دل لگائے گا وہ آخرت سے بیر اور دشمنی رکھے گا وہ دونوں بمنزلہ مشرق و مغرب کے ہیں اور ان دونوں سمتوں کے درمیان چلنے والا جب بھی ایک سے قریب ہوگا تو دوسرے سے دور ہونا پڑے گا۔ پھر ان دونوں کا رشتہ ایسا ہی ہے جیسا دو سوتوں کا ہوتا ہے۔

(۱۰۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ عَنْ نَّوْفٍ الْبِكَالِيِّ، قَالَ رَاَيْتُ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَاتَ لَيْلَةٍ، وَ قَدْ خَرَجَ مِنْ فِرَاشِهٖ، فَنَظَرَ فِي النُّجُوْمِ، فَقَالَ لِيْ:

يَا نَوْفُ! اَرَاقِدٌ اَنْتَ اَمْ رَامِقٌ؟

فَقُلْتُ: بَلْ رَامِقٌ يَآ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، قَالَ:

يَا نَوْفُ! طُوْبٰى لِلزَّاهِدِيْنَ فِي الدُّنْيَا، الرَّاغِبِيْنَ فِي الْاٰخِرَةِ، اُولٰٓئِكَ قَوْمٌ اتَّخَذُوا الْاَرْضَ بِسَاطًا، وَ تُرَابَهَا فِرَاشًا، وَ مَآءَهَا طِيْبًا، وَ الْقُرْاٰنَ شِعَارًا، وَ الدُّعَآءَ دِثَارًا، ثُمَّ قَرَضُوا الدُّنْيَا قَرْضًا عَلٰى مِنْهَاجِ الْمَسِيْحِ.

يَا نَوْفُ! اِنَّ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَامَ فِيْ مِثْلِ هٰذِهِ السَّاعَةِ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: اِنَّهَا سَاعَةٌ لَا يَدْعُوْ فِيْهَا عَبْدٌ اِلَّا اسْتُجِيْبَ لَهٗ، اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ عَشَّارًا، اَوْ عَرِيْفًا، اَوْ شُرْطِيًّا، اَوْ صَاحِبَ عَرْطَبَةٍ (وَ هِيَ الطُّنْبُوْرُ)، اَوْ صَاحِبَ كُوْبَةٍ (وَ هِيَ الطَّبْلُ).

وَ قَدْ قِيْلَ اَيْضًا: اِنَّ الْعَرْطَبَةَ: الطَّبْلُ، وَ الْكُوْبَةَ الطُّنْبُوْرُ.

(۱۰۴)

نوف (ابن فضالہ) بکالی کہتے ہیں کہ: میں نے ایک شب امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ فرش خواب سے اُٹھے ایک نظر ستاروں پر ڈالی اور پھر فرمایا:

اے نوف! سوتے ہو یا جاگ رہے ہو؟

میں نے کہا کہ: یا امیر المومنینؑ! جاگ رہا ہوں۔ فرمایا:

اے نوف! خوشا نصیب ان کے کہ جنہوں نے دنیا میں زہد اختیار کیا اور ہمہ تن آخرت کی طرف متوجہ رہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو فرش، مٹی کو بستر اور پانی کو شربتِ خوشگوار قرار دیا، قرآن کو سینے سے لگایا اور دُعا کو سپر بنایا، پھر حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح دامن جھاڑ کر دنیا سے الگ تھلگ ہو گئے۔

اے نوف! داؤد علیہ السلام رات کے ایسے ہی حصہ میں اٹھے اور فرمایا کہ: یہ وہ گھڑی ہے کہ جس میں بندہ جو بھی دُعا مانگے مستجاب ہو گی، سوا اس شخص کے جو سرکاری ٹیکس وصول کرنے والا، یا لوگوں کی برائیاں کرنے والا، یا (کسی ظالم حکومت کی) پولیس میں ہو، یا سارنگی یا ڈھول تاشہ بجانے والا ہو۔ (سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: "عرطبہ" کے معنی سارنگی اور "کوبہ" کے معنی ڈھول کے ہیں)۔

اور ایک قول یہ ہے کہ "عرطبہ" کے معنی ڈھول اور "کوبہ" کے معنی طنبور کے ہیں۔

(۱۰۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَرَآئِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا، وَ حَدَّ لَكُمْ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا، وَ نَهَاكُمْ عَنْ اَشْيَآءَ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا، وَ سَكَتَ لَكُمْ عَنْ اَشْيَآءَ

(۱۰۵)

اللہ نے چند فرائض تم پر عائد کئے ہیں انہیں ضائع نہ کرو اور تمہارے حدود کار مقرر کر دیئے ہیں ان سے تجاوز نہ کرو۔ اس نے چند چیزوں سے تمہیں منع کیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کرو اور جن چند چیزوں کا اس نے حکم بیان نہیں کیا انہیں بھولے سے نہیں چھوڑ دیا۔ لہٰذا

وَلَمْ يَدَعْهَا نِسْيَانًا فَلَا تَتَكَلَّفُوْهَا.

(١٠٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يَتْرُكُ النَّاسُ شَيْئًا مِّنْ اَمْرِ دِيْنِهِمْ لِاسْتِصْلَاحِ دُنْيَاهُمْ، اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَا هُوَ اَضَرُّ مِنْهُ.

(١٠٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رُبَّ عَالِمٍ قَدْ قَتَلَهٗ جَهْلُهٗ، وَ عِلْمُهٗ مَعَهٗ لَا يَنْفَعُهٗ.

(١٠٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَقَدْ عُلِّقَ بِنِيَاطِ هٰذَا الْاِنْسَانِ بَضْعَةٌ هِيَ اَعْجَبُ مَا فِيْهِ وَ ذٰلِكَ الْقَلْبُ، وَ لَهٗ مَوَادٌّ مِنَ الْحِكْمَةِ وَ اَضْدَادٌ مِّنْ خِلَافِهَا، فَاِنْ سَنَحَ لَهُ الرَّجَآءُ اَذَلَّهُ الطَّمَعُ، وَ اِنْ هَاجَ بِهِ الطَّمَعُ اَهْلَكَهُ الْحِرْصُ، وَ اِنْ مَّلَكَهُ الْيَأْسُ قَتَلَهُ الْاَسَفُ، وَ اِنْ عَرَضَ لَهُ الْغَضَبُ اشْتَدَّ بِهِ الْغَيْظُ، وَ اِنْ اَسْعَدَهُ الرِّضٰى نَسِيَ التَّحَفُّظَ، وَ اِنْ غَالَهُ الْخَوْفُ شَغَلَهُ الْحَذَرُ، وَ اِنِ اتَّسَعَ لَهُ الْاَمْنُ اسْتَلَبَتْهُ الْغِرَّةُ، وَ اِنْ اَفَادَ مَالًا اَطْغَاهُ الْغِنٰى، وَ اِنْ اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ فَضَحَهُ الْجَزَعُ، وَ اِنْ عَضَّتْهُ الْفَاقَةُ شَغَلَهُ الْبَلَآءُ، وَ اِنْ جَهَدَهُ الْجُوْعُ

خواہ مخواہ انہیں جاننے کی کوشش نہ کرو۔

(١٠٦)

جو لوگ اپنی دنیا سنوارنے کیلئے دین سے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں تو خدا اس دنیوی فائدہ سے کہیں زیادہ ان کیلئے نقصان کی صورتیں پیدا کر دیتا ہے۔

(١٠٧)

بہت سے پڑھے لکھوں کو (دین سے) بے خبری تباہ کر دیتی ہے اور جو علم ان کے پاس ہوتا ہے انہیں ذرا بھی فائدہ نہیں پہنچاتا۔

(١٠٨)

اس انسان سے بھی زیادہ عجیب وہ گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جو اس کی ایک رگ کے ساتھ آویزاں کر دیا گیا ہے اور وہ دل ہے جس میں حکمت و دانائی کے ذخیرے ہیں اور اس کے برخلاف بھی صفتیں پائی جاتی ہیں۔ اگر اسے امید کی جھلک نظر آتی ہے تو طمع اسے ذلت میں مبتلا کرتی ہے، اور اگر طمع ابھرتی ہے تو اسے حرص تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ اگر ناامیدی اس پر چھا جاتی ہے تو حسرت و اندوہ اس کیلئے جان لیوا بن جاتے ہیں، اور اگر غضب اس پر طاری ہوتا ہے تو غم و غصہ شدت اختیار کر لیتا ہے، اور اگر خوش و خوشنود ہوتا ہے تو حفظ ماتقدم کو بھول جاتا ہے، اور اگر اچانک اس پر خوف طاری ہوتا ہے تو فکر و اندیشہ دوسری قسم کے تصورات سے اسے روک دیتا ہے۔ اگر امن و امان کا دور دورہ ہوتا ہے تو غفلت اس پر قبضہ کر لیتی ہے، اور اگر مال و دولت حاصل کر لیتا ہے تو دولتمندی اسے سرکش بنا دیتی ہے، اور اگر اس پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو بے تابی و بے قراری اسے رسوا کر دیتی ہے، اور اگر فقر و فاقہ کی تکلیف میں مبتلا ہو تو مصیبت و ابتلا اسے جکڑ لیتی ہے، اور اگر بھوک اس

قَعَدَ بِهِ الضَّعْفُ، وَ اِنْ اَفْرَطَ بِهِ الشِّبَعُ كَظَّتْهُ الْبِطْنَةُ،
فَكُلُّ تَقْصِيْرٍ بِهٖ مُضِرٌّ، وَ كُلُّ اِفْرَاطٍ لَّهٗ مُفْسِدٌ.

پر غلبہ کرتی ہے تو ناتوانی اسے اٹھنے نہیں دیتی، اور اگر شکم پُری بڑھ جاتی ہے تو یہ شکم پُری اس کیلئے کرب واذیت کا باعث ہوتی ہے۔
ہر کوتاہی اس کیلئے نقصان رساں اور حد سے زیادتی اس کیلئے تباہ کن ہوتی ہے۔

(١٠٩) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

نَحْنُ النُّمْرُقَةُ الْوُسْطٰى، بِهَا يَلْحَقُ التَّالِيْ، وَاِلَيْهَا يَرْجِعُ الْغَالِيْ.

(١٠٩)

ہم (اہلبیتؑ) ہی وہ نقطۂ اعتدال ہیں کہ پیچھے رہ جانیوالے کو اس سے آکر ملنا ہے اور آگے بڑھ جانیوالے کو اسکی طرف پلٹ کر آنا ہے۔

(١١٠) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يُقِيْمُ اَمْرَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ اِلَّا مَنْ لَّا يُصَانِعُ، وَ لَا يُضَارِعُ، وَ لَا يَتَّبِعُ الْمَطَامِعَ.

(١١٠)

حکم خدا کا نفاذ وہی کر سکتا ہے جو (حق کے معاملہ میں) نرمی نہ برتے، عجز و کمزوری کا اظہار نہ کرے اور حرص و طمع کے پیچھے نہ لگ جائے۔

(١١١) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ قَدْ تُوُفِّيَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الْاَنْصَارِيُّ بِالْكُوْفَةِ بَعْدَ مَرْجِعِهٖ مَعَهٗ مِنْ صِفِّيْنَ، وَ كَانَ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيْهِ:
لَوْ اَحَبَّنِيْ جَبَلٌ لَّتَهَافَتَ.

مَعْنٰى ذٰلِكَ اَنَّ الْمِحْنَةَ تَغْلُظُ عَلَيْهِ، فَتُسْرِعُ الْمَصَآئِبُ اِلَيْهِ، وَ لَا يُفْعَلُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْاَتْقِيَآءِ الْاَبْرَارِ، وَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ.

(١١١)

سہل ابن حنیف انصاری حضرتؑ کو سب لوگوں میں زیادہ عزیز تھے۔ یہ جب آپؑ کے ہمراہ صفین سے پلٹ کر کوفہ پہنچے تو انتقال فرما گئے جس پر حضرتؑ نے فرمایا:
اگر پہاڑ بھی مجھے دوست رکھے گا تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔
سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: چونکہ اس کی آزمائش کڑی اور سخت ہوتی ہے، اس لئے مصیبتیں اس کی طرف لپک کر بڑھتی ہیں اور ایسی آزمائش انہی کی ہوتی ہے جو پرہیزگار، نیکوکار، منتخب و برگزیدہ ہوتے ہیں اور ایسا ہی آپؑ کا دوسرا ارشاد ہے:

(١١٢) وَهٰذَا مِثْلُ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ اَحَبَّنَآ اَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَسْتَعِدَّ لِلْفَقْرِ جِلْبَابًا.

وَ قَدْ يُؤَوَّلُ ذٰلِكَ عَلٰى مَعْنًى اٰخَرَ لَيْسَ

(١١٢)

جو ہم اہل بیتؑ سے محبت کرے اسے جامہ فقر پہننے کیلئے آمادہ رہنا چاہیے۔
سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: حضرتؑ کے اس ارشاد کے ایک اور معنی بھی کئے

هٰذَا مَوْضِعُ ذِكْرِهٖ.

گئے ہیں جس کے ذکر کا یہ محل نہیں ہے۔

(۱۱۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا مَالَ اَعْوَدُ مِنَ الْعَقْلِ، وَ لَا وَحْدَةَ اَوْحَشُ مِنَ الْعُجْبِ، وَلَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيْرِ، وَ لَا كَرَمَ كَالتَّقْوٰى، وَ لَا قَرِيْنَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ، وَ لَا مِيْرَاثَ كَالْاَدَبِ، وَ لَا قَآئِدَ كَالتَّوْفِيْقِ، وَلَا تِجَارَةَ كَالْعَمَلِ الصَّالِحِ، وَلَا رِبْحَ كَالثَّوَابِ، وَ لَا وَرَعَ كَالْوُقُوْفِ عِنْدَ الشُّبْهَةِ، وَلَا زُهْدَ كَالزُّهْدِ فِي الْحَرَامِ، وَلَا عِلْمَ كَالتَّفَكُّرِ، وَلَا عِبَادَةَ كَاَدَآءِ الْفَرَآئِضِ، وَ لَآ اِيْمَانَ كَالْحَيَآءِ وَ الصَّبْرِ، وَ لَا حَسَبَ كَالتَّوَاضُعِ، وَ لَا شَرَفَ كَالْعِلْمِ، وَ لَا عِزَّ كَالْحِلْمِ، وَلَا مُظَاهَرَةَ اَوْثَقُ مِنَ الْمُشَاوَرَةِ.

(۱۱۳)

عقل سے بڑھ کر کوئی مال سودمند اور خود بینی سے بڑھ کر کوئی تنہائی وحشت ناک نہیں، اور تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقل کی بات نہیں، اور کوئی بزرگی تقویٰ کے مثل نہیں، اور خوش خلقی سے بہتر کوئی ساتھی اور ادب کے مانند کوئی میراث نہیں، اور توفیق کے مانند کوئی پیشرو اور اعمال خیر سے بڑھ کر کوئی تجارت نہیں، اور ثواب کا ایسا کوئی نفع نہیں، اور کوئی پرہیز گاری شبہات میں توقف سے بڑھ کر نہیں، اور حرام کی طرف بے رغبتی سے بڑھ کر کوئی زہد اور تفکر و پیش بینی سے بڑھ کر کوئی علم نہیں، اور ادائے فرائض کے مانند کوئی عبادت اور حیاء و صبر سے بڑھ کر کوئی ایمان نہیں، اور فروتنی سے بڑھ کر کوئی سرفرازی اور علم کے مانند کوئی بزرگی و شرافت نہیں، حلم کے مانند کوئی عزت اور مشورہ سے مضبوط کوئی پشت پناہ نہیں۔

(۱۱٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِذَا اسْتَوْلَى الصَّلَاحُ عَلَى الزَّمَانِ وَاَهْلِهٖ، ثُمَّ اَسَآءَ رَجُلٌ الظَّنَّ بِرَجُلٍ لَّمْ تَظْهَرْ مِنْهُ خِزْيَةٌ، فَقَدْ ظَلَمَ! وَاِذَا اسْتَوْلَى الْفَسَادُ عَلَى الزَّمَانِ وَ اَهْلِهٖ، فَاَحْسَنَ رَجُلٌ الظَّنَّ بِرَجُلٍ، فَقَدْ غَرَّرَ.

(۱۱۴)

جب دنیا اور اہل دنیا میں نیکی کا چلن ہو اور پھر کوئی شخص کسی ایسے شخص سے کہ جس سے رسوائی کی کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی سوءِ ظن رکھے تو اس نے اس پر ظلم و زیادتی کی، اور جب دنیا و اہل دنیا پر شر و فساد کا غلبہ ہو اور پھر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے حسنِ ظن رکھے تو اس نے (خود ہی اپنے کو) خطرے میں ڈالا۔

(۱۱۵) وَقِيْلَ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَيْفَ نَجِدُكَ يَآ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ فَقَالَ عليه السلام:

كَيْفَ يَكُوْنُ حَالُ مَنْ يَّفْنٰى

(۱۱۵)

امیر المومنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آپؑ کا حال کیسا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ:

اس کا حال کیا ہوگا جسے زندگی موت کی طرف لئے جا رہی ہو،

بِبَقَآئِهٖ، وَ يَسْقَمُ بِصِحَّتِهٖ، وَ يُؤْتٰى مِنْ مَّاْمَنِهٖ.

اور جس کی صحت بیماری کا پیش خیمہ ہو، اور جسے اپنی پناہ گاہ سے گرفت میں لے لیا جائے۔

(۱۱۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَمْ مِّنْ مُّسْتَدْرَجٍ بِالْاِحْسَانِ اِلَيْهِ، وَ مَغْرُوْرٍ بِالسَّتْرِ عَلَيْهِ، وَ مَفْتُوْنٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيْهِ! وَ مَا ابْتَلَى اللّٰهُ اَحَدًا بِمِثْلِ الْاِمْلَآءِ لَهٗ.

(۱۱۶)

کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں نعمتیں دے کر رفتہ رفتہ عذاب کا مستحق بنایا جاتا ہے، اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی پردہ پوشی سے دھوکا کھائے ہوئے ہیں اور اپنے بارے میں اچھے الفاظ سن کر فریب میں پڑ گئے ہیں، اور مہلت دینے سے زیادہ اللہ کی جانب سے کوئی بڑی آزمائش نہیں ہے۔

(۱۱۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

هَلَكَ فِيَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ غَالٍ، وَ مُبْغِضٌ قَالٍ!.

(۱۱۷)

میرے بارے میں دو قسم کے لوگ تباہ و برباد ہوئے: ایک وہ چاہنے والا جو حد سے بڑھ جائے، اور ایک وہ دشمنی رکھنے والا جو عداوت رکھے۔

(۱۱۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِضَاعَةُ الْفُرْصَةِ غُصَّةٌ.

(۱۱۸)

موقع کو ہاتھ سے جانے دینا رنج و اندوہ کا باعث ہوتا ہے۔

(۱۱۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ الْحَيَّةِ، لَيِّنٌ مَّسُّهَا، وَ السَّمُّ النَّاقِعُ فِيْ جَوْفِهَا، يَهْوِيْٓ اِلَيْهَا الْغِرُّ الْجَاهِلُ، وَ يَحْذَرُهَا ذُو اللُّبِّ الْعَاقِلُ!.

(۱۱۹)

دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے، جو چھونے میں نرم معلوم ہوتا ہے، مگر اس کے اندر زہر ہلاہل بھرا ہوتا ہے، فریب خوردہ جاہل اس کی طرف کھنچتا ہے اور ہوشمند و دانا اس سے بچ کر رہتا ہے۔

(۱۲۰) وَسُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَنْ قُرَيْشٍ، فَقَالَ:

اَمَّا بَنُوْ مَخْزُوْمٍ فَرَيْحَانَةُ قُرَيْشٍ، تُحِبُّ حَدِيْثَ رِجَالِهِمْ، وَ النِّكَاحَ فِيْ نِسَآئِهِمْ. وَ اَمَّا بَنُوْ عَبْدِ شَمْسٍ فَاَبْعَدُهَا رَاْيًا، وَ اَمْنَعُهَا لِمَا وَرَآءَ ظُهُوْرِهَا. وَ اَمَّا نَحْنُ فَاَبْذَلُ لِمَا فِيْٓ اَيْدِيْنَا، وَ اَسْمَحُ عِنْدَ الْمَوْتِ

(۱۲۰)

حضرتؑ سے قریش کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ: (قبیلۂ) بنی مخزوم قریش کا مہکتا ہوا پھول ہیں، ان کے مردوں سے گفتگو اور ان کی عورتوں سے شادی پسندیدہ ہے، اور بنی عبد شمس دور اندیش اور پیٹھ پیچھے کی اوجھل چیزوں کی پوری روک تھام کرنے والے ہیں، لیکن ہم (بنی ہاشم) تو جو ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے اسے صرف کر ڈالتے ہیں اور موت آنے پر جان دینے میں بڑے جوانمرد ہوتے

بِنُفُوْسِنَا. وَ هُمْ اَكْثَرُ وَ اَمْكَرُ وَ اَنْكَرُ، وَ نَحْنُ اَفْصَحُ وَ اَنْصَحُ وَ اَصْبَحُ.

(۱۲۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

شَتَّانَ مَا بَيْنَ عَمَلَيْنِ: عَمَلٍ تَذْهَبُ لَذَّتُهٗ وَ تَبْقٰى تَبِعَتُهٗ، وَ عَمَلٍ تَذْهَبُ مَؤُنَتُهٗ وَ يَبْقٰى اَجْرُهٗ.

(۱۲۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ تَبِعَ جَنَازَةً فَسَمِعَ رَجُلًا يَّضْحَكُ، فَقَالَ عليه السلام:

كَاَنَّ الْمَوْتَ فِيْهَا عَلٰى غَيْرِنَا كُتِبَ، وَ كَاَنَّ الْحَقَّ فِيْهَا عَلٰى غَيْرِنَا وَجَبَ، وَ كَاَنَّ الَّذِیْ نَرٰى مِنَ الْاَمْوَاتِ سَفْرٌ عَمَّا قَلِيْلٍ اِلَيْنَا رَاجِعُوْنَ، نُبَوِّئُهُمْ اَجْدَاثَهُمْ، وَ نَاْكُلُ تُرَاثَهُمْ، كَاَنَّا مُخَلَّدُوْنَ بَعْدَهُمْ، ثُمَّ قَدْ نَسِيْنَا كُلَّ وَاعِظٍ وَ وَاعِظَةٍ، وَ رُمِيْنَا بِكُلِّ جَآئِحَةٍ!.

(۱۲۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

طُوْبٰى لِمَنْ ذَلَّ فِیْ نَفْسِهٖ، وَ طَابَ كَسْبُهٗ، وَ صَلُحَتْ سَرِيْرَتُهٗ، وَ حَسُنَتْ خَلِيْقَتُهٗ، وَ اَنْفَقَ الْفَضْلَ مِنْ مَّالِهٖ، وَ اَمْسَكَ الْفَضْلَ مِنْ لِّسَانِهٖ، وَ عَزَلَ عَنِ النَّاسِ شَرَّهٗ، وَ وَسِعَتْهُ السُّنَّةُ، وَ لَمْ يُنْسَبْ اِلَى الْبِدْعَةِ.

اَقُوْلُ: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّنْسُبُ هٰذَا الْكَلَامِ

ہیں، اور یہ (بنی عبد شمس) گنتی میں زیادہ، حیلہ باز اور بدصورت ہوتے ہیں، اور ہم خوش گفتار، خیر خواہ اور خوبصورت ہوتے ہیں۔

(۱۲۱)

ان دونوں قسم کے عملوں میں کتنا فرق ہے: ایک وہ عمل جس کی لذت مٹ جائے لیکن اس کا وبال رہ جائے، اور ایک وہ جس کی سختی ختم ہو جائے لیکن اس کا اجر و ثواب باقی رہے۔

(۱۲۲)

حضرتؑ ایک جنازہ کے پیچھے جا رہے تھے کہ ایک شخص کے ہنسنے کی آواز سنی جس پر آپؑ نے فرمایا:

گویا اس دنیا میں موت ہمارے علاوہ دوسروں کیلئے لکھی گئی ہے، اور گویا یہ حق (موت) دوسروں ہی پر لازم ہے، اور گویا جن مرنے والوں کو ہم دیکھتے ہیں وہ مسافر ہیں جو عنقریب ہماری طرف پلٹ آئیں گے۔ ادھر ہم انہیں قبروں میں اتارتے ہیں ادھر ان کا ترکہ کھانے لگتے ہیں۔ گویا ان کے بعد ہم ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ پھر یہ کہ ہم نے ہر پند و نصیحت کرنے والے کو وہ مرد ہو یا عورت، بھلا دیا ہے اور ہر آفت کا نشانہ بن گئے ہیں۔

(۱۲۳)

خوشا نصیب اس کے کہ جس نے اپنے مقام پر فروتنی اختیار کی، جس کی کمائی پاک و پاکیزہ، نیت نیک اور خصلت و عادت پسندیدہ رہی، جس نے اپنی ضرورت سے بچا ہوا مال خدا کی راہ میں صرف کیا، بے کار باتوں سے اپنی زبان کو روک لیا، مردم آزاری سے کنارہ کش رہا، سنت اسے ناگوار نہ ہوئی اور بدعت کی طرف منسوب نہ ہوا۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: کچھ لوگوں نے اس کلام کو اور اس سے پہلے کلام کو

اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَكَذٰلِكَ الَّذِیْ قَبْلَهٗ.

رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے۔

(١٢٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

غَيْرَةُ الْمَرْاَةِ كُفْرٌ، وَ غَيْرَةُ الرَّجُلِ اِيْمَانٌ.

(۱۲۴)

عورت کا غیرت کرنا کفر ہے اور مرد کا غیور ہونا ایمان ہے۔

(١٢٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَاَنْسُبَنَّ الْاِسْلَامَ نِسْبَةً لَّمْ يَنْسُبْهَا اَحَدٌ قَبْلِیْ: الْاِسْلَامُ هُوَ التَّسْلِيْمُ، وَ التَّسْلِيْمُ هُوَ الْيَقِيْنُ، وَ الْيَقِيْنُ هُوَ التَّصْدِيْقُ، وَ التَّصْدِيْقُ هُوَ الْاِقْرَارُ، وَ الْاِقْرَارُ هُوَ الْاَدَآءُ، وَ الْاَدَآءُ هُوَ الْعَمَلُ.

(۱۲۵)

میں ”اسلام“ کی ایسی صحیح تعریف بیان کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کی: ”اسلام“ سر تسلیم خم کرنا ہے، اور سر تسلیم جھکانا یقین ہے، اور یقین تصدیق ہے، اور تصدیق اعتراف ہے، اور اعتراف فرض کی بجا آوری ہے، اور فرض کی بجا آوری عمل ہے۔

(١٢٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَجِبْتُ لِلْبَخِيْلِ يَسْتَعْجِلُ الْفَقْرَ الَّذِیْ مِنْهُ هَرَبَ، وَ يَفُوْتُهُ الْغِنَى الَّذِیْ اِيَّاهُ طَلَبَ، فَيَعِيْشُ فِی الدُّنْيَا عَيْشَ الْفُقَرَآءِ، وَ يُحَاسَبُ فِی الْاٰخِرَةِ حِسَابَ الْاَغْنِيَآءِ.

وَ عَجِبْتُ لِلْمُتَكَبِّرِ الَّذِیْ كَانَ بِالْاَمْسِ نُطْفَةً وَّ يَكُوْنُ غَدًا جِيْفَةً.

وَ عَجِبْتُ لِمَنْ شَكَّ فِی اللّٰهِ، وَ هُوَ يَرٰی خَلْقَ اللّٰهِ.

وَ عَجِبْتُ لِمَنْ نَسِیَ الْمَوْتَ، وَ هُوَ يَرَى الْمَوْتٰی.

وَ عَجِبْتُ لِمَنْ اَنْكَرَ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰی، وَ هُوَ يَرَى النَّشْاَةَ الْاُوْلٰی.

(۱۲۶)

مجھے تعجب ہوتا ہے بخیل پر کہ وہ جس فقر و ناداری سے بھاگنا چاہتا ہے اس کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے اور جس ثروت و خوشحالی کا طالب ہوتا ہے وہی اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ وہ دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں دولت مندوں کا سا اس سے محاسبہ ہوگا۔

اور مجھے تعجب ہوتا ہے متکبر و مغرور پر کہ جو کل ایک نطفہ تھا اور کل کو مردار ہوگا۔

اور مجھے تعجب ہے اس پر جو اللہ کی پیدا کی ہوئی کائنات کو دیکھتا ہے اور پھر اس کے وجود میں شک کرتا ہے۔

اور تعجب ہے اس پر کہ جو مرنے والوں کو دیکھتا ہے اور پھر موت کو بھولے ہوئے ہے۔

اور تعجب ہے اس پر کہ جو پہلی پیدائش کو دیکھتا ہے اور پھر دوبارہ اٹھائے جانے سے انکار کرتا ہے۔

وَ عَجِبْتُ لِعَامِرِ دَارِ الْفَنَآءِ، وَ تَارِكِ دَارِ الْبَقَآءِ!.

اور تعجب ہے اس پر جو سرائے فانی کو آباد کرتا ہے اور منزل جاودانی کو چھوڑ دیتا ہے۔

(۱۲۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ قَصَّرَ فِي الْعَمَلِ ابْتُلِيَ بِالْهَمِّ، وَ لَا حَاجَةَ لِلّٰهِ فِيْمَنْ لَيْسَ لِلّٰهِ فِيْ مَالِهٖ وَ نَفْسِهٖ نَصِيْبٌ.

(۱۲۷)

جو عمل میں کوتاہی کرتا ہے وہ رنج و اندوہ میں مبتلا رہتا ہے، اور جس کے مال و جان میں اللہ کا کچھ حصہ نہ ہو اللہ کو ایسے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۱۲۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تَوَقَّوُا الْبَرْدَ فِيْۤ اَوَّلِهٖ، وَ تَلَقَّوْهُ فِيْۤ اٰخِرِهٖ، فَاِنَّهٗ يَفْعَلُ فِي الْاَبْدَانِ كَفِعْلِهٖ فِي الْاَشْجَارِ، اَوَّلُهٗ يُحْرِقُ وَ اٰخِرُهٗ يُوْرِقُ.

(۱۲۸)

شروع سردی میں سردی سے احتیاط کرو اور آخر میں اس کا خیر مقدم کرو، کیونکہ سردی جسموں میں وہی کرتی ہے جو وہ درختوں میں کرتی ہے کہ ابتدا میں درختوں کو جھلس دیتی ہے اور انتہا میں سرسبز و شاداب کرتی ہے۔

(۱۲۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عِظَمُ الْخَالِقِ عِنْدَكَ يُصَغِّرُ الْمَخْلُوْقَ فِيْ عَيْنِكَ.

(۱۲۹)

اللہ کی عظمت کا احساس تمہاری نظروں میں کائنات کو حقیر و پست کر دے۔

(۱۳۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ قَدْ رَجَعَ مِنْ صِفِّيْنَ، فَاَشْرَفَ عَلَى الْقُبُوْرِ بِظَاهِرِ الْكُوْفَةِ:

يَاۤ اَهْلَ الدِّيَارِ الْمُوْحِشَةِ، وَ الْمَحَالِّ الْمُقْفِرَةِ، وَ الْقُبُوْرِ الْمُظْلِمَةِ. يَاۤ اَهْلَ التُّرْبَةِ، يَاۤ اَهْلَ الْغُرْبَةِ، يَاۤ اَهْلَ الْوَحْدَةِ، يَاۤ اَهْلَ الْوَحْشَةِ، اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ سَابِقٌ، وَ نَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ لَّاحِقٌ. اَمَّا الدُّوْرُ فَقَدْ سُكِنَتْ، وَ اَمَّا الْاَزْوَاجُ فَقَدْ نُكِحَتْ، وَ اَمَّا الْاَمْوَالُ

(۱۳۰)

صفین سے پلٹتے ہوئے کوفہ سے باہر قبرستان پر نظر پڑی تو فرمایا:

اے وحشت افزا گھروں، اجڑے مکانوں اور اندھیری قبروں کے رہنے والو! اے خاک نشینو! اے عالم غربت کے ساکنو! اے تنہائی اور الجھن میں بسر کرنے والو! تم تیز رَو ہو جو ہم سے آگے بڑھ گئے ہو اور ہم تمہارے نقش قدم پر چل کر تم سے ملا چاہتے ہیں۔ اب صورت یہ ہے کہ گھروں میں دوسرے بس گئے ہیں، بیویوں سے اوروں نے نکاح کر لئے ہیں اور تمہارا مال و اسباب تقسیم

فَقَدْ قُسِمَتْ. هٰذَا خَبَرُ مَا عِنْدَنَا، فَمَا خَبَرُ مَا عِنْدَكُمْ؟.

ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ:

اَمَا لَوْ اُذِنَ لَهُمْ فِي الْكَلَامِ لَاَخْبَرُوْكُمْ: اَنَّ ﴿خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾.

ہو چکا ہے۔ یہ تو ہمارے یہاں کی خبر ہے، اب تم کہو کہ تمہارے یہاں کی کیا خبر ہے؟

پھر حضرتؑ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اگر انہیں بات کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ تمہیں بتائیں گے کہ: "بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے"۔

(۱۳۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ قَدْ سَمِعَ رَجُلًا يَذُمُّ الدُّنْيَا:

اَيُّهَا الذَّامُّ لِلدُّنْيَا، الْمُغْتَرُّ بِغُرُوْرِهَا، الْمَخْدُوْعُ بِاَبَاطِيْلِهَا! اَتَغْتَرُّ بِالدُّنْيَا ثُمَّ تَذُمُّهَا. اَنْتَ الْمُتَجَرِّمُ عَلَيْهَا، اَمْ هِيَ الْمُتَجَرِّمَةُ عَلَيْكَ؟ مَتَى اسْتَهْوَتْكَ؟ اَمْ مَتٰى غَرَّتْكَ؟ اَ بِمَصَارِعِ اٰبَآئِكَ مِنَ الْبِلٰى؟ اَمْ بِمَضَاجِعِ اُمَّهَاتِكَ تَحْتَ الثَّرٰى؟ كَمْ عَلَّلْتَ بِكَفَّيْكَ؟ وَ كَمْ مَرَّضْتَ بِيَدَيْكَ؟ تَبْغِيْ لَهُمُ الشِّفَآءَ، وَ تَسْتَوْصِفُ لَهُمُ الْاَطِبَّآءَ، غَدَاةَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ دَوَآؤُكَ، وَ لَا يُجْدِيْ عَلَيْهِمْ بُكَآؤُكَ، لَمْ يَنْفَعْ اَحَدَهُمْ اِشْفَاقُكَ، وَ لَمْ تُسْعَفْ بِطِلْبَتِكَ، وَ لَمْ تَدْفَعْ عَنْهُ بِقُوَّتِكَ!، وَ قَدْ مَثَّلَتْ لَكَ بِهِ الدُّنْيَا نَفْسَكَ، وَ بِمَصْرَعِهٖ مَصْرَعَكَ.

اِنَّ الدُّنْيَا دَارُ صِدْقٍ لِّمَنْ صَدَقَهَا،

(۱۳۱)

ایک شخص کو دنیا کی برائی کرتے ہوئے سنا تو فرمایا:

اے دنیا کی برائی کرنے والے! اس کے فریب میں مبتلا ہونے والے! اور اس کی غلط سلط باتوں کے دھوکے میں آنے والے! تم اس پر گرویدہ بھی ہوتے ہو اور پھر اس کی مذمت بھی کرتے ہو۔ کیا تم دنیا کو مجرم ٹھہرانے کا حق رکھتے ہو؟ یا وہ تمہیں مجرم ٹھہرائے تو حق بجانب ہے؟ دنیا نے کب تمہارے ہوش و حواس سلب کئے اور کس بات سے فریب دیا؟ کیا ہلاکت و کہنگی سے تمہارے باپ دادا کے بے جان ہو کر گرنے سے یا مٹی کے نیچے تمہاری ماؤں کی خوابگاہوں سے؟ کتنی تم نے بیماروں کی دیکھ بھال کی اور کتنی دفعہ خود تیمارداری کی، تم ان کیلئے شفا کے خواہشمند تھے اور طبیبوں سے دوا دارو پوچھتے پھرتے تھے۔ اس صبح کو کہ جب نہ دوا کارگر ہوتی نظر آتی تھی اور نہ تمہارا رونا دھونا ان کیلئے کچھ مفید تھا۔ ان میں سے کسی ایک کیلئے بھی تمہارا اندیشہ فائدہ مند ثابت نہ ہو سکا اور تمہارا مقصد حاصل نہ ہوا اور اپنی چارہ سازی سے تم موت کو اس بیمار سے ہٹا نہ سکے، تو دنیا نے تو اس کے پردہ میں خود تمہارا انجام اور اس کے ہلاک ہونے سے خود تمہاری ہلاکت کا نقشہ تمہیں دکھا دیا۔

بلاشبہ دنیا اس شخص کیلئے جو باور کرے سچائی کا گھر ہے، اور جو اس

وَ دَارُ عَافِيَةٍ لِّمَنْ فَهِمَ عَنْهَا، وَ دَارُ غِنًى لِّمَنْ تَزَوَّدَ مِنْهَا، وَ دَارُ مَوْعِظَةٍ لِّمَنِ اتَّعَظَ بِهَا، مَسْجِدُ اَحِبَّآءِ اللّٰهِ، وَ مُصَلّٰى مَلٰٓئِكَةِ اللّٰهِ، وَ مَهْبِطُ وَحْيِ اللّٰهِ، وَ مَتْجَرُ اَوْلِيَآءِ اللّٰهِ، اكْتَسَبُوْا فِيْهَا الرَّحْمَةَ، وَ رَبِحُوْا فِيْهَا الْجَنَّةَ.

فَمَنْ ذَا يَذُمُّهَا وَ قَدْ اٰذَنَتْ بِبَيْنِهَا، وَ نَادَتْ بِفِرَاقِهَا، وَ نَعَتْ نَفْسَهَا وَ اَهْلَهَا، فَمَثَّلَتْ لَهُمْ بِبَلَآئِهَا الْبَلَآءَ، وَ شَوَّقَتْهُمْ بِسُرُوْرِهَا اِلَى السُّرُوْرِ؟! رَاحَتْ بِعَافِيَةٍ، وَ ابْتَكَرَتْ بِفَجِيْعَةٍ، تَرْغِيْبًا وَّ تَرْهِيْبًا، وَ تَخْوِيْفًا وَّ تَحْذِيْرًا، فَذَمَّهَا رِجَالٌ غَدَاةَ النَّدَامَةِ، وَ حَمِدَهَا اٰخَرُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، ذَكَّرَتْهُمُ الدُّنْيَا فَتَذَكَّرُوْا، وَ حَدَّثَتْهُمْ فَصَدَّقُوْا، وَ وَعَظَتْهُمْ فَاتَّعَظُوْا.

کی ان باتوں کو سمجھے اس کیلئے امن و عافیت کی منزل ہے، اور جو اس سے زادِ راہ حاصل کرلے اس کیلئے دولتمندی کی منزل ہے، اور جو اس سے نصیحت حاصل کرے اس کیلئے وعظ و نصیحت کا محل ہے۔ وہ دوستانِ خدا کیلئے عبادت کی جگہ، اللہ کے فرشتوں کیلئے نماز پڑھنے کا مقام، وحی الٰہی کی منزل اور اولیاء اللہ کی تجارت گاہ ہے۔ انہوں نے اس میں فضل و رحمت کا سودا کیا اور اس میں رہتے ہوئے جنت کو فائدہ میں حاصل کیا۔

تو اب کون ہے جو دنیا کی برائی کرے، جبکہ اس نے اپنے جدا ہونے کی اطلاع دے دی ہے، اور اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا ہے، اور اپنے بسنے والوں کی موت کی خبر دے دی ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی ابتلا سے ابتلا کا پتہ دیا ہے، اور اپنی مسرتوں سے آخرت کی مسرتوں کا شوق دلایا ہے۔ وہ رغبت دلانے اور ڈرانے، خوفزدہ کرنے اور متنبہ کرنے کیلئے شام کو امن و عافیت کا اور صبح کو درد و اندوہ کا پیغام لے کر آتی ہے۔ تو جن لوگوں نے شرمسار ہو کر صبح کی وہ اس کی برائی کرنے لگے اور دوسرے لوگ قیامت کے دن اس کی تعریف کریں گے کہ دنیا نے ان کو آخرت کی یاد دلائی تو انہوں نے یاد رکھا اور اس نے انہیں خبر دی تو انہوں نے تصدیق کی اور اس نے انہیں پند و نصیحت کی تو انہوں نے نصیحت حاصل کی۔

(۱۳۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا يُّنَادِيْ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ: لِدُوْا لِلْمَوْتِ، وَ اجْمَعُوْا لِلْفَنَآءِ، وَ ابْنُوْا لِلْخَرَابِ.

(۱۳۲)

اللہ کا ایک فرشتہ ہر روز یہ ندا کرتا ہے کہ: موت کیلئے اولاد پیدا کرو، برباد ہونے کیلئے جمع کرو اور تباہ ہونے کیلئے عمارتیں کھڑی کرو۔

(۱۳۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلدُّنْيَا دَارُ مَمَرٍّ اِلٰى دَارِ مَقَرٍّ، وَ النَّاسُ فِيْهَا رَجُلَانِ: رَجُلٌ بَاعَ فِيْهَا نَفْسَهٗ فَاَوْبَقَهَا، وَرَجُلٌ ابْتَاعَ نَفْسَهٗ فَاَعْتَقَهَا.

(۱۳۳)

''دنیا''اصل منزل قرار کیلئے ایک گزرگاہ ہے۔اس میں دو قسم کے لوگ ہیں: ایک وہ جنہوں نے اس میں اپنے نفس کو بیچ کر ہلاک کر دیا اور ایک وہ جنہوں نے اپنے نفس کو خرید کر آزاد کر دیا۔

(۱۳٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يَكُوْنُ الصَّدِيْقُ صَدِيْقًا حَتّٰى يَحْفَظَ اَخَاهُ فِيْ ثَلَاثٍ: فِيْ نَكْبَتِهٖ، وَ غَيْبَتِهٖ، وَوَفَاتِهٖ.

(۱۳۴)

دوست اس وقت تک دوست نہیں سمجھا جا سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کی تین موقعوں پر نگہداشت نہ کرے: مصیبت کے موقع پر، اس کے پس پشت اور اس کے مرنے کے بعد۔

(۱۳٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ اُعْطِيَ اَرْبَعًا لَّمْ يُحْرَمْ اَرْبَعًا: مَنْ اُعْطِيَ الدُّعَآءَ لَمْ يُحْرَمِ الْاِجَابَةَ، وَ مَنْ اُعْطِيَ التَّوْبَةَ لَمْ يُحْرَمِ الْقَبُوْلَ، وَ مَنْ اُعْطِيَ الْاِسْتِغْفَارَ لَمْ يُحْرَمِ الْمَغْفِرَةَ، وَمَنْ اُعْطِيَ الشُّكْرَ لَمْ يُحْرَمِ الزِّيَادَةَ.

وَ تَصْدِيْقُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، قَالَ اللّٰهُ فِي الدُّعَآءِ: ﴿اُدْعُوْنِيْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ﴾، وَ قَالَ فِي الْاِسْتِغْفَارِ: ﴿وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۝﴾، وَ قَالَ فِي الشُّكْرِ: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾، وَ قَالَ فِي التَّوْبَةِ: ﴿اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۝﴾.

(۱۳۵)

جس شخص کو چار چیزیں عطا ہوئی ہیں وہ چار چیزوں سے محروم نہیں رہتا: جو دُعا کرے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا، جسے توبہ کی توفیق ہو وہ مقبولیت سے ناامید نہیں ہوتا، جسے استغفار نصیب ہو وہ مغفرت سے محروم نہیں ہوتا، اور جو شکر کرے وہ اضافہ سے محروم نہیں ہوتا۔

اور اس کی تصدیق قرآن مجید سے ہوتی ہے: چنانچہ دُعا کے متعلق ارشاد الٰہی ہے: ''تم مجھ سے مانگو میں تمہاری دُعا قبول کروں گا''۔ اور استغفار کے متعلق ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص کوئی برا عمل کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے مغفرت کی دُعا مانگے تو وہ اللہ کو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا''۔ اور شکر کے بارے میں فرمایا ہے: ''اگر تم شکر کرو گے تو میں تم پر (نعمت میں) اضافہ کروں گا''۔ اور توبہ کیلئے فرمایا ہے: ''اللہ ان ہی لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو جہالت کی بنا پر کوئی بری حرکت کر بیٹھیں، پھر جلدی سے توبہ کر لیں تو خدا ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے''۔

(۱۳۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلصَّلٰوةُ قُرْبَانُ كُلِّ تَقِيٍّ، وَ الْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيْفٍ، وَ لِكُلِّ شَيْءٍ زَكٰوةٌ، وَ زَكٰوةُ الْبَدَنِ الصِّيَامُ، وَ جِهَادُ الْمَرْاَةِ حُسْنُ التَّبَعُّلِ.

(۱۳۶)

نماز ہر پرہیز گار کیلئے باعث تقرب ہے اور حج ہر ضعیف و ناتواں کا جہاد ہے۔ ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے اور عورت کا جہاد شوہر سے حسن معاشرت ہے۔

(۱۳۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالصَّدَقَةِ.

(۱۳۷)

صدقہ کے ذریعہ روزی طلب کرو۔

(۱۳۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ اَيْقَنَ بِالْخَلَفِ جَادَ بِالْعَطِيَّةِ.

(۱۳۸)

جسے عوض کے ملنے کا یقین ہو وہ عطیہ دینے میں دریا دلی دکھاتا ہے۔

(۱۳۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تَنْزِلُ الْمَعُوْنَةُ عَلٰى قَدْرِ الْمَؤُنَةِ.

(۱۳۹)

جتنا خرچ ہو اتنی ہی امداد ملتی ہے۔

(۱۴۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ.

(۱۴۰)

جو میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ محتاج نہیں ہوتا۔

(۱۴۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قِلَّةُ الْعِيَالِ اَحَدُ الْيَسَارَيْنِ.

(۱۴۱)

متعلقین کی کمی دو قسموں میں سے ایک قسم کی آسودگی ہے۔

(۱۴۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلتَّوَدُّدُ نِصْفُ الْعَقْلِ.

(۱۴۲)

میل محبت پیدا کرنا عقل کا نصف حصہ ہے۔

(۱۴۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْهَمُّ نِصْفُ الْهَرَمِ.

(۱۴۳)

غم آدھا بڑھاپا ہے۔

(۱۴۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَنْزِلُ الصَّبْرُ عَلٰى قَدْرِ الْمُصِيْبَةِ، وَ مَنْ ضَرَبَ يَدَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ عِنْدَ مُصِيْبَتِهٖ حَبِطَ عَمَلُهٗ.

(۱۴۴)

مصیبت کے اندازہ پر (اللہ کی طرف سے) صبر کی ہمت حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص مصیبت کے وقت ران پر ہاتھ مارے اس کا عمل اکارت جاتا ہے۔

(١٤٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَمْ مِنْ صَآئِمٍ لَّيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَ الظَّمَاُ، وَ كَمْ مِنْ قَآئِمٍ لَّيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ وَ الْعَنَآءُ، حَبَّذَا نَوْمُ الْاَكْيَاسِ وَاِفْطَارُهُمْ.

(۱۴۵)

بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جنہیں روزوں کا ثمرہ بھوک پیاس کے علاوہ کچھ نہیں ملتا، اور بہت سے عابد شب زندہ دار ایسے ہیں جنہیں عبادت کے نتیجہ میں جاگنے اور زحمت اٹھانے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ زیرک و دانا لوگوں کا سونا اور روزہ نہ رکھنا بھی قابل ستائش ہوتا ہے۔

(١٤٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

سُوْسُوْٓا اِيْمَانَكُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَ حَصِّنُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بِالزَّكٰوةِ، وَ ادْفَعُوْٓا اَمْوَاجَ الْبَلَآءِ بِالدُّعَآءِ.

(۱۴۶)

صدقہ سے اپنے ایمان کی نگہداشت اور زکوٰۃ سے اپنے مال کی حفاظت کرو، اور دُعا سے مصیبت و ابتلا کی لہروں کو دور کرو۔

(١٤٧) وَمِنْ كَلَامٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِكُمَيْلِ بْنِ زِيَادٍ النَّخَعِيِّ، قَالَ كُمَيْلُ بْنُ زِيَادٍ: اَخَذَ بِيَدِيْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام، فَاَخْرَجَنِيْٓ اِلَى الْجَبَّانِ، فَلَمَّآ اَصْحَرَ تَنَفَّسَ الصُّعَدَآءَ ثُمَّ قَالَ:

يَا كُمَيْلَ بْنَ زِيَادٍ! اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ اَوْعِيَةٌ، فَخَيْرُهَا اَوْعَاهَا، فَاحْفَظْ عَنِّيْ مَآ اَقُوْلُ لَكَ:

اَلنَّاسُ ثَلَاثَةٌ: فَعَالِمٌ رَّبَّانِيٌّ، وَ مُتَعَلِّمٌ عَلٰى سَبِيْلِ نَجَاةٍ، وَ هَمَجٌ رَّعَاعٌ، اَتْبَاعُ كُلِّ نَاعِقٍ، يَمِيْلُوْنَ مَعَ كُلِّ رِيْحٍ، لَمْ يَسْتَضِيْٓئُوْا بِنُوْرِ الْعِلْمِ، وَ لَمْ يَلْجَؤُوْا اِلٰى رُكْنٍ وَّثِيْقٍ.

(۱۴۷)

کمیل ابن زیاد نخعی کہتے ہیں کہ: امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور قبرستان کی طرف لے چلے۔ جب آبادی سے باہر نکلے تو ایک لمبی آہ کی۔ پھر فرمایا:

اے کمیل! یہ دل اسرار و حکم کے ظروف ہیں۔ ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ نگہداشت کرنے والا ہو۔ لہٰذا تو جو میں تمہیں بتاؤں اسے یاد رکھنا:

دیکھو! تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں: ایک عالم ربانی، دوسرا متعلم کہ جو نجات کی راہ پر برقرار رہے اور تیسرا عوام الناس کا وہ پست گروہ ہے کہ جو ہر پکارنے والے کے پیچھے ہو لیتا ہے اور ہر ہوا کے رخ پر مڑ جاتا ہے، نہ انہوں نے نور علم سے کسب ضیاء کیا، نہ کسی مضبوط سہارے کی پناہ لی۔

يَا كُمَيْلُ! الْعِلْمُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَالِ: الْعِلْمُ يَحْرُسُكَ وَ اَنْتَ تَحْرُسُ الْمَالَ، وَ الْمَالُ تَنْقُصُهُ النَّفَقَةُ، وَ الْعِلْمُ يَزْكُوْ عَلَى الْاِنْفَاقِ، وَ صَنِيْعُ الْمَالِ يَزُوْلُ بِزَوَالِهٖ.

يَا كُمَيْلَ بْنَ زِيَادٍ! مَعْرِفَةُ الْعِلْمِ دِيْنٌ يُّدَانُ بِهٖ، بِهٖ يَكْسِبُ الْاِنْسَانُ الطَّاعَةَ فِيْ حَيَاتِهٖ، وَ جَمِيْلَ الْاُحْدُوْثَةِ بَعْدَ وَفَاتِهٖ، وَ الْعِلْمُ حَاكِمٌ، وَ الْمَالُ مَحْكُوْمٌ عَلَيْهِ.

يَا كُمَيْلُ! هَلَكَ خُزَّانُ الْاَمْوَالِ وَ هُمْ اَحْيَآءٌ، وَ الْعُلَمَآءُ بَاقُوْنَ مَا بَقِيَ الدَّهْرُ: اَعْيَانُهُمْ مَفْقُوْدَةٌ، وَ اَمْثَالُهُمْ فِي الْقُلُوْبِ مَوْجُوْدَةٌ.

هَا! اِنَّ هٰهُنَا لَعِلْمًا جَمًّا (وَ اَشَارَ اِلٰى صَدْرِهٖ:) لَوْ اَصَبْتُ لَهٗ حَمَلَةً!

بَلٰى اَصَبْتُ لَقِنًا غَيْرَ مَاْمُوْنٍ عَلَيْهِ، مُسْتَعْمِلًا اٰلَةَ الدِّيْنِ لِلدُّنْيَا، وَ مُسْتَظْهِرًا بِنِعَمِ اللهِ عَلٰى عِبَادِهٖ، وَ بِحُجَجِهٖ عَلٰى اَوْلِيَآئِهٖ، اَوْ مُنْقَادًا لِّحَمَلَةِ الْحَقِّ، لَا بَصِيْرَةَ لَهٗ فِيْۤ اَحْنَآئِهٖ، يَنْقَدِحُ الشَّكُّ فِيْ قَلْبِهٖ لِاَوَّلِ عَارِضٍ مِّنْ شُبْهَةٍ.

اَلَا لَا ذَا وَ لَا ذَاكَ! اَوْ مَنْهُوْمًا بِاللَّذَّةِ، سَلِسَ الْقِيَادِ

اے کمیل! یاد رکھو کہ علم مال سے بہتر ہے، (کیونکہ) علم تمہاری نگہداشت کرتا ہے اور مال کی تمہیں حفاظت کرنا پڑتی ہے، اور مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے لیکن علم صرف کرنے سے بڑھتا ہے، اور مال و دولت کے نتائج و اثرات مال کے فنا ہونے سے فنا ہو جاتے ہیں۔

اے کمیل! علم کی شناسائی ایک دین ہے کہ جس کی اقتدا کی جاتی ہے۔ اسی سے انسان اپنی زندگی میں دوسروں سے اپنی اطاعت منواتا ہے اور مرنے کے بعد نیک نامی حاصل کرتا ہے۔ یاد رکھو کہ علم حاکم ہوتا ہے اور مال محکوم۔

اے کمیل! مال اکٹھا کرنے والے زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہوتے ہیں اور علم حاصل کرنے والے رہتی دنیا تک باقی رہتے ہیں۔ بے شک ان کے اجسام نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں مگر ان کی صورتیں دلوں میں موجود رہتی ہیں۔

(اسکے بعد حضرتؑ نے اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:) دیکھو! یہاں علم کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے، کاش! اس کے اٹھانے والے مجھے مل جاتے۔

ہاں ملا کوئی تو یا ایسا جو ذہین تو ہے مگر ناقابل اطمینان ہے اور جو دنیا کیلئے دین کو آلۂ کار بنانے والا ہے اور اللہ کی ان نعمتوں کی وجہ سے اس کے بندوں پر اور اس کی حجتوں کی وجہ سے اس کے دوستوں پر تفوق و برتری جتلانے والا ہے۔ یا جو اربابِ حق و دانش کا مطیع تو ہے مگر اس کے دل کے گوشوں میں بصیرت کی روشنی نہیں ہے، بس ادھر ذرا سا شبہ عارض ہوا کہ اس کے دل میں شکوک و شبہات کی چنگاریاں بھڑکنے لگیں۔

تو معلوم ہونا چاہیے کہ نہ یہ اس قابل ہے اور نہ وہ اس قابل ہے۔
یا ایسا شخص ملتا ہے کہ جو لذتوں پر مٹا ہوا ہے اور بآسانی خواہش

لِلشَّهْوَةِ، اَوْ مُغْرَمًا بِالْجَمْعِ وَ الْاِدِّخَارِ.
لَيْسَا مِنْ رُّعَاةِ الدِّيْنِ فِيْ شَيْءٍ، اَقْرَبُ شَيْءٍ شَبَهًا بِهِمَا الْاَنْعَامُ السَّآئِمَةُ! كَذٰلِكَ يَمُوْتُ الْعِلْمُ بِمَوْتِ حَامِلِيْهِ.
اَللّٰهُمَّ بَلٰى! لَا تَخْلُو الْاَرْضُ مِنْ قَآئِمٍ لِلّٰهِ بِحُجَّةٍ، اِمَّا ظَاهِرًا مَّشْهُوْرًا، اَوْ خَآئِفًا مَّغْمُوْرًا، لِئَلَّا تَبْطُلَ حُجَجُ اللّٰهِ وَ بَيِّنَاتُهٗ.
وَ كَمْ ذَا وَ اَيْنَ اُولٰٓئِكَ؟ اُولٰٓئِكَ ـ وَاللّٰهِ ـ الْاَقَلُّوْنَ عَدَدًا، وَ الْاَعْظَمُوْنَ عِنْدَ اللّٰهِ قَدْرًا، يَحْفَظُ اللّٰهُ بِهِمْ حُجَجَهٗ وَ بَيِّنَاتِهٖ، حَتّٰى يُوْدِعُوْهَا نُظَرَآءَهُمْ، وَ يَزْرَعُوْهَا فِيْ قُلُوْبِ اَشْبَاهِهِمْ، هَجَمَ بِهِمُ الْعِلْمُ عَلٰى حَقِيْقَةِ الْبَصِيْرَةِ، وَ بَاشَرُوْا رُوْحَ الْيَقِيْنِ، وَ اسْتَلَانُوْا مَا اسْتَوْعَرَهُ الْمُتْرَفُوْنَ، وَ اَنِسُوْا بِمَا اسْتَوْحَشَ مِنْهُ الْجَاهِلُوْنَ، وَ صَحِبُوا الدُّنْيَا بِاَبْدَانٍ اَرْوَاحُهَا مُعَلَّقَةٌ بِالْمَحَلِّ الْاَعْلٰى، اُولٰٓئِكَ خُلَفَآءُ اللّٰهِ فِيْۤ اَرْضِهٖ، وَ الدُّعَاةُ اِلٰى دِيْنِهٖ، اٰهِ اٰهِ شَوْقًا اِلٰى رُؤْيَتِهِمْ!.
اِنْصَرِفْ يَا كُمَيْلُ اِذَا شِئْتَ.

نفسانی کی راہ پر کھنچ جانے والا ہے۔ یا ایسا شخص جو جمع آوری و ذخیرہ اندوزی پر جان دیئے ہوئے ہے۔
یہ دونوں بھی دین کے کسی امر کی رعایت و پاسداری کرنیوالے نہیں ہیں۔ ان دونوں سے انتہائی قریبی شباہت چرنیوالے چوپائے رکھتے ہیں۔ اسی طرح تو علم کے خزینہ داروں کے مرنے سے علم ختم ہوجاتا ہے۔
ہاں! مگر زمین ایسے فرد سے خالی نہیں رہتی کہ جو خدا کی حجت کو برقرار رکھتا ہے۔ چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو، یا خائف و پنہاں، تاکہ اللہ کی دلیلیں اور نشان مٹنے نہ پائیں۔
اور وہ ہیں ہی کتنے اور کہاں پر ہیں؟ خدا کی قسم! وہ تو گنتی میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں اور اللہ کے نزدیک قدر و منزلت کے لحاظ سے بہت بلند۔ خداوند عالم انکے ذریعہ سے اپنی حجتوں اور نشانیوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ان کو اپنے ایسوں کے سپرد کردیں اور اپنے ایسوں کے دلوں میں انہیں بودیں۔ علم نے انہیں ایک دم حقیقت و بصیرت کے انکشافات تک پہنچادیا ہے۔ وہ یقین و اعتماد کی روح سے گھل مل گئے ہیں اور ان چیزوں کو جنہیں آرام پسند لوگوں نے دشوار قرار دے رکھا تھا اپنے لئے سہل و آسان سمجھ لیا ہے، اور جن چیزوں سے جاہل بھڑک اٹھتے ہیں ان سے وہ جی لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ ایسے جسموں کے ساتھ دنیا میں رہتے سہتے ہیں کہ جن کی روحیں ملاء اعلیٰ سے وابستہ ہیں۔ یہی لوگ تو زمین میں اللہ کے نائب اور اسکے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ ہائے ان کی دید کیلئے میرے شوق کی فراوانی!۔
(پھر حضرتؑ نے کمیل سے فرمایا:) اے کمیل! (مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا)، اب جس وقت چاہو واپس جاؤ۔

(۱۴۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْمَرْءُ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِهٖ.

(۱۴۸)

انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔

(۱۴۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

هَلَكَ امْرُؤٌ لَّمْ يَعْرِفْ قَدْرَهٗ.

(۱۴۹)

جو شخص اپنی قدر و منزلت کو نہیں پہچانتا وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

(۱۵۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِرَجُلٍ سَئَلَهٗ اَنْ يَّعِظَهٗ:

لَا تَكُنْ مِّمَّنْ يَّرْجُو الْاٰخِرَةَ بِغَيْرِ الْعَمَلِ، وَ يُرَجِّي التَّوْبَةَ بِطُوْلِ الْاَمَلِ، يَقُوْلُ فِي الدُّنْيَا بِقَوْلِ الزَّاهِدِيْنَ، وَ يَعْمَلُ فِيْهَا بِعَمَلِ الرَّاغِبِيْنَ، اِنْ اُعْطِيَ مِنْهَا لَمْ يَشْبَعْ، وَ اِنْ مُّنِعَ مِنْهَا لَمْ يَقْنَعْ، يَعْجِزُ عَنْ شُكْرِ مَاۤ اُوْتِيَ، وَ يَبْتَغِي الزِّيَادَةَ فِيْمَا بَقِيَ.

يَنْهٰى وَ لَا يَنْتَهِيْ، وَ يَاْمُرُ بِمَا لَا يَاْتِيْ، يُحِبُّ الصّٰلِحِيْنَ وَ لَا يَعْمَلُ عَمَلَهُمْ، وَ يُبْغِضُ الْمُذْنِبِيْنَ وَ هُوَ اَحَدُهُمْ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ لِكَثْرَةِ ذُنُوْبِهٖ، وَ يُقِيْمُ عَلٰى مَا يَكْرَهُ الْمَوْتَ لَهٗ.

اِنْ سَقِمَ ظَلَّ نَادِمًا، وَ اِنْ صَحَّ اَمِنَ لَاهِيًا، يُعْجِبُ بِنَفْسِهٖ اِذَا عُوْفِيَ، وَ يَقْنَطُ اِذَا ابْتُلِيَ، اِنْ اَصَابَهٗ بَلَآءٌ دَعَا مُضْطَرًّا، وَ اِنْ نَّالَهٗ رَخَآءٌ اَعْرَضَ

(۱۵۰)

ایک شخص نے آپؑ سے پند و موعظت کی درخواست کی تو فرمایا:

تم کو ان لوگوں میں سے نہ ہونا چاہیے کہ جو عمل کے بغیر حسنِ انجام کی امید رکھتے ہیں اور امیدیں بڑھا کر توبہ کو تاخیر میں ڈال دیتے ہیں۔ جو دنیا کے بارے میں زاہدوں کی سی باتیں کرتے ہیں مگر ان کے اعمال دنیا طلبوں کے سے ہوتے ہیں۔ اگر دنیا انہیں ملے تو وہ سیر نہیں ہوتے اور اگر نہ ملے تو قناعت نہیں کرتے۔ جو انہیں ملا ہے اس پر شکر سے قاصر رہتے ہیں اور جو بچ رہا اسکے اضافہ کے خواہشمند رہتے ہیں۔

دوسروں کو منع کرتے ہیں اور خود باز نہیں آتے اور دوسروں کو حکم دیتے ہیں ایسی باتوں کا جنہیں خود بجا نہیں لاتے۔ نیکوں کو دوست رکھتے ہیں مگر ان کے سے اعمال نہیں کرتے اور گنہگاروں سے نفرت و عناد رکھتے ہیں حالانکہ وہ خود انہی میں داخل ہیں۔ اپنے گناہوں کی کثرت کے باعث موت کو برا سمجھتے ہیں مگر جن گناہوں کی وجہ سے موت کو ناپسند کرتے ہیں انہی پر قائم ہیں۔

اگر بیمار پڑتے ہیں تو پشیمان ہوتے ہیں اور تندرست ہوتے ہیں تو مطمئن ہو کر کھیل کود میں پڑ جاتے ہیں۔ جب بیماری سے چھٹکارا پاتے ہیں تو اترانے لگتے ہیں اور مبتلا ہوتے ہیں تو ان پر مایوسی چھا جاتی ہے۔ جب کسی سختی و ابتلا میں پڑتے ہیں تو لاچار و بے بس ہو کر دُعائیں مانگتے ہیں اور جب فراخ دستی نصیب ہوتی ہے تو فریب میں مبتلا ہو کر

مُغْتَرًّا، تَغْلِبُهٗ نَفْسُهٗ عَلٰى مَا يَظُنُّ، وَ لَا يَغْلِبُهَا عَلٰى مَا يَسْتَيْقِنُ، يَخَافُ عَلٰى غَيْرِهٖ بِاَدْنٰى مِنْ ذَنْبِهٖ، وَ يَرْجُوْ لِنَفْسِهٖ بِاَكْثَرَ مِنْ عَمَلِهٖ، اِنِ اسْتَغْنٰى بَطِرَ وَ فُتِنَ، وَ اِنِ افْتَقَرَ قَنَطَ وَ وَهَنَ، يُقَصِّرُ اِذَا عَمِلَ، وَ يُبَالِغُ اِذَا سَئَلَ.

اِنْ عَرَضَتْ لَهٗ شَهْوَةٌ اَسْلَفَ الْمَعْصِيَةَ وَ سَوَّفَ التَّوْبَةَ، وَ اِنْ عَرَتْهُ مِحْنَةٌ انْفَرَجَ عَنْ شَرَآئِطِ الْمِلَّةِ، يَصِفُ الْعِبْرَةَ وَ لَا يَعْتَبِرُ، وَ يُبَالِغُ فِي الْمَوْعِظَةِ وَ لَا يَتَّعِظُ، فَهُوَ بِالْقَوْلِ مُدِلٌّ، وَ مِنَ الْعَمَلِ مُقِلٌّ، يُنَافِسُ فِيْمَا يَفْنٰى، وَ يُسَامِحُ فِيْمَا يَبْقٰى، يَرَى الْغُنْمَ مَغْرَمًا، وَ الْغُرْمَ مَغْنَمًا.

يَخْشَى الْمَوْتَ وَ لَا يُبَادِرُ الْفَوْتَ، يَسْتَعْظِمُ مِنْ مَّعْصِيَةِ غَيْرِهٖ مَا يَسْتَقِلُّ اَكْثَرَ مِنْهُ مِنْ نَّفْسِهٖ، وَ يَسْتَكْثِرُ مِنْ طَاعَتِهٖ مَا يَحْقِرُهٗ مِنْ طَاعَةِ غَيْرِهٖ. فَهُوَ عَلَى النَّاسِ طَاعِنٌ، وَلِنَفْسِهٖ مُدَاهِنٌ.

منہ پھیر لیتے ہیں۔

ان کا نفس خیالی باتوں پر انہیں قابو میں لے آتا ہے اور وہ یقینی باتوں پر اسے نہیں دبا لیتے۔ دوسروں کیلئے ان کے گناہ سے زیادہ خطرہ محسوس کرتے ہیں اور اپنے لئے اپنے اعمال سے زیادہ جزا کے متوقع رہتے ہیں۔ اگر مالدار ہوجاتے ہیں تو اترانے لگتے ہیں اور فتنہ وگمراہی میں پڑ جاتے ہیں اور اگر فقیر ہوجاتے ہیں تو ناامید ہوجاتے ہیں اور سستی کرنے لگتے ہیں۔ جب عمل کرتے ہیں تو اس میں سستی کرتے ہیں اور جب مانگنے پر آتے ہیں تو اصرار میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔

اگر ان پر خواہش نفسانی کا غلبہ ہوتا ہے تو گناہ جلد سے جلد کرتے ہیں اور توبہ کو تعویق میں ڈالتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو جماعتِ اسلامی کے خصوصی امتیازات سے الگ ہوجاتے ہیں۔ عبرت کے واقعات بیان کرتے ہیں مگر خود عبرت حاصل نہیں کرتے اور وعظ ونصیحت میں زور باندھتے ہیں مگر خود اس نصیحت کا اثر نہیں لیتے۔ چنانچہ وہ بات کرنے میں تو اونچے رہتے ہیں مگر عمل میں کم ہی کم رہتے ہیں۔ فانی چیزوں میں نفسی نفسی کرتے ہیں اور باقی رہنے والی چیزوں میں سہل انگاری سے کام لیتے ہیں۔ وہ نفع کو نقصان اور نقصان کو نفع خیال کرتے ہیں۔

موت سے ڈرتے ہیں مگر فرصت کا موقع نکل جانے سے پہلے اعمال میں جلدی نہیں کرتے۔ دوسرے کے ایسے گناہ کو بہت بڑا سمجھتے ہیں جس سے بڑے گناہ کو خود اپنے لئے چھوٹا خیال کرتے ہیں، اور اپنی ایسی اطاعت کو زیادہ سمجھتے ہیں جسے دوسرے سے کم سمجھتے ہیں، لہٰذا وہ لوگوں پر معترض ہوتے ہیں اور اپنے نفس کی چکنی چپڑی باتوں سے تعریف کرتے ہیں۔

اَللّٰهْوُ مَعَ الْاَغْنِيَآءِ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنَ الذِّكْرِ مَعَ الْفُقَرَآءِ، يَحْكُمُ عَلٰى غَيْرِهٖ لِنَفْسِهٖ وَ لَا يَحْكُمُ عَلَيْهَا لِغَيْرِهٖ، يُرْشِدُ غَيْرَهٗ وَ يُغْوِيْ نَفْسَهٗ، فَهُوَ يُطَاعُ وَ يَعْصِيْ، وَ يَسْتَوْفِيْ وَ لَا يُوْفِيْ، وَ يَخْشَى الْخَلْقَ فِيْ غَيْرِ رَبِّهٖ، وَ لَا يَخْشٰى رَبَّهٗ فِيْ خَلْقِهٖ.

دولتمندوں کے ساتھ طرب ونشاط میں مشغول رہنا انہیں غریبوں کے ساتھ محفل ذکر میں شرکت سے زیادہ پسند ہے۔ اپنے حق میں دوسرے کے خلاف حکم لگاتے ہیں، لیکن کبھی یہ نہیں کرتے کہ دوسرے کے حق میں اپنے خلاف حکم لگائیں۔ اوروں کو ہدایت کرتے ہیں اور اپنے کو گمراہی کی راہ پر لگاتے ہیں۔ وہ اطاعت لیتے ہیں اور خود نافرمانی کرتے ہیں، اور حق پورا پورا وصول کر لیتے ہیں مگر خود ادا نہیں کرتے۔ وہ اپنے پروردگار کو نظر انداز کر کے مخلوق سے خوف کھاتے ہیں اور مخلوقات کے بارے میں اپنے پروردگار سے نہیں ڈرتے۔

وَ لَوْ لَمْ يَكُنْ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ اِلَّا هٰذَا الْكَلَامُ لَكَفٰى بِهٖ مَوْعِظَةً نَّاجِعَةً، وَ حِكْمَةً بَالِغَةً، وَ بَصِيْرَةً لِّمُبْصِرٍ، وَ عِبْرَةً لِّنَاظِرٍ مُّفَكِّرٍ.

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: اگر اس کتاب میں صرف ایک یہی کلام ہوتا تو کامیاب موعظہ اور مؤثر حکمت اور چشم بینا رکھنے والے کیلئے بصیرت اور نظر وفکر کرنے والے کیلئے عبرت کے اعتبار سے بہت کافی تھا۔

(۱۵۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِكُلِّ امْرِئٍ عَاقِبَةٌ حُلْوَةٌ اَوْ مُرَّةٌ.

(۱۵۱)

ہر شخص کا ایک انجام ہے۔ اب خواہ وہ شیریں ہو یا تلخ۔

(۱۵۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِكُلِّ مُقْبِلٍ اِدْبَارٌ، وَ مَاۤ اَدْبَرَ كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ.

(۱۵۲)

ہر آنے والے کیلئے پلٹنا ہے اور جب پلٹ گیا تو جیسے کبھی تھا ہی نہیں۔

(۱۵۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يَعْدَمُ الصَّبُوْرُ الظَّفَرَ، وَ اِنْ طَالَ بِهِ الزَّمَانُ.

(۱۵۳)

صبر کرنے والا ظفر وکامرانی سے محروم نہیں ہوتا۔ چاہے اس میں طویل زمانہ لگ جائے۔

(۱۵۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلرَّاضِيْ بِفِعْلِ قَوْمٍ كَالدَّاخِلِ فِيْهِ مَعَهُمْ، وَ عَلٰى كُلِّ دَاخِلٍ فِيْ بَاطِلٍ اِثْمَانِ: اِثْمُ الْعَمَلِ بِهٖ، وَ اِثْمُ الرِّضٰى بِهٖ.

(۱۵۴)

کسی جماعت کے فعل پر رضامند ہونے والا ایسا ہے جیسے اس کے کام میں شریک ہو، اور غلط کام میں شریک ہونے والے پر دو گناہ ہیں: ایک اس پر عمل کرنے کا اور ایک اس پر رضامند ہونے کا۔

(۱۵۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِعْتَصِمُوْا بِالذِّمَمِ فِيْ اَوْتَادِهَا.

(۱۵۵)

عہد و پیمان کی ذمہ داریوں کو ان سے وابستہ کرو جو میخوں کے ایسے (مضبوط) ہوں۔

(۱۵۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَلَيْكُمْ بِطَاعَةِ مَنْ لَا تُعْذَرُوْنَ بِجَهَالَتِهٖ.

(۱۵۶)

تم پر اطاعت بھی لازم ہے ان کی جن سے ناواقف رہنے کی بھی تمہیں معافی نہیں۔

(۱۵۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَدْ بُصِّرْتُمْ اِنْ اَبْصَرْتُمْ، وَ قَدْ هُدِيْتُمْ اِنِ اهْتَدَيْتُمْ، و اُسْمِعْتُمْ اِنِ اسْتَمَعْتُمْ.

(۱۵۷)

اگر تم دیکھو تو تمہیں دکھایا جا چکا ہے اور اگر تم ہدایت حاصل کرو تو تمہیں ہدایت کی جا چکی ہے اور اگر سننا چاہو تو تمہیں سنایا جا چکا ہے۔

(۱۵۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَاتِبْ اَخَاكَ بِالْاِحْسَانِ اِلَيْهِ، وَ ارْدُدْ شَرَّهٗ بِالْاِنْعَامِ عَلَيْهِ.

(۱۵۸)

اپنے بھائی کو شرمندۂ احسان بنا کر سرزنش کرو اور لطف و کرم کے ذریعہ سے اس کے شر کو دور کرو۔

(۱۵۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ وَّضَعَ نَفْسَهٗ مَوَاضِعَ التُّهَمَةِ فَلَا يَلُوْمَنَّ مَنْ اَسَآءَ بِهِ الظَّنَّ.

(۱۵۹)

جو شخص بدنامی کی جگہوں پر اپنے کو لے جائے تو پھر اسے برا نہ کہے جو اس سے بدظن ہو۔

(۱۶۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ مَّلَكَ اسْتَاْثَرَ.

(۱۶۰)

جو اقتدار حاصل کر لیتا ہے جانبداری کرنے ہی لگتا ہے۔

(۱۶۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنِ اسْتَبَدَّ بِرَاْيِهٖ هَلَكَ، وَ مَنْ شَاوَرَ الرِّجَالَ شَارَكَهَا فِيْ عُقُوْلِهَا.

(۱۶۱)

جو خود رائی سے کام لے گا وہ تباہ و برباد ہو گا، اور جو دوسروں سے مشورہ لے گا وہ ان کی عقلوں میں شریک ہو جائے گا۔

(١٦٢) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ كَتَمَ سِرَّهُ كَانَتِ الْخِيَرَةُ بِيَدِهِ.

(۱۶۲)

جو اپنے راز کو چھپائے رہے گا اسے پورا قابو رہے گا۔

(١٦٣) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْفَقْرُ الْمَوْتُ الْاَكْبَرُ.

(۱۶۳)

فقیری سب سے بڑی موت ہے۔

(١٦٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ قَضٰى حَقَّ مَنْ لَّا يَقْضِيْ حَقَّهُ فَقَدْ عَبَدَهُ.

(۱۶۴)

جو ایسے کا حق ادا کرے کہ جو اس کا حق ادا نہ کرتا ہو تو وہ اس کی پرستش کرتا ہے۔

(١٦٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ.

(۱۶۵)

خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔

(١٦٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يُعَابُ الْمَرْءُ بِتَاْخِيْرِ حَقِّهٖ، اِنَّمَا يُعَابُ مَنْ اَخَذَ مَا لَيْسَ لَهُ.

(۱۶۶)

اگر کوئی شخص اپنے حق میں دیر کرے تو اس پر عیب نہیں لگایا جا سکتا، بلکہ عیب کی بات یہ ہے کہ انسان دوسرے کے حق پر چھاپا مارے۔

(١٦٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْاِعْجَابُ يَمْنَعُ مِنَ الْاِزْدِيَادِ.

(۱۶۷)

خود پسندی ترقی سے مانع ہوتی ہے۔

(١٦٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْاَمْرُ قَرِيْبٌ وَّ الْاِصْطِحَابُ قَلِيْلٌ.

(۱۶۸)

آخرت کا مرحلہ قریب اور (دنیا میں) باہمی رفاقت کی مدت کم ہے۔

(١٦٩) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَدْ اَضَآءَ الصُّبْحُ لِذِيْ عَيْنَيْنِ.

(۱۶۹)

آنکھ والے کیلئے صبح روشن ہو چکی ہے۔

(١٧٠) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تَرْكُ الذَّنْبِ اَهْوَنُ مِنْ طَلَبِ الْمَعُوْنَةِ.

(۱۷۰)

ترک گناہ کی منزل بعد میں مدد مانگنے سے آسان ہے۔

(۱۷۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَمْ مِّنْ اَكْلَةٍ مَنَعَتْ اَكَلَاتٍ!.

(۱۷۱)

بسا اوقات ایک دفعہ کا کھانا بہت دفعہ کے کھانوں سے مانع ہوجاتا ہے۔

(۱۷۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلنَّاسُ اَعْدَآءُ مَا جَهِلُوْا.

(۱۷۲)

لوگ اس چیز کے دشمن ہوتے ہیں جسے نہیں جانتے۔

(۱۷۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنِ اسْتَقْبَلَ وُجُوْهَ الْاٰرَآءِ عَرَفَ مَوَاقِعَ الْخَطَاِ.

(۱۷۳)

جوشخص مختلف رایوں کا سامنا کرتا ہے وہ خطاولغزش کے مقامات کو پہچان لیتا ہے۔

(۱۷٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَن اَحَدَّ سِنَانَ الْغَضَبِ لِلّٰهِ قَوِیَ عَلٰی قَتْلِ اَشِدَّآءِ الْبَاطِلِ.

(۱۷۴)

جوشخص اللہ کی خاطر سنانِ غضب تیز کرتا ہے وہ باطل کے سورماؤں کے قتل پر توانا ہوجاتا ہے۔

(۱۷٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِذَا هِبْتَ اَمْرًا فَقَعْ فِيْهِ، فَاِنَّ شِدَّةَ تَوَقِّيْهِ اَعْظَمُ مِمَّا تَخَافُ مِنْهُ.

(۱۷۵)

جب کسی امر سے دہشت محسوس کرو تو اس میں پھاند پڑو، اس لئے کہ کھٹکا لگا رہنا اس ضرر سے کہ جس کا خوف ہے، زیادہ تکلیف دہ چیز ہے۔

(۱۷٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اٰلَةُ الرِّيَاسَةِ سَعَةُ الصَّدْرِ.

(۱۷۶)

سربرآوردہ ہونے کا ذریعہ سینہ کی وسعت ہے۔

(۱۷۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اُزْجُرِ الْمُسِيْٓءَ بِثَوَابِ الْمُحْسِنِ.

(۱۷۷)

بدکار کی سرزنش نیک کو اس کا بدلہ دے کر کرو۔

(۱۷۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اُحْصُدِ الشَّرَّ مِنْ صَدْرِ غَيْرِكَ بِقَلْعِهٖ مِنْ صَدْرِكَ.

(۱۷۸)

دوسرے کے سینہ سے کینہ وشر کی جڑ اس طرح کاٹو کہ خود اپنے سینہ سے اسے نکال پھینکو۔

(۱۷۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَللَّجَاجَةُ تَسُلُّ الرَّأْيَ.

(۱۷۹)

ضد اور ہٹ دھرمی صحیح رائے کو دور کر دیتی ہے۔

(۱۸۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلطَّمَعُ رِقٌّ مُّؤَبَّدٌ.

(۱۸۰)

لالچ ہمیشہ کی غلامی ہے۔

(۱۸۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ثَمَرَةُ التَّفْرِيْطِ النَّدَامَةُ، وَ ثَمَرَةُ الْحَزْمِ السَّلَامَةُ.

(۱۸۱)

کوتاہی کا نتیجہ شرمندگی اور احتیاط و دور اندیشی کا نتیجہ سلامتی ہے۔

(۱۸۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا خَيْرَ فِي الصَّمْتِ عَنِ الْحُكْمِ، كَمَآ اَنَّهٗ لَا خَيْرَ فِي الْقَوْلِ بِالْجَهْلِ.

(۱۸۲)

حکیمانہ بات سے خاموشی اختیار کرنے میں کوئی بھلائی نہیں، جس طرح جہالت کی بات میں کوئی اچھائی نہیں۔

(۱۸۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا اخْتَلَفَتْ دَعْوَتَانِ اِلَّا كَانَتْ اِحْدَاهُمَا ضَلَالَةً.

(۱۸۳)

جب دو مختلف دعوتیں ہوں گی تو ان میں سے ایک ضرور گمراہی کی دعوت ہوگی۔

(۱۸۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا شَكَكْتُ فِي الْحَقِّ مُذْ اُرِيْتُهٗ.

(۱۸۴)

جب سے مجھے حق دکھایا گیا ہے میں نے اس میں کبھی شک نہیں کیا۔

(۱۸۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا كَذَبْتُ وَ لَا كُذِبْتُ، وَ لَا ضَلَلْتُ وَلَا ضُلَّ بِيْ.

(۱۸۵)

نہ میں نے جھوٹ کہا ہے، نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی ہے، نہ میں خود گمراہ ہوا، نہ مجھے گمراہ کیا گیا۔

(۱۸۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِلظَّالِمِ الْبَادِئْ غَدًا بِكَفِّهٖ عَضَّةٌ.

(۱۸۶)

ظلم میں پہل کرنے والا کل (ندامت سے) اپنا ہاتھ اپنے دانتوں سے کاٹتا ہوگا۔

(۱۸۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلرَّحِيْلُ وَشِيْكٌ.

(۱۸۷)

چل چلاؤ قریب ہے۔

(۱۸۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ اَبْدٰى صَفْحَتَهٗ لِلْحَقِّ هَلَكَ.

(۱۸۸)

جوحق سے منہ موڑتا ہے، تباہ ہوجاتا ہے۔

(۱۸۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ لَّمْ يُنْجِهِ الصَّبْرُ اَهْلَكَهُ الْجَزَعُ.

(۱۸۹)

جسے صبر رہائی نہیں دلاتا اسے بیتابی و بے قراری ہلاک کر دیتی ہے۔

(۱۹۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَا عَجَبَاهُ! اَ تَكُوْنُ الْخِلَافَةُ بِالصَّحَابَةِ وَ الْقَرَابَةِ؟.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ رُوِىَ لَهٗ شِعْرٌ فِيْ هٰذَا الْمَعْنٰى، وَهُوَ:

فَاِنْ كُنْتَ بِالشُّوْرٰى مَلَكْتَ اُمُوْرَهُمْ
فَكَيْفَ بِهٰذَا وَ الْمُشِيْرُوْنَ غُيَّبٌ؟
وَاِنْ كُنْتَ بِالْقُرْبٰى حَجَجْتَ خَصِيْمَهُمْ
فَغَيْرُكَ اَوْلٰى بِالنَّبِيِّ وَ اَقْرَبُ

(۱۹۰)

العجب! کیا خلافت کا معیار بس صحابیت اور قرابت ہی ہے؟!

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: اس مضمون کے اشعار بھی حضرتؑ سے مروی ہیں جو یہ ہیں:

اگر تم شوریٰ کے ذریعہ لوگوں کے سیاہ وسفید کے مالک ہو گئے ہو تو یہ کیسے؟ جبکہ مشورہ دینے کے حقدار افراد غیر حاضر تھے۔ اور اگر قرابت کی وجہ سے تم اپنے حریف پر غالب آئے ہو تو پھر تمہارے علاوہ دوسرا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زیادہ حقدار اور ان سے زیادہ قریبی ہے۔

(۱۹۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّمَا الْمَرْءُ فِي الدُّنْيَا غَرَضٌ تَنْتَضِلُ فِيْهِ الْمَنَايَا، وَ نَهْبٌ تُبَادِرُهُ الْمَصَآئِبُ، وَ مَعَ كُلِّ جُرْعَةٍ شَرَقٌ، وَ فِيْ كُلِّ اَكْلَةٍ غَصَصٌ، وَ لَا يَنَالُ الْعَبْدُ نِعْمَةً اِلَّا بِفِرَاقِ اُخْرٰى، وَ لَا يَسْتَقْبِلُ يَوْمًا مِّنْ عُمُرِهٖ اِلَّا بِفِرَاقِ اٰخَرَ مِنْ اَجَلِهٖ.

(۱۹۱)

دنیا میں انسان موت کی تیر اندازی کا ہدف اور مصیبت و ابتلا کی غارت گری کی جولانگاہ ہے، جہاں ہر گھونٹ کے ساتھ اچھو اور ہر لقمہ میں گلو گیر پھندا ہے، اور جہاں بندہ ایک نعمت اس وقت تک نہیں پاتا جب تک دوسری نعمت جدا نہ ہو جائے، اور اس کی عمر کا ایک دن آتا نہیں جب تک کہ ایک دن اس کی عمر سے کم نہ ہو جائے۔

فَنَحۡنُ اَعۡوَانُ الۡمَنُوۡنِ، وَ اَنۡفُسُنَا نَصۡبُ الۡحُتُوۡفِ، فَمِنۡ اَیۡنَ نَرۡجُوا الۡبَقَآءَ، وَ هٰذَا اللَّیۡلُ وَ النَّهَارُ لَمۡ یَرۡفَعَا مِنۡ شَیۡءٍ شَرَفًا، اِلَّاۤ اَسۡرَعَا الۡکَرَّةَ فِیۡ هَدۡمِ مَا بَنَیَا، وَ تَفۡرِیۡقِ مَا جَمَعَا؟!.

ہم موت کے مددگار ہیں اور ہماری جانیں ہلاکت کی زد پر ہیں۔ تو اس صورت میں ہم کہاں سے بقا کی امید کر سکتے ہیں؟ جبکہ شب و روز کسی عمارت کو بلند نہیں کرتے، مگر یہ کہ حملہ آور ہو کر جو بنایا ہے اسے گراتے اور جو یکجا کیا ہے اسے بکھیرتے ہوتے ہیں۔

(۱۹۲) وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

یَا ابۡنَ اٰدَمَ! مَا کَسَبۡتَ فَوۡقَ قُوۡتِكَ، فَاَنۡتَ فِیۡهِ خَازِنٌ لِّغَیۡرِكَ.

(۱۹۲)

اے فرزند آدم! تو نے اپنی غذا سے جو زیادہ کمایا ہے اس میں دوسرے کا خزانچی ہے۔

(۱۹۳) وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

اِنَّ لِلۡقُلُوۡبِ شَهۡوَةً وَّ اِقۡبَالًا وَّ اِدۡبَارًا، فَأۡتُوۡهَا مِنۡ قِبَلِ شَهۡوَتِهَا وَ اِقۡبَالِهَا، فَاِنَّ الۡقَلۡبَ اِذَا اُکۡرِهَ عَمِیَ.

(۱۹۳)

دلوں کیلئے رغبت و میلان، آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا ہوتا ہے۔ لہٰذا ان سے اس وقت کام لو جب ان میں خواہش و میلان ہو، کیونکہ دل کو مجبور کر کے کسی کام پر لگایا جائے تو اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا۔

(۱۹٤) وَكَانَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ يَقُوۡلُ:

مَتٰی اَشۡفِیۡ غَیۡظِیۡ اِذَا غَضِبۡتُ؟ اَحِیۡنَ اَعۡجِزُ عَنِ الۡاِنۡتِقَامِ فَیُقَالُ لِیۡ لَوۡ صَبَرۡتَ؟ اَمۡ حِیۡنَ اَقۡدِرُ عَلَیۡهِ، فَیُقَالُ لِیۡ: لَوۡ عَفَوۡتَ.

(۱۹۴)

جب غصہ مجھے آئے تو کب اپنے غصہ کو اتاروں؟ کیا اس وقت کہ جب انتقام نہ لے سکوں اور یہ کہا جائے کہ صبر کیجئے، یا اس وقت کہ جب انتقام پر قدرت ہو اور کہا جائے کہ بہتر ہے درگزر کیجئے۔

(۱۹٥) وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

وَ قَدۡ مَرَّ بِقَذَرٍ عَلٰی مَزۡبَلَةٍ:
هٰذَا مَا بَخِلَ بِهِ الۡبَاخِلُوۡنَ.
وَ رُوِیَ فِیۡ خَبَرٍ اٰخَرَ اَنَّهٗ قَالَ:
هٰذَا مَا کُنۡتُمۡ تَتَنَافَسُوۡنَ فِیۡهِ بِالۡاَمۡسِ.

(۱۹۵)

آپؑ کا گزر ہوا ایک گھورے کی طرف سے جس پر غلاظتیں تھیں، فرمایا:
یہ وہ ہے جس کے ساتھ بخل کرنے والوں نے بخل کیا تھا۔
ایک اور روایت میں ہے کہ اس موقع پر آپؑ نے فرمایا:
یہ وہ ہے جس پر تم لوگ کل ایک دوسرے پر رشک کرتے تھے۔

(١٩٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَمْ يَذْهَبْ مِنْ مَّالِكَ مَا وَعَظَكَ.

(۱۹۶)

تمہارا وہ مال اکارت نہیں گیا جو تمہارے لئے عبرت و نصیحت کا باعث بن جائے۔

(١٩٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ الْاَبْدَانُ، فَابْتَغُوْا لَهَا طَرَآئِفَ الْحِكْمَةِ.

(۱۹۷)

یہ دل بھی اسی طرح تھکتے ہیں جس طرح بدن تھکتے ہیں۔ لہٰذا (جب ایسا ہو تو) ان کیلئے لطیف حکیمانہ جملے تلاش کرو۔

(١٩٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَمَّا سَمِعَ قَوْلَ الْخَوَارِجِ «لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ»:

كَلِمَةُ حَقٍّ يُّرَادُ بِهَا بَاطِلٌ.

(۱۹۸)

جب خوارج کا قول «لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ» (حکم اللہ سے مخصوص ہے) سنا تو فرمایا:

یہ جملہ صحیح ہے مگر جو اس سے مراد لیا جاتا ہے وہ غلط ہے۔

(١٩٩) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِيْ صِفَةِ الْغَوْغَآءِ:

هُمُ الَّذِيْنَ اِذَا اجْتَمَعُوْا غَلَبُوْا، وَ اِذَا تَفَرَّقُوْا لَمْ يُعْرَفُوْا.

وَقِيْلَ: بَلْ قَالَ عليه السلام:

هُمُ الَّذِيْنَ اِذَا اجْتَمَعُوْا ضَرُّوْا، وَ اِذَا تَفَرَّقُوْا نَفَعُوْا.

فَقِيْلَ: قَدْ عَرَفْنَا مَضَرَّةَ اجْتِمَاعِهِمْ، فَمَا مَنْفَعَةُ افْتِرَاقِهِمْ؟ فَقَالَ:

يَرْجِعُ اَصْحَابُ الْمِهَنِ اِلٰى مِهَنِهِمْ، فَيَنْتَفِعُ النَّاسُ بِهِمْ، كَرُجُوْعِ الْبَنَّآءِ اِلٰى بِنَآئِهٖ، وَ النَّسَّاجِ اِلٰى مَنْسَجِهٖ، وَ الْخَبَّازِ اِلٰى مَخْبَزِهٖ.

(۱۹۹)

بازاری آدمیوں کی بھیڑ بھاڑ کے بارے میں فرمایا:

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں کہ مجتمع ہوں تو چھا جاتے ہیں اور جب منتشر ہوں تو پہچانے نہیں جاتے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ:

جب اکٹھا ہوتے ہیں تو باعث ضرر ہوتے ہیں اور جب منتشر ہوجاتے ہیں تو فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں۔

لوگوں نے کہا کہ ہمیں ان کے مجتمع ہونے کا نقصان تو معلوم ہے مگر ان کے منتشر ہونے کا فائدہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ:

پیشہ ور اپنے اپنے کاروبار کی طرف پلٹ جاتے ہیں تو لوگ ان کے ذریعہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں، جیسے معمار اپنی (زیر تعمیر) عمارت کی طرف، جولاہا اپنے کاروبار کی جگہ کی طرف اور نانبائی اپنے تنور کی طرف۔

(۲۰۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ اُتِيَ بِجَانٍ وَّ مَعَهٗ غَوْغَآءُ، فَقَالَ:

لَا مَرْحَبًا بِوُجُوْهٍ لَّا تُرٰى اِلَّا عِنْدَ كُلِّ سَوْاَةٍ.

(۲۰۰)

آپؑ کے سامنے ایک مجرم لایا گیا جس کے ساتھ تماشائیوں کا ہجوم تھا تو آپؑ نے فرمایا:

ان چہروں پر پھٹکار کہ جو ہر رسوائی کے موقع پر ہی نظر آتے ہیں۔

(۲۰۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ مَعَ كُلِّ اِنْسَانٍ مَّلَكَيْنِ يَحْفَظَانِهٖ، فَاِذَا جَآءَ الْقَدَرُ خَلَّيَا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَهٗ، وَ اِنَّ الْاَجَلَ جُنَّةٌ حَصِيْنَةٌ.

(۲۰۱)

ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جب موت کا وقت آتا ہے تو وہ اس کے اور موت کے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں، اور بے شک انسان کی مقررہ عمر اس کیلئے ایک مضبوط سپر ہے۔

(۲۰۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ قَدْ قَالَ لَهٗ طَلْحَةُ وَ الزُّبَيْرُ: نُبَايِعُكَ عَلٰۤى اَنَّا شُرَكَآؤُكَ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ:

لَا، وَ لٰكِنَّكُمَا شَرِيْكَانِ فِي الْقُوَّةِ وَ الْاِسْتِعَانَةِ، وَ عَوْنَانِ عَلَى الْعَجْزِ وَ الْاَوَدِ.

(۲۰۲)

طلحہ و زبیر نے حضرتؑ سے کہا کہ ہم اس شرط پر آپؑ کی بیعت کرتے ہیں کہ اس حکومت میں آپؑ کے ساتھ شریک رہیں گے۔ آپؑ نے فرمایا کہ:

نہیں، بلکہ تم تقویت پہنچانے اور ہاتھ بٹانے میں شریک اور عاجزی اور سختی کے موقع پر مددگار رہو گے۔

(۲۰۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَيُّهَا النَّاسُ! اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِنْ قُلْتُمْ سَمِعَ، وَ اِنْ اَضْمَرْتُمْ عَلِمَ، وَ بَادِرُوا الْمَوْتَ الَّذِيْۤ اِنْ هَرَبْتُمْ مِنْهُ اَدْرَكَكُمْ، وَ اِنْ اَقَمْتُمْ اَخَذَكُمْ، وَ اِنْ نَسِيْتُمُوْهُ ذَكَرَكُمْ.

(۲۰۳)

اے لوگو! اس اللہ سے ڈرو کہ اگر تم کچھ کہو تو وہ سنتا ہے اور دل میں چھپا کر رکھو تو وہ جان لیتا ہے۔ اس موت کی طرف بڑھنے کا سرو سامان کرو کہ جس سے بھاگے تو وہ تمہیں پا لے گی اور اگر ٹھہرے تو وہ تمہیں گرفت میں لے لے گی اور اگر تم اسے بھول بھی جاؤ تو وہ تمہیں یاد رکھے گی۔

(۲۰۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يُزَهِّدَنَّكَ فِي الْمَعْرُوْفِ مَنْ لَّا يَشْكُرُهٗ لَكَ، فَقَدْ يَشْكُرُكَ عَلَيْهِ

(۲۰۴)

کسی شخص کا تمہارے حسن سلوک پر شکر گزار نہ ہونا تمہیں نیکی اور بھلائی سے بد دل نہ بنا دے۔ اس لئے کہ بسا اوقات تمہاری اس

مَنْ لَّا يَسْتَمْتِعُ بِشَيْءٍ مِّنْهُ، وَ قَدْ تُدْرِكُ مِنْ شُكْرِ الشَّاكِرِ اَكْثَرَ مِمَّاۤ اَضَاعَ الْكَافِرُ، ﴿وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

بھلائی کی وہ قدر کرے گا جس نے اس سے کچھ فائدہ بھی نہیں اٹھایا اور اس ناشکرے نے جتنا تمہارا حق ضائع کیا ہے اس سے کہیں زیادہ تم ایک قدردان کی قدر دانی حاصل کر لو گے، "اور خدا نیک کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"۔

(۲۰۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كُلُّ وِعَآءٍ يَّضِيْقُ بِمَا جُعِلَ فِيْهِ اِلَّا وِعَآءَ الْعِلْمِ، فَاِنَّهٗ يَتَّسِعُ.

(۲۰۵)

ہر ظرف اس سے کہ جو اس میں رکھا جائے تنگ ہوتا جاتا ہے، مگر علم کا ظرف وسیع ہوتا جاتا ہے۔

(۲۰۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَوَّلُ عِوَضِ الْحَلِيْمِ مِنْ حِلْمِهٖ اَنَّ النَّاسَ اَنْصَارُهٗ عَلَى الْجَاهِلِ.

(۲۰۶)

بردبار کو اپنی بردباری کا پہلا عوض یہ ملتا ہے کہ لوگ جہالت دکھانے والے کے خلاف اس کے طرفدار ہو جاتے ہیں۔

(۲۰۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنْ لَّمْ تَكُنْ حَلِيْمًا فَتَحَلَّمْ، فَاِنَّهٗ قَلَّ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ اِلَّاۤ اَوْشَكَ اَنْ يَّكُوْنَ مِنْهُمْ.

(۲۰۷)

اگر تم بردبار نہیں ہو تو بظاہر بردبار بننے کی کوشش کرو، کیونکہ ایسا کم ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی جماعت سے شباہت اختیار کرے اور ان میں سے نہ ہو جائے۔

(۲۰۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهٗ رَبِحَ، وَ مَنْ غَفَلَ عَنْهَا خَسِرَ، وَ مَنْ خَافَ اَمِنَ، وَ مَنِ اعْتَبَرَ اَبْصَرَ، وَ مَنْ اَبْصَرَ فَهِمَ، وَ مَنْ فَهِمَ عَلِمَ.

(۲۰۸)

جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے وہ فائدہ اٹھاتا ہے اور جو غفلت کرتا ہے وہ نقصان میں رہتا ہے۔ جو ڈرتا ہے وہ (عذاب سے) محفوظ ہو جاتا ہے اور جو عبرت حاصل کرتا ہے وہ بینا ہو جاتا ہے، اور جو بینا ہوتا ہے وہ بافہم ہو جاتا ہے، اور جو بافہم ہوتا ہے اسے علم حاصل ہو جاتا ہے۔

(۲۰۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَتَعْطِفَنَّ الدُّنْيَا عَلَيْنَا بَعْدَ شِمَاسِهَا عَطْفَ الضَّرُوْسِ عَلٰى وَلَدِهَا.

وَ تَلَا عَقِيْبَ ذٰلِكَ:

(۲۰۹)

یہ دنیا منہ زوری دکھانے کے بعد پھر ہماری طرف جھکے گی، جس طرح کاٹنے والی اونٹنی اپنے بچہ کی طرف جھکتی ہے۔

اس کے بعد حضرتؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ﴾.

"ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور انہی کو (اس زمین کا) مالک بنائیں"۔

(۲۱۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِتَّقُوا اللهَ تَقِيَّةَ مَنْ شَمَّرَ تَجْرِيْدًا، وَ جَدَّ تَشْمِيْرًا، وَ كَمَّشَ فِيْ مَهَلٍ، وَ بَادَرَ عَنْ وَّجَلٍ، وَ نَظَرَ فِيْ كَرَّةِ الْمَوْئِلِ، وَ عَاقِبَةِ الْمَصْدَرِ، وَ مَغَبَّةِ الْمَرْجِعِ.

(۲۱۰)

اللہ سے ڈرو اس شخص کے ڈرنے کے مانند جس نے دنیا کی وابستگیوں کو چھوڑ کر دامن گردان لیا، اور دامن گردان کر کوشش میں لگ گیا، اور اچھائیوں کیلئے اس وقفۂ حیات میں تیز گامی کے ساتھ چلا، اور خطروں کے پیش نظر اس نے نیکیوں کی طرف قدم بڑھایا، اور اپنی قرار گاہ اور اپنے اعمال کے نتیجہ اور انجام کار کی منزل پر نظر رکھی۔

(۲۱۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْجُوْدُ حَارِسُ الْاَعْرَاضِ، وَ الْحِلْمُ فِدَامُ السَّفِيْهِ، وَ الْعَفْوُ زَكٰوةُ الظَّفَرِ، وَ السُّلُوُّ عِوَضُكَ مِمَّنْ غَدَرَ، وَ الْاِسْتِشَارَةُ عَيْنُ الْهِدَايَةِ، وَ قَدْ خَاطَرَ مَنِ اسْتَغْنٰى بِرَاْيِهٖ، وَ الصَّبْرُ يُنَاضِلُ الْحِدْثَانَ، وَ الْجَزَعُ مِنْ اَعْوَانِ الزَّمَانِ، وَ اَشْرَفُ الْغِنٰى تَرْكُ الْمُنٰى، وَ كَمْ مِّنْ عَقْلٍ اَسِيْرٍ تَحْتَ هَوٰى اَمِيْرٍ، وَ مِنَ التَّوْفِيْقِ حِفْظُ التَّجْرِبَةِ، وَ الْمَوَدَّةُ قَرَابَةٌ مُّسْتَفَادَةٌ، وَ لَا تَاْمَنَنَّ مَلُوْلًا.

(۲۱۱)

سخاوت، عزت و آبرو کی پاسبان ہے۔ بُردباری احمق کے منہ کا تسمہ ہے۔ درگزر کرنا کامیابی کی زکوٰۃ ہے۔ جو غداری کرے اسے بھول جانا اس کا بدل ہے۔ مشورہ لینا خود صحیح راستہ پا جانا ہے۔ جو شخص اپنی رائے پر اعتماد کر کے بے نیاز ہو جاتا ہے وہ اپنے کو خطرہ میں ڈالتا ہے۔ صبر مصائب و حوادث کا مقابلہ کرتا ہے۔ بیتابی و بیقراری زمانہ کے مدد گاروں میں سے ہے۔ بہترین دولتمندی آرزوؤں سے ہاتھ اٹھا لینا ہے۔ بہت سی غلام عقلیں امیروں کی ہوا و ہوس کے بار میں دبی ہوئی ہیں۔ تجربہ و آزمائش کی نگہداشت حسن توفیق کا نتیجہ ہے۔ دوستی و محبت اکتسابی قرابت ہے۔ جو تم سے رنجیدہ و دل تنگ ہو اس پر اطمینان و اعتماد نہ کرو۔

(۲۱۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عُجْبُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ اَحَدُ حُسَّادِ عَقْلِهٖ.

(۲۱۲)

انسان کی خود پسندی اس کی عقل کے حریفوں میں سے ہے۔

(۲۱۳) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَغْضِ عَلَى الْقَذٰى وَ اِلَّا لَمْ تَرْضَ اَبَدًا.

(۲۱۳)

تکلیف سے چشم پوشی کرو، ورنہ کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔

(۲۱۴) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

مَنْ لَّانَ عُوْدُهٗ كَثُفَتْ اَغْصَانُهٗ.

(۲۱۴)

جس (درخت) کی لکڑی نرم ہو اس کی شاخیں گھنی ہوتی ہیں۔

(۲۱۵) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَلْخِلَافُ يَهْدِمُ الرَّاْىَ.

(۲۱۵)

مخالفت صحیح رائے کو برباد کر دیتی ہے۔

(۲۱۶) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

مَنْ نَّالَ اسْتَطَالَ.

(۲۱۶)

جو منصب پالیتا ہے دست درازی کرنے لگتا ہے۔

(۲۱۷) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

فِيْ تَقَلُّبِ الْاَحْوَالِ عِلْمُ جَوَاهِرِ الرِّجَالِ.

(۲۱۷)

حالات کے پلٹوں ہی میں مردوں کے جوہر کھلتے ہیں۔

(۲۱۸) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

حَسَدُ الصَّدِيْقِ مِنْ سُقْمِ الْمَوَدَّةِ.

(۲۱۸)

دوست کا حسد کرنا دوستی کی خامی ہے۔

(۲۱۹) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَكْثَرُ مَصَارِعِ الْعُقُوْلِ تَحْتَ بُرُوْقِ الْمَطَامِعِ.

(۲۱۹)

اکثر عقلوں کا ٹھوکر کھا کر گرنا طمع و حرص کی بجلیاں چمکنے پر ہوتا ہے۔

(۲۲۰) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

لَيْسَ مِنَ الْعَدْلِ الْقَضَآءُ عَلَى الثِّقَةِ بِالظَّنِّ.

(۲۲۰)

یہ انصاف نہیں ہے کہ صرف ظن و گمان پر اعتماد کرتے ہوئے فیصلہ کیا جائے۔

(۲۲۱) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

بِئْسَ الزَّادُ اِلَى الْمَعَادِ الْعُدْوَانُ عَلَى الْعِبَادِ.

(۲۲۱)

آخرت کیلئے بہت برا توشہ ہے بندگا ن خدا پر ظلم و تعدی کرنا۔

(۲۲۲) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

مِنْ اَشْرَفِ اَعْمَالِ الْكَرِيْمِ غَفْلَتُهٗ عَمَّا يَعْلَمُ.

(۲۲۲)

بلند انسان کے بہترین افعال میں سے یہ ہے کہ وہ ان چیزوں سے چشم پوشی کرے جنہیں وہ جانتا ہے۔

(۲۲۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ كَسَاهُ الْحَيَآءُ ثَوْبَهٗ لَمْ يَرَ النَّاسُ عَيْبَهٗ.

(۲۲۳)

جس پر حیا نے اپنا لباس پہنا دیا ہے اس کے عیب لوگوں کی نظروں کے سامنے نہیں آ سکتے۔

(۲۲٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

بِكَثْرَةِ الصَّمْتِ تَكُوْنُ الْهَيْبَةُ، وَ بِالنَّصَفَةِ يَكْثُرُ الْمُوَاصِلُوْنَ، وَ بِالْاِفْضَالِ تَعْظُمُ الْاَقْدَارُ، وَ بِالتَّوَاضُعِ تَتِمُّ النِّعْمَةُ، وَ بِاحْتِمَالِ الْمُؤَنِ يَجِبُ السُّؤْدَدُ، وَ بِالسِّيْرَةِ الْعَادِلَةِ يُقْهَرُ الْمُنَاوِئُ، وَ بِالْحِلْمِ عَنِ السَّفِيْهِ تَكْثُرُ الْاَنْصَارُ عَلَيْهِ.

(۲۲۴)

زیادہ خاموشی رعب و ہیبت کا باعث ہوتی ہے، اور انصاف سے دوستوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ لطف و کرم سے قدر و منزلت بلند ہوتی ہے۔ جھک کر ملنے سے نعمت تمام ہوتی ہے۔ دوسروں کا بوجھ بٹانے سے لازماً سرداری حاصل ہوتی ہے، اور خوش رفتاری سے کینہ ور دشمن مغلوب ہوتا ہے، اور سر پھرے آدمی کے مقابلہ میں بردباری کرنے سے اس کے مقابلہ میں اپنے طرفدار زیادہ ہو جاتے ہیں۔

(۲۲٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْعَجَبُ لِغَفْلَةِ الْحُسَّادِ عَنْ سَلَامَةِ الْاَجْسَادِ.

(۲۲۵)

تعجب ہے کہ حاسد جسمانی تندرستی پر حسد کرنے سے کیوں غافل ہو گئے۔

(۲۲٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلطَّامِعُ فِيْ وِثَاقِ الذُّلِّ.

(۲۲۶)

طمع کرنے والا ذلت کی زنجیروں میں گرفتار رہتا ہے۔

(۲۲۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ سُئِلَ عَنِ الْاِيْمَانِ فَقَالَ:

اَلْاِيْمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ، وَ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ، وَ عَمَلٌ بِالْاَرْكَانِ.

(۲۲۷)

آپؑ سے ایمان کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ:

ایمان دل سے پہچاننا، زبان سے اقرار کرنا اور اعضا سے عمل کرنا ہے۔

(۲۲۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ اَصْبَحَ عَلَى الدُّنْيَا حَزِيْنًا فَقَدْ اَصْبَحَ لِقَضَآءِ اللّٰهِ سَاخِطًا، وَ مَنْ اَصْبَحَ يَشْكُوْ مُصِيْبَةً نَّزَلَتْ بِهٖ فَقَدْ اَصْبَحَ يَشْكُوْ رَبَّهٗ، وَ مَنْ

(۲۲۸)

جو دنیا کیلئے اندوہناک ہو وہ قضا و قدر الٰہی سے ناراض ہے، اور جو اس مصیبت پر کہ جس میں مبتلا ہے شکوہ کرے تو وہ اپنے پروردگار کا شاکی ہے، اور جو کسی دولت مند کے پاس پہنچ کر اس کی دولتمندی کی وجہ سے جھکے تو اس کا دو تہائی دین

اَتٰى غَنِيًّا فَتَوَاضَعَ لَهٗ لِغِنَاهُ ذَهَبَ ثُلُثَا دِيْنِهٖ، وَ مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَهُوَ مِمَّنْ كَانَ يَتَّخِذُ اٰيَاتِ اللهِ هُزُوًا، وَ مَنْ لَّهِجَ قَلْبُهٗ بِحُبِّ الدُّنْيَا الْتَاطَ قَلْبُهٗ مِنْهَا بِثَلَاثٍ: هَمٍّ لَّا يُغِبُّهٗ، وَ حِرْصٍ لَّا يَتْرُكُهٗ، وَ اَمَلٍ لَّا يُدْرِكُهٗ.

جاتا رہتا ہے، اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرے پھر مر کر دوزخ میں داخل ہو تو وہ ایسے ہی لوگوں میں سے ہو گا جو اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے، اور جس کا دل دنیا کی محبت میں وارفتہ ہو جائے تو اس کے دل میں دنیا کی یہ تین چیزیں پیوست ہو جاتی ہیں: ایسا غم کہ جو اس سے جدا نہیں ہوتا، اور ایسی حرص کہ جو اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی، اور ایسی امید کہ جو بر نہیں آتی۔

(۲۲۹) وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَفٰى بِالْقَنَاعَةِ مُلْكًا، وَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ نَعِيْمًا.

وَ سُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾، فَقَالَ: هِيَ الْقَنَاعَةُ.

(۲۲۹)

قناعت سے بڑھ کر کوئی سلطنت اور خوش خلقی سے بڑھ کر کوئی عیش و آرام نہیں ہے۔

حضرتؑ سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ: "ہم اس کو پاک و پاکیزہ زندگی دیں گے"، آپؑ نے فرمایا کہ: وہ قناعت ہے۔

(۲۳۰) وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

شَارِكُوا الَّذِيْ قَدْ اَقْبَلَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ، فَاِنَّهٗ اَخْلَقُ لِلْغِنٰى، وَ اَجْدَرُ بِاِقْبَالِ الْحَظِّ عَلَيْهِ.

(۲۳۰)

جس کی طرف فراخ روزی رُخ کئے ہوئے ہو اس کے ساتھ شرکت کرو، کیونکہ اس میں دولت حاصل کرنے کا زیادہ امکان اور خوش نصیبی کا زیادہ قرینہ ہے۔

(۲۳۱) وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ اللهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ﴾:

اَلْعَدْلُ الْاِنْصَافُ، وَ الْاِحْسَانُ التَّفَضُّلُ.

(۲۳۱)

خداوند عالم کے ارشاد کے متعلق کہ: "اللہ تمہیں عدل و احسان کا حکم دیتا ہے"، فرمایا:

''عدل'' انصاف ہے اور ''احسان'' لطف و کرم۔

(۲۳۲) وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ يُعْطِ بِالْيَدِ الْقَصِيْرَةِ يُعْطَ بِالْيَدِ الطَّوِيْلَةِ.

(۲۳۲)

جو عاجز و قاصر ہاتھ سے دیتا ہے اسے با اقتدار ہاتھ سے ملتا ہے۔

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ مَعْنٰى ذٰلِكَ: اَنَّ مَا يُنْفِقُهُ الْمَرْءُ مِنْ مَّالِهٖ فِيْ سَبِيْلِ الْخَيْرِ وَ الْبِرِّ وَ اِنْ كَانَ يَسِيْرًا، فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَجْعَلُ الْجَزَآءَ عَلَيْهِ عَظِيْمًا كَثِيْرًا، وَ الْيَدَانِ هٰهُنَا عِبَارَتَانِ عَنِ النِّعْمَتَيْنِ، فَفَرَقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ نِعْمَةِ الْعَبْدِ وَ نِعْمَةِ الرَّبِّ، فَجَعَلَ تِلْكَ قَصِيْرَةً وَّ هٰذِهٖ طَوِيْلَةً، لِاَنَّ نِعَمَ اللّٰهِ اَبَدًا تَضْعُفُ عَلٰى نِعَمِ الْمَخْلُوْقِ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً، اِذْ كَانَتْ نِعَمُ اللّٰهِ اَصْلَ النِّعَمِ كُلِّهَا، فَكُلُّ نِعْمَةٍ اِلَيْهَا تَرْجِعُ، وَ مِنْهَا تُنْزَعُ.

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے مال میں سے جو کچھ خیر و نیکی کی راہ میں خرچ کرتا ہے اگر چہ وہ کم ہو، مگر خداوند عالم اس کا اجر بہت زیادہ قرار دیتا ہے۔ اور اس مقام پر دو ہاتھوں سے مراد دو نعمتیں ہیں۔ اور امیر المومنین علیہ السلام نے بندہ کی نعمت اور پروردگار کی نعمت میں فرق بتایا ہے کہ: وہ تو عجز و قصور کی حامل ہے اور وہ بااقتدار ہے، کیونکہ اللہ کی عطا کردہ نعمتیں مخلوق کی دی ہوئی نعمتوں سے ہمیشہ بدرجہا بڑھی چڑھی ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ اللہ ہی کی نعمتیں تمام نعمتوں کا سر چشمہ ہیں۔ لہٰذا ہر نعمت انہی نعمتوں کی طرف پلٹتی ہے اور انہی سے وجود پاتی ہے۔

(۲۳۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِابْنِهِ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

لَا تَدْعُوَنَّ اِلٰى مُبَارَزَةٍ، وَ اِنْ دُعِيْتَ اِلَيْهَا فَاَجِبْ، فَاِنَّ الدَّاعِيَ بَاغٍ، وَ الْبَاغِيَ مَصْرُوْعٌ.

(۲۳۳)

اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام سے فرمایا:

کسی کو مقابلہ کیلئے خود نہ للکارو۔ ہاں اگر دوسرا للکارے تو فوراً جواب دو۔ اس لئے کہ جنگ کی خود سے دعوت دینے والا زیادتی کرنے والا ہے اور زیادتی کرنے والا تباہ ہوتا ہے۔

(۲۳٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خِيَارُ خِصَالِ النِّسَآءِ شِرَارُ خِصَالِ الرِّجَالِ: الزَّهْوُ وَ الْجُبْنُ وَ الْبُخْلُ.

فَاِذَا كَانَتِ الْمَرْاَةُ مَزْهُوَّةً لَّمْ تُمَكِّنْ مِّنْ نَّفْسِهَا، وَ اِذَا كَانَتْ بَخِيْلَةً حَفِظَتْ مَالَهَا وَ مَالَ بَعْلِهَا، وَ اِذَا كَانَتْ جَبَانَةً فَرِقَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَّعْرِضُ لَهَا.

(۲۳۴)

عورتوں کی بہترین خصلتیں وہ ہیں جو مردوں کی بدترین صفتیں ہیں: غرور، بزدلی اور کنجوسی:

اس لئے کہ عورت جب مغرور ہو گی تو وہ کسی کو اپنے نفس پر قابو نہ دے گی، اور کنجوس ہو گی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی، اور بزدل ہو گی تو وہ ہر اس چیز سے ڈرے گی جو پیش آئے گی۔

(۲۳۵) وَقِيۡلَ لَهٗ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

صِفۡ لَنَا الۡعَاقِلَ. فَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ :
هُوَ الَّذِيۡ يَضَعُ الشَّيۡءَ مَوَاضِعَهٗ.
فَقِيۡلَ: فَصِفۡ لَنَا الۡجَاهِلَ. فَقَالَ:
قَدۡ فَعَلۡتُ.

قَالَ الرَّضِيُّ: يَعۡنِيۡ: اَنَّ الۡجَاهِلَ هُوَ الَّذِيۡ لَا يَضَعُ الشَّيۡءَ مَوَاضِعَهٗ، فَكَانَ تَرۡكُ صِفَتِهٖ صِفَةٌ لَّهٗ، اِذۡ كَانَ بِخِلَافِ وَصۡفِ الۡعَاقِلِ.

(۲۳۵)

آپؑ سے عرض کیا گیا کہ عقلمند کے اوصاف بیان کیجئے! فرمایا:
عقلمند وہ ہے جو ہر چیز کو اس کے موقع ومحل پر رکھے۔
پھر آپؑ سے کہا گیا کہ جاہل کا وصف بتائیے تو فرمایا کہ:
میں بیان کر چکا۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: مقصد یہ ہے کہ جاہل وہ ہے جو کسی چیز کو اس کے موقع ومحل پر نہ رکھے۔ گویا حضرتؑ کا اسے نہ بیان کرنا ہی بیان کرنا ہے، کیونکہ اس کے اوصاف عقلمند کے اوصاف کے برعکس ہیں۔

(۲۳۶) وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

وَاللّٰهِ لَدُنۡيَاكُمۡ هٰذِهٖ اَهۡوَنُ فِيۡ عَيۡنِيۡ مِنۡ عِرَاقِ خِنۡزِيۡرٍ فِيۡ يَدِ مَجۡذُوۡمٍ.

(۲۳۶)

خدا کی قسم! تمہاری یہ دنیا میرے نزدیک سور کی ان انتڑیوں سے بھی زیادہ ذلیل ہے جو کسی کوڑھی کے ہاتھ میں ہوں۔

(۲۳۷) وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

اِنَّ قَوۡمًا عَبَدُوا اللّٰهَ رَغۡبَةً فَتِلۡكَ عِبَادَةُ التُّجَّارِ، وَ اِنَّ قَوۡمًا عَبَدُوا اللّٰهَ رَهۡبَةً فَتِلۡكَ عِبَادَةُ الۡعَبِيۡدِ، وَ اِنَّ قَوۡمًا عَبَدُوا اللّٰهَ شُكۡرًا فَتِلۡكَ عِبَادَةُ الۡاَحۡرَارِ.

(۲۳۷)

ایک جماعت نے اللہ کی عبادت ثواب کی رغبت وخواہش کے پیش نظر کی، یہ سودا کرنے والوں کی عبادت ہے، اور ایک جماعت نے خوف کی وجہ سے اس کی عبادت کی، یہ غلاموں کی عبادت ہے، اور ایک جماعت نے از روئے شکر و سپاس گزاری اس کی عبادت کی، یہ آزادوں کی عبادت ہے۔

(۲۳۸) وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

اَلۡمَرۡاَةُ شَرٌّ كُلُّهَا، وَ شَرُّ مَا فِيۡهَا اَنَّهٗ لَا بُدَّ مِنۡهَا.

(۲۳۸)

عورت سراپا برائی ہے اور سب سے بڑی برائی اس میں یہ ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔

(۲۳۹) وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

مَنۡ اَطَاعَ التَّوَانِيَ ضَيَّعَ الۡحُقُوۡقَ، وَ مَنۡ اَطَاعَ الۡوَاشِيَ ضَيَّعَ الصَّدِيۡقَ.

(۲۳۹)

جو شخص سستی وکاہلی کرتا ہے وہ اپنے حقوق کو ضائع و برباد کر دیتا ہے، اور جو چغل خور کی بات پر اعتماد کرتا ہے وہ دوست کو اپنے ہاتھ سے کھو دیتا ہے۔

(۲٤٠) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْحَجَرُ الْغَصِيْبُ فِي الدَّارِ رَهْنٌ عَلٰى خَرَابِهَا.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ يُرْوٰى هٰذَا الْكَلَامُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَ لَا عَجَبَ اَنْ يَّشْتَبِهَ الْكَلَامَانِ، لِاَنَّ مُسْتَقَاهُمَا مِنْ قَلِيْبٍ، وَ مَفْرَغَهُمَا مِنْ ذُنُوْبٍ.

(۲۴۰)

گھر میں ایک غصبی پتھر کا لگانا اس کی ضمانت ہے کہ وہ تباہ و برباد ہو کر رہے گا۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: ایک روایت میں یہ کلام رسالت مآب ﷺ سے منقول ہوا ہے اور اس میں تعجب ہی کیا کہ دونوں کے کلام ایک دوسرے کے مثل ہوں، کیونکہ دونوں کا سرچشمہ تو ایک ہی ہے۔

(۲٤١) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَوْمُ الْمَظْلُوْمِ عَلَى الظَّالِمِ اَشَدُّ مِنْ يَوْمِ الظَّالِمِ عَلَى الْمَظْلُوْمِ.

(۲۴۱)

مظلوم کے ظالم پر قابو پانے کا دن اس دن سے کہیں زیادہ سخت ہو گا جس میں ظالم مظلوم کے خلاف اپنی طاقت دکھاتا ہے۔

(۲٤٢) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِتَّقِ اللّٰهَ بَعْضَ التُّقٰى وَ اِنْ قَلَّ، وَ اجْعَلْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللّٰهِ سِتْرًا وَ اِنْ رَقَّ.

(۲۴۲)

اللہ سے کچھ تو ڈرو! چاہے وہ کم ہی ہو، اور اپنے اور اللہ کے درمیان کچھ تو پردہ رکھو! چاہے وہ باریک ہی سا ہو۔

(۲٤٣) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِذَا ازْدَحَمَ الْجَوَابُ خَفِيَ الصَّوَابُ.

(۲۴۳)

جب (ایک سوال کیلئے) جوابات کی بہتات ہو جائے تو صحیح بات چھپ جایا کرتی ہے۔

(۲٤٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ لِلّٰهِ فِيْ كُلِّ نِعْمَةٍ حَقًّا، فَمَنْ اَدَّاهُ زَادَهٗ مِنْهَا، وَ مَنْ قَصَّرَ عَنْهُ خَاطَرَ بِزَوَالِ نِعْمَتِهٖ.

(۲۴۴)

بے شک اللہ تعالیٰ کیلئے ہر نعمت میں ایک حق ہے، تو جو اس حق کو ادا کرتا ہے اللہ اس کیلئے نعمت کو اور بڑھاتا ہے، اور جو کوتاہی کرتا ہے وہ موجودہ نعمت کو بھی خطرہ میں ڈالتا ہے۔

(۲٤٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِذَا كَثُرَتِ الْمَقْدُرَةُ قَلَّتِ الشَّهْوَةُ.

(۲۴۵)

جب مقدرت زیادہ ہو جاتی ہے تو خواہش کم ہو جاتی ہے۔

(۲٤٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِحْذَرُوْا نِفَارَ النِّعَمِ، فَمَا كُلُّ شَارِدٍ

(۲۴۶)

نعمتوں کے زائل ہونے سے ڈرتے رہو، کیونکہ ہر بے قابو ہو کر

بِمَرْدُوْدٍ.

نکل جانے والی چیز پلٹا نہیں کرتی۔

(۲۴۷) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَلْكَرَمُ اَعْطَفُ مِنَ الرَّحِمِ.

(۲۴۷)

جذبۂ کرم رابطۂ قرابت سے زیادہ لطف ومہربانی کا سبب ہوتا ہے۔

(۲۴۸) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

مَنْ ظَنَّ بِكَ خَيْرًا فَصَدِّقْ ظَنَّهٗ.

(۲۴۸)

جوتم سے حسن ظن رکھے اس کے گمان کو سچا ثابت کرو۔

(۲۴۹) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ مَاۤ اَكْرَهْتَ نَفْسَكَ عَلَيْهِ.

(۲۴۹)

بہترین عمل وہ ہے جس کے بجالانے پر تمہیں اپنے نفس کو مجبور کرنا پڑے۔

(۲۵۰) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

عَرَفْتُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ بِفَسْخِ الْعَزَآئِمِ، وَ حَلِّ الْعُقُوْدِ، وَ نَقْضِ الْهِمَمِ.

(۲۵۰)

میں نے اللہ سبحانہ کو پہچانا ارادوں کے ٹوٹ جانے، نیتوں کے بدل جانے اور ہمتوں کے پست ہوجانے سے۔

(۲۵۱) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

مَرَارَةُ الدُّنْيَا حَلَاوَةُ الْاٰخِرَةِ، وَ حَلَاوَةُ الدُّنْيَا مَرَارَةُ الْاٰخِرَةِ.

(۲۵۱)

دنیا کی تلخی آخرت کی خوشگواری ہے اور دنیا کی خوشگواری آخرت کی تلخی ہے۔

(۲۵۲) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

فَرَضَ اللّٰهُ الْاِيْمَانَ تَطْهِيْرًا مِّنَ الشِّرْكِ، وَ الصَّلٰوةَ تَنْزِيْهًا عَنِ الْكِبْرِ، وَ الزَّكٰوةَ تَسْبِيْبًا لِّلرِّزْقِ، وَ الصِّيَامَ ابْتِلَآءً لِّاِخْلَاصِ الْخَلْقِ، وَ الْحَجَّ تَقْوِيَةً لِّلدِّيْنِ، وَ الْجِهَادَ عِزًّا لِّلْاِسْلَامِ، وَ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ مَصْلَحَةً لِّلْعَوَامِّ، وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ رَدْعًا لِّلسُّفَهَآءِ، وَ صِلَةَ الرَّحِمِ مَنْمَاةً لِّلْعَدَدِ، وَ الْقِصَاصَ حَقْنًا لِّلدِّمَآءِ، وَ اِقَامَةَ الْحُدُوْدِ اِعْظَامًا لِّلْمَحَارِمِ، وَ تَرْكَ شُرْبِ الْخَمْرِ

(۲۵۲)

خداوند عالم نے ایمان کا فریضہ عائد کیا شرک کی آلودگیوں سے پاک کرنے کیلئے، اور نماز کو فرض کیا رعونت سے بچانے کیلئے، اور زکوٰۃ کو رزق کے اضافہ کا سبب بنانے کیلئے، اور روزہ کو مخلوق کے اخلاص کو آزمانے کیلئے اور حج کو دین کے تقویت پہنچانے کیلئے، اور جہاد کو اسلام کو سرفرازی بخشنے کیلئے، اور امر بالمعروف کو اصلاحِ خلائق کیلئے، اور نہی عن المنکر کو سرپھروں کی روک تھام کیلئے، اور حقوقِ قرابت کے ادا کرنے کو (یار و انصار کی) گنتی بڑھانے کیلئے، اور قصاص کو خونریزی کے انسداد کیلئے، اور حدود شرعیہ کے اجراء کو محرمات کی اہمیت قائم کرنے کیلئے، اور شراب خوری کے ترک کو عقل

تَحْصِيْنًا لِّلْعَقْلِ، وَ مُجَانَبَةَ السَّرِقَةِ اِيْجَابًا لِّلْعِفَّةِ، وَ تَرْكَ الزِّنٰى تَحْصِيْنًا لِّلنَّسَبِ، وَ تَرْكَ اللِّوَاطِ تَكْثِيْرًا لِّلنَّسْلِ، وَ الشَّهَادَةَ اسْتِظْهَارًا عَلَى الْمُجَاحَدَاتِ، وَ تَرْكَ الْكَذِبِ تَشْرِيْفًا لِّلصِّدْقِ، وَ السَّلَامَ اَمَانًا مِّنَ الْمَخَاوِفِ، وَ الْاَمَانَاتِ نِظَامًا لِّلْاُمَّةِ، وَ الطَّاعَةَ تَعْظِيْمًا لِّلْاِمَامَةِ.

کی حفاظت کیلئے، اور چوری سے پرہیز کو پاک بازی کا باعث ہونے کیلئے، اور زنا کاری سے بچنے کو نسب کے محفوظ رکھنے کیلئے، اور اغلام کے ترک کو نسل بڑھانے کیلئے، اور گواہی کو انکارِ حقوق کے مقابلہ میں ثبوت مہیا کرنے کیلئے، اور جھوٹ سے علیحدگی کو سچائی کا شرف آشکارا کرنے کیلئے، اور قیامِ امن کو خطروں سے تحفظ کیلئے، اور امانتوں کی حفاظت کو اُمت کا نظام درست رکھنے کیلئے، اور اطاعت کو امامت کی عظمت ظاہر کرنے کیلئے۔

(٢٥٣) وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَقُوْلُ عليه السلام:

اَحْلِفُوا الظَّالِمَ ـ اِذَا اَرَدْتُّمْ يَمِيْنَهٗ ـ بِاَنَّهٗ بَرِيْٓءٌ مِّنْ حَوْلِ اللهِ وَ قُوَّتِهٖ، فَاِنَّهٗ اِذَا حَلَفَ بِهَا كَاذِبًا عُوْجِلَ الْعُقُوْبَةَ، وَ اِذَا حَلَفَ: بِاللهِ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَمْ يُعَاجَلْ، لِاَنَّهٗ قَدْ وَحَّدَ اللّٰهَ تَعَالٰى.

(۲۵۳)

آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ:

اگر کسی ظالم سے قسم لینا ہو تو اس سے اس طرح حلف اٹھواؤ کہ: وہ اللہ کی قوت و توانائی سے بری ہے؟ کیونکہ جب وہ اس طرح جھوٹی قسم کھائے گا تو جلد اس کی سزا پائے گا اور جب یوں قسم کھائے کہ: ''قسم اُس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں'' تو جلد اس کی گرفت نہ ہوگی، کیونکہ اُس نے اللہ کو وحدت و یکتائی کے ساتھ یاد کیا ہے۔

(٢٥٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَا بْنَ اٰدَمَ! كُنْ وَّصِيَّ نَفْسِكَ فِيْ مَالِكَ، وَ اعْمَلْ فِيْهِ مَا تُؤْثِرُ اَنْ يُّعْمَلَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِكَ.

(۲۵۴)

اے فرزند آدم! اپنے مال میں اپنا وصی خود بن اور جو تو چاہتا ہے کہ تیرے بعد تیرے مال میں سے خیر خیرات کی جائے وہ خود انجام دے دے۔

(٢٥٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْحِدَّةُ ضَرْبٌ مِّنَ الْجُنُوْنِ، لِاَنَّ صَاحِبَهَا يَنْدَمُ، فَاِنْ لَّمْ يَنْدَمْ فَجُنُوْنُهٗ مُسْتَحْكَمٌ.

(۲۵۵)

غصہ ایک قسم کی دیوانگی ہے، کیونکہ غصہ ور بعد میں پشیمان ضرور ہوتا ہے اور اگر پشیمان نہیں ہوتا تو اُس کی دیوانگی پختہ ہے۔

(٢٥٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

صِحَّةُ الْجَسَدِ مِنْ قِلَّةِ الْحَسَدِ.

(۲۵۶)

حسد کی کمی بدن کی تندرستی کا سبب ہے۔

(۲۵۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِكُمَيْلِ بْنِ زِيَادٍ النَّخَعِيِّ:

يَا كُمَيْلُ! مُرْ اَهْلَكَ اَنْ يَّرُوْحُوْا فِيْ كَسْبِ الْمَكَارِمِ، وَ يُدْلِجُوْا فِيْ حَاجَةِ مَنْ هُوَ نَآئِمٌ، فَوَالَّذِيْ وَسِعَ سَمْعُهُ الْاَصْوَاتَ مَا مِنْ اَحَدٍ اَوْدَعَ قَلْبًا سُرُوْرًا اِلَّا وَ خَلَقَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ ذٰلِكَ السُّرُوْرِ لُطْفًا، فَاِذَا نَزَلَتْ بِهٖ نَآئِبَةٌ جَرٰى اِلَيْهَا كَالْمَآءِ فِيْ انْحِدَارِهٖ، حَتّٰى يَطْرُدَهَا عَنْهُ كَمَا تُطْرَدُ غَرِيْبَةُ الْاِبِلِ.

(۲۵۷)

کمیل ابن زیاد نخعی سے فرمایا:

اے کمیل! اپنے عزیز و اقارب کو ہدایت کرو کہ وہ اچھی خصلتوں کو حاصل کرنے کیلئے دن کے وقت نکلیں اور رات کو سو جانے والے کی حاجت روائی کو چل کھڑے ہوں۔ اُس ذات کی قسم جس کی قوتِ شنوائی تمام آوازوں پر حاوی ہے! جس کسی نے بھی کسی کے دل کو خوش کیا تو اللہ اُس کیلئے اُس سرور سے ایک لطفِ خاص خلق فرمائے گا کہ جب بھی اُس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ نشیب میں بہنے والے پانی کی طرح تیزی سے بڑھے اور اجنبی اونٹوں کو ہنکانے کی طرح اس مصیبت کو ہنکا کر دور کر دے۔

(۲۵۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِذَآ اَمْلَقْتُمْ فَتَاجِرُوا اللّٰهَ بِالصَّدَقَةِ.

(۲۵۸)

جب تنگدست ہو جاؤ تو صدقہ کے ذریعہ اللہ سے تجارت کرو۔

(۲۵۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْوَفَآءُ لِاَهْلِ الْغَدْرِ غَدْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ، وَ الْغَدْرُ بِاَهْلِ الْغَدْرِ وَفَآءٌ عِنْدَ اللّٰهِ.

(۲۵۹)

غداروں سے وفا کرنا اللہ کے نزدیک غداری ہے اور غداروں کے ساتھ غداری کرنا اللہ کے نزدیک عین وفا ہے۔

(۲۶۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَمْ مِّنْ مُّسْتَدْرَجٍ بِالْاِحْسَانِ اِلَيْهِ، وَ مَغْرُوْرٍ بِالسَّتْرِ عَلَيْهِ، وَ مَفْتُوْنٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيْهِ، وَ مَا ابْتَلَى اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَحَدًا بِمِثْلِ الْاِمْلَآءِ لَهٗ.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ قَدْ مَضٰى هٰذَا الْكَلَامُ فِيْمَا تَقَدَّمَ، اِلَّآ اَنَّ فِيْهِ هٰهُنَا زِيَادَةٌ جَيِّدَةٌ مُّفِيْدَةٌ.

(۲۶۰)

کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں نعمتیں دے کر رفتہ رفتہ عذاب کا مستحق بنایا جاتا ہے اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں کہ جو اللہ کی پردہ پوشی سے دھوکا کھائے ہوئے ہیں اور اپنے بارے میں اچھے الفاظ سن کر فریب میں پڑ گئے۔ اور مہلت دینے سے زیادہ اللہ کی جانب سے کوئی بڑی آزمائش نہیں۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: یہ کلام پہلے بھی گزر چکا ہے، مگر یہاں اس میں کچھ عمدہ اور مفید اضافہ ہے۔

فَصْلٌ

نَذْكُرُ فِيْهِ شَيْئًا مِنِ اخْتِيَارِ غَرِيْبِ كَلَامِهِ الْمُحْتَاجِ اِلَى التَّفْسِيْرِ:

(١) فِيْ حَدِيْثِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ ضَرَبَ يَعْسُوْبُ الدِّيْنِ بِذَنَبِهٖ، فَيَجْتَمِعُوْنَ اِلَيْهِ كَمَا يَجْتَمِعُ قَزَعُ الْخَرِيْفِ.

قَالَ الرَّضِیُّ: اَلْيَعْسُوْبُ: السَّيِّدُ الْعَظِيْمُ الْمَالِكُ لِاُمُوْرِ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ وَ الْقَزَعُ: قَطَعُ الْغَيْمِ الَّتِیْ لَا مَآءَ فِيْهَا.

(٢) وَفِيْ حَدِيْثِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ

هٰذَا الْخَطِيْبُ الشَّحْشَحُ.

يُرِيْدُ الْمَاهِرَ بِالْخُطْبَةِ الْمَاضِیَ فِيْهَا، وَ كُلُّ مَاضٍ فِیْ كَلَامٍ اَوْ سَيْرٍ فَهُوَ شَحْشَحٌ. وَ الشَّحْشَحُ فِیْ غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ الْبَخِيْلُ الْمُمْسِكُ.

(٣) وَفِيْ حَدِيْثِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ لِلْخُصُوْمَةِ قُحَمًا.

يُرِيْدُ بِالْقُحَمِ الْمَهَالِكَ، لِاَنَّهَا تُقْحِمُ اَصْحَابَهَا فِي الْمَهَالِكِ وَ الْمَتَالِفِ فِي الْاَكْثَرِ، وَ مِنْ ذٰلِكَ «قُحْمَةُ الْاَعْرَابِ»، وَ هُوَ اَنْ تُصِيْبَهُمُ السَّنَةُ فَتَتَعَرَّقَ اَمْوَالَهُمْ، فَذٰلِكَ تَقَحُّمُهَا فِيْهِمْ. وَ قِيْلَ فِيْهِ وَجْهٌ اٰخَرُ،

فصل

اس میں ہم امیر المومنین علیہ السلام کا وہ مشکل و دقیق کلام منتخب کر کے درج کریں گے جو محتاج تشریح ہے:

[۱]

جب وہ وقت آئے گا تو دین کا یعسوب اپنی جگہ پر قرار پائے گا اور لوگ اس طرح سمٹ کر اس طرف بڑھیں گے جس طرح موسم خریف کے قزع جمع ہو جاتے ہیں۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: ''یعسوب'' سے وہ بلند مرتبہ سردار مراد ہے جو اس دن لوگوں کے معاملات کا مالک و مختار ہو گا اور ''قزع'' اَبر کی ان ٹکڑیوں کو کہتے ہیں جن میں پانی نہ ہو۔

[۲]

یہ خطیب شحشح۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: ''شحشح'' کے معنی خطیب ماہر و شعلہ بیان کے ہیں اور جو زبان آوری یا رفتار میں رواں ہو اسے ''شحشح'' کہا جاتا ہے اور دوسرے مقام پر اس کے معنی بخیل اور کنجوس کے ہوتے ہیں۔

[۳]

لڑائی جھگڑے کا نتیجہ قحم ہوتے ہیں۔

(سید رضیؒ کہتے ہیں کہ:) ''قحم'' سے تباہیاں مراد ہیں، کیونکہ (اِقحام کے معنی ڈھکیلنے کے ہیں اور) لڑائی جھگڑا عموماً لڑنے جھگڑنے والوں کو مہلکوں اور تباہیوں میں ڈھکیل دیتا ہے۔ اور اسی سے ''قحمۃ الاعراب'' (کالفظ) ماخوذ ہے اور وہ یہ ہوتی ہے کہ بادیہ نشین عرب خشک سالیوں میں اس طرح مبتلا ہو جائیں کہ ان کے چوپائے صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو کر رہ جائیں اور یہی اس بلا کا انہیں ڈھکیل دینا ہے۔ اور اس کی ایک اور بھی توجیہ کی گئی ہے اور وہ

وَ هُوَ اَنَّهَا تُقْحِمُهُمْ بِلَادَ الرِّيْفِ، اَىْ: تُحْوِجُهُمْ اِلٰى دُخُوْلِ الْحَضَرِ عِنْدَ مُحُوْلِ الْبَدْوِ.

یہ کہ: سختی و شدت چونکہ انہیں شاداب حصوں کی طرف ڈھکیل دیتی ہے، یعنی صحرائی زندگی کی سختی و قحط سالی انہیں شہروں میں چلے جانے پر مجبور کر دیتی ہے، (اس لئے اسے ''قُحمَۃ'' کہا جاتا ہے)۔

(٤) وَفِىْ حَدِيْثِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ

[۴]

اِذَا بَلَغَ النِّسَآءُ نَصَّ الْحَقَآئِقِ فَالْعَصَبَةُ اَوْلٰى.

جب لڑکیاں نص الحقائق کو پہنچ جائیں تو اُن کیلئے ددھیالی رشتہ دار زیادہ حق رکھتے ہیں۔

وَ يُرْوٰى: نَصُّ الْحِقَاقِ.

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: ''نص الحقائق'' کی جگہ ''نص الحقاق'' بھی وارد ہوا ہے۔

وَ النَّصُّ: مُنْتَهَى الْاَشْيَآءِ وَ مَبْلَغُ اَقْصَاهَا كَالنَّصِّ فِى السَّيْرِ، لِاَنَّهٗ اَقْصٰى مَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ الدَّآبَّةُ. وَ تَقُوْلُ: نَصَصْتُ الرَّجُلَ عَنِ الْاَمْرِ، اِذَا اسْتَقْصَيْتَ مَسْئَلَتَهٗ عَنْهُ، لِتَسْتَخْرِجَ مَا عِنْدَهٗ فِيْهِ. فَـ «نَصُّ الْحِقَاقِ» يُرِيْدُ بِهِ الْاِدْرَاكَ، لِاَنَّهٗ مُنْتَهَى الصِّغَرِ، وَ الْوَقْتُ الَّذِىْ يَخْرُجُ مِنْهُ الصَّغِيْرُ اِلٰى حَدِّ الْكَبِيْرِ، وَ هُوَ مِنْ اَفْصَحِ الْكِنَايَاتِ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ وَ اَغْرَبِهَا. يَقُوْلُ: فَاِذَا بَلَغَ النِّسَآءُ ذٰلِكَ، فَالْعَصَبَةُ اَوْلٰى بِالْمَرْاَةِ مِنْ اُمِّهَا اِذَا كَانُوْا مَحْرَمًا، مِثْلَ الْاِخْوَةِ وَ الْاَعْمَامِ، وَ بِتَزْوِيْجِهَا اِنْ اَرَادُوْا ذٰلِكَ.

''نص'' چیزوں کی انتہا اور اُن کی آخری حد کو کہتے ہیں۔ جیسے چوپایہ کی وہ انتہائی رفتار کہ جو وہ دوڑ سکتا ہے ''نص'' کہلاتی ہے اور یونہی «نَصَصْتُ الرَّجُلَ عَنِ الْاَمْرِ» اس موقع پر کہا جائے گا جب کسی شخص سے پوری طرح پوچھ گچھ کرنے کے بعد اس سے سب کچھ اُگلوا لیا ہو۔ تو حضرتؑ نے ''نص الحقاق'' سے حدِ کمال تک پہنچنا مراد لیا ہے کہ جو بچپن کی حدِ آخر اور وہ زمانہ ہوتا ہے کہ کم سن کم سنی کے حدود سے نکل کر بڑوں کی صف میں داخل ہوتا ہے اور یہ بلوغ کیلئے نہایت فصیح اور بہت عجیب کنایہ ہے۔ حضرتؑ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ: جب لڑکیاں اس حد تک پہنچ جائیں تو ددھیالی رشتہ دار جبکہ وہ محرم بھی ہوں، جیسے بھائی اور چچا، وہ ان کا رشتہ کہیں کرنا چاہیں تو وہ ان کی ماں سے زیادہ رشتہ کے انتخاب کا حق رکھتے ہیں۔

وَ «الْحِقَاقُ»: مُحَاقَّةُ الْاُمِّ لِلْعَصَبَةِ فِى الْمَرْاَةِ، وَ هُوَ الْجِدَالُ وَ الْخُصُوْمَةُ وَ قَوْلُ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا لِلْاٰخَرِ: «اَنَا اَحَقُّ مِنْكَ بِهٰذَا»، يُقَالُ مِنْهُ: حَاقَقْتُهٗ حِقَاقًا مِثْلَ جَادَلْتُهٗ جِدَالًا.

اور ''حقاق'' سے (لڑکی کی) ماں کا ددھیالی رشتہ داروں سے جھگڑنا مراد ہے اور ہر ایک کا اپنے کو دوسرے سے زیادہ حقدار ثابت کرنا ہے۔ اور اسی سے ''حاققتہ حقاقا'' بروزن ''جادلتہ جدالا'' ہے۔ یعنی میں نے اس سے لڑائی جھگڑا کیا۔

وَ قَدْ قِيْلَ: اِنَّ نَصَّ الْحِقَاقِ بُلُوْغُ الْعَقْلِ، وَ هُوَ الْاِدْرَاكُ، لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّمَاۤ اَرَادَ مُنْتَهَى

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''نص الحقاق'' سے مراد بلوغ عقل اور حدِ رشد و کمال تک پہنچنا ہے۔ کیونکہ حضرتؑ نے وہ زمانہ مراد لیا ہے کہ جس میں لڑکی پر

الْاَمْرِ الَّذِيْ تَجِبُ فِيْهِ الْحُقُوْقُ وَ الْاَحْكَامُ، وَ مَنْ رَّوَاهُ نَصَّ الْحَقَآئِقِ، فَاِنَّمَآ اَرَادَ جَمْعَ حَقِيْقَةٍ.

هٰذَا مَعْنٰى مَا ذَكَرَهٗ اَبُوْ عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَّامٍ وَّ الَّذِيْ عِنْدِيْ: اَنَّ الْمُرَادَ بِنَصِّ الْحِقَاقِ هٰهُنَا بُلُوْغُ الْمَرْاَةِ اِلَى الْحَدِّ الَّذِيْ يَجُوْزُ فِيْهِ تَزْوِيْجُهَا وَ تَصَرُّفُهَا فِيْ حُقُوْقِهَا، تَشْبِيْهًا بِالْحِقَاقِ مِنَ الْاِبِلِ، وَ هِيَ جَمْعُ حِقَّةٍ وَّ حِقٍّ، وَ هُوَ الَّذِي اسْتَكْمَلَ ثَلَاثَ سِنِيْنَ وَ دَخَلَ فِي الرَّابِعَةِ، وَ عِنْدَ ذٰلِكَ يَبْلُغُ اِلَى الْحَدِّ الَّذِيْ يُتَمَكَّنُ فِيْهِ مِنْ رُّكُوْبِ ظَهْرِهٖ وَ نَصِّهٖ فِي السَّيْرِ، وَ الْحَقَآئِقُ اَيْضًا جَمْعُ حِقَّةٍ، فَالرِّوَايَتَانِ جَمِيْعًا تَرْجِعَانِ اِلٰى مَعْنًى وَّاحِدٍ، وَ هٰذَا اَشْبَهُ بِطَرِيْقَةِ الْعَرَبِ مِنَ الْمَعْنَى الْمَذْكُوْرِ اَوَّلًا.

(٥) وَفِيْ حَدِيْثِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ الْاِيْمَانَ يَبْدُوْ لُمْظَةً فِي الْقَلْبِ، كُلَّمَا ازْدَادَ الْاِيْمَانُ ازْدَادَتِ اللُّمْظَةُ.

وَ اللُّمْظَةُ مِثْلُ النُّكْتَةِ اَوْ نَحْوِهَا مِنَ الْبَيَاضِ. وَ مِنْهُ قِيْلَ: فَرَسٌ اَلْمَظُ، اِذَا كَانَ بِجَحْفَلَتِهٖ شَيْءٌ مِّنَ الْبَيَاضِ.

(٦) وَفِيْ حَدِيْثِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا كَانَ لَهُ الدَّيْنُ الظَّنُوْنُ يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يُّزَكِّيَهٗ لِمَا مَضٰى اِذَا قَبَضَهٗ.

فَـ «الظَّنُوْنُ»: الَّذِيْ لَا يَعْلَمُ صَاحِبُهٗ اَيَقْبِضُهٗ مِنَ الَّذِيْ هُوَ عَلَيْهِ اَمْ لَا، فَكَاَنَّهُ الَّذِيْ

حقوق و فرائض عائد ہو جاتے ہیں اور جس نے ”نص الحقائق“ کی روایت کی ہے اس نے ”حقائق“ کو حقیقت کی جمع لیا ہے۔

یہ مفاد ہے اس کا جو ابوعبیدہ قاسم ابن سلام نے کہا ہے۔ مگر میرے خیال میں اس مقام پر ”نص الحقاق“ سے مراد یہ ہے کہ لڑکیاں اس حد تک پہنچ جائیں کہ جس میں ان کیلئے عقد اور اپنے حقوق کا خود استعمال جائز ہوتا ہے۔ اس طرح اسے سہ سالہ اُونٹنیوں سے تشبیہ دی گئی ہے اور ”حقاق“، حق اور حقہ کی جمع ہے۔ یہ اس اُونٹنی اور اُونٹ کو کہتے ہیں جو تین سال ختم کرنے کے بعد چوتھے سال میں داخل ہو، اور اُونٹ اُس عمر میں سواری اور تیز دوڑانے کے قابل ہو جاتے ہیں اور ”حقائق“ بھی ”حقہ“ کی جمع ہے۔ اس بنا پر دونوں روایتوں کے ایک ہی معنی ہوں گے۔ اور یہ معنی جو ہم نے بیان کئے ہیں، پہلے معنی سے زیادہ اسلوب کلام عرب سے میل کھاتے ہیں۔

[۵]

ایمان ایک ”لُمظہ“ کی صورت سے دل میں ظاہر ہوتا ہے۔ جوں جوں ایمان بڑھتا ہے وہ ”لمظہ“ بھی بڑھتا جاتا ہے۔

(سیّد رضیؒ کہتے ہیں کہ:) ”لُمظہ“ سفید نُقطہ یا اُس کے مانند سفید نشان کو کہتے ہیں اور اسی سے ”فرس المظ“ اُس گھوڑے کو کہا جاتا ہے جس کے نیچے کے ہونٹ پر کچھ سفیدی ہو۔

[۶]

جو شخص کوئی ”دین ظنون“ وصول کرے تو جتنے سال اس پر گزر رے ہوں گے ان کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔

(سید رضیؒ کہتے ہیں کہ:) ”دین ظنون“ وہ قرضہ ہوتا ہے کہ قرض خواہ یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ وہ اسے وصول ہو گا یا نہیں، کبھی امید

يَظُنُّ بِهٖ، فَمَرَّةً يَّرْجُوْهُ، وَ مَرَّةً لَّا يَرْجُوْهُ. وَ هُوَ مِنْ اَفْصَحِ الْكَلَامِ، وَ كَذٰلِكَ كُلُّ اَمْرٍ تَطْلُبُهٗ وَ لَا تَدْرِیْ عَلٰى اَیِّ شَیْءٍ اَنْتَ مِنْهُ، فَهُوَ ظَنُوْنٌ، وَعَلٰى ذٰلِكَ قَوْلُ الْاَعْشٰى:

مَا يُجْعَلُ الْجُدُّ الظَّنُوْنُ الَّذِیْ
جُنِّبَ صَوْبَ اللَّجِبِ الْمَاطِرِ
مِثْلَ الْفُرَاتِیِّ اِذَا مَا طَمَا
يَقْذِفُ بِالْبُوْصِیِّ وَ الْمَاهِرِ

وَ «الْجُدُّ»: اَلْبِئْرُ الْعَادِيَةُ فِی الصَّحْرَآءِ، وَ «الظَّنُوْنُ»: الَّتِیْ لَا يُعْلَمُ هَلْ فِيْهَا مَآءٌ اَمْ لَا.

(٧) وَفِیْ حَدِيْثِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّهٗ شَيَّعَ جَيْشًا يُّغْزِيْهِ، فَقَالَ:

اَعْذِبُوْا عَنِ النِّسَآءِ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

وَ مَعْنَاهُ: اصْدِفُوْا عَنْ ذِكْرِ النِّسَآءِ وَ شُغْلِ الْقَلْبِ بِهِنَّ، وَ امْتَنِعُوْا مِنَ الْمُقَارَبَةِ لَهُنَّ، لِاَنَّ ذٰلِكَ يَفُتُّ فِیْ عَضُدِ الْحَمِيَّةِ، وَ يَقْدَحُ فِیْ مَعَاقِدِ الْعَزِيْمَةِ، وَ يَكْسِرُ عَنِ الْعَدُوِّ، وَ يَلْفِتُ عَنِ الْاِبْعَادِ فِی الْغَزْوِ، وَ كُلُّ مَنِ امْتَنَعَ مِنْ شَیْءٍ فَقَدْ اَعْذَبَ عَنْهُ. وَ الْعَاذِبُ وَ الْعَذُوْبُ: الْمُمْتَنِعُ مِنَ الْاَكْلِ وَ الشُّرْبِ.

(٨) وَفِیْ حَدِيْثِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَالْيَاسِرِ الْفَالِجِ يَنْتَظِرُ اَوَّلَ فَوْزَةٍ مِّنْ قِدَاحِهٖ.

اَلْيَاسِرُوْنَ: هُمُ الَّذِيْنَ يَتَضَارَبُوْنَ

پیدا ہو اور کبھی نا امیدی۔ اور یہ بہت فصیح کلام ہے۔ یونہی ہر وہ چیز جس کی تمہیں طلب ہو اور یہ نہ جان سکو کہ تم اُسے حاصل کرو گے یا نہیں، وہ ”ظنون“ کہلاتی ہے۔ چنانچہ اعشیٰ کا یہ قول اسی معنی کا حامل ہے جس کا مضمون یہ ہے:

”وہ ”جد ظنون“ جو گرج کر برسنے والے ابر کی بارش سے بھی محروم ہو، دریائے فرات کے مانند نہیں قرار دیا جاسکتا جبکہ وہ ٹھاٹھیں مار رہا ہو اور کشتی اور اچھے تیراک کو ڈھکیل کر دور پھینک رہا ہو“۔

”جد“ اس پرانے کنوئیں کو کہتے ہیں جو کسی بیابان میں واقع ہو، اور ”ظنون“ وہ ہے کہ جس کے متعلق یہ خبر نہ ہو کہ اس میں پانی ہے یا نہیں۔

[۷]

جب آپؑ نے لڑنے کیلئے لشکر روانہ کیا تو اُسے رخصت کرتے وقت فرمایا:

جہاں تک بن پڑے عورتوں سے عاذب رہو۔

(سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ:) اس کے معنی یہ ہیں کہ عورتوں کی یاد میں کھو نہ جاؤ اور اُن سے دل لگانے اور ان سے مقاربت کرنے سے پرہیز کرو، کیونکہ یہ چیز بازوئے حمیت میں کمزوری اور عزم کی پختگیوں میں سستی پیدا کرنے والی ہے اور دشمن کے مقابلہ میں کمزور اور جنگ میں سعی و کوشش سے روگرداں کرنے والی ہے۔ اور جو شخص کسی چیز سے منہ پھیر لے اس کیلئے کہا جاتا ہے کہ: «اَعْذَبَ عَنْهُ» (وہ اس سے الگ ہوگیا)، اور جو کھانا پینا چھوڑ دے اسے ”عاذب“ اور ”عذوب“ کہا جاتا ہے۔

[۸]

وہ اس یاسر فالج کے مانند ہے جو جوئے کے تیروں کا پانسہ پھینک کر پہلے ہی داؤں میں کامیابی کا متوقع ہوتا ہے۔

(سید رضیؒ کہتے ہیں کہ:) ”یاسرون“ وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جو نحر کی ہوئی

بِالْقِدَاحِ عَلَى الْجَزُوْرِ، وَ الْفَالِجُ: الْقَاهِرُ الْغَالِبُ، يُقَالُ: قَدْ فَلَجَ عَلَيْهِمْ وَ فَلَجَهُمْ. وَ قَالَ الرَّاجِزُ:

لَمَّا رَاَيْتُ فَالِجًا قَدْ فَلَجَا

(۹) وَفِيْ حَدِيْثِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كُنَّآ اِذَا احْمَرَّ الْبَاْسُ اتَّقَيْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَكُنْ اَحَدٌ مِّنَّآ اَقْرَبَ اِلَى الْعَدُوِّ مِنْهُ.

وَ مَعْنٰى ذٰلِكَ: اَنَّهٗ اِذَا عَظُمَ الْخَوْفُ مِنَ الْعَدُوِّ، وَ اشْتَدَّ عِضَاضُ الْحَرْبِ، فَزِعَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلٰى قِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِنَفْسِهٖ، فَيُنْزِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّصْرَ بِهٖ، وَ يَاْمَنُوْنَ مِمَّا كَانُوْا يَخَافُوْنَهٗ بِمَكَانِهٖ.

وَ قَوْلُهٗ: «اِذَا احْمَرَّ الْبَاْسُ»، كِنَايَةٌ عَنِ اشْتِدَادِ الْاَمْرِ، وَ قَدْ قِيْلَ فِيْ ذٰلِكَ اَقْوَالٌ اَحْسَنُهَا: اَنَّهٗ شَبَّهَ حَمْيَ الْحَرْبِ بِالنَّارِ، الَّتِيْ تَجْمَعُ الْحَرَارَةَ وَ الْحُمْرَةَ بِفِعْلِهَا وَ لَوْنِهَا. وَ مِمَّا يُقَوِّيْ ذٰلِكَ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَ قَدْ رَاٰى مُجْتَلَدَ النَّاسِ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَّ هِيَ حَرْبُ هَوَازِنَ: «اَلْاٰنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ»، فَـ«الْوَطِيْسُ»: مُسْتَوْقَدُ النَّارِ، فَشَبَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اسْتَحَرَّ مِنْ جِلَادِ الْقَوْمِ بِاحْتِدَامِ النَّارِ وَ شِدَّةِ الْتِهَابِهَا.

اِنْقَضٰى هٰذَا الْفَصْلُ، وَ رَجَعْنَا اِلٰى سَنَنِ الْغَرَضِ الْاَوَّلِ فِيْ هٰذَا الْبَابِ

اُونٹنی پر جوئے کے تیروں کا پانسہ پھینکتے ہیں اور ”فالج“ کے معنی جیتنے والے کے ہیں۔ یوں کہا جاتا ہے: «قَدْ فَلَجَ عَلَيْهِمْ وَ فَلَجَهُمْ» (وہ ان پر غالب ہوا)۔ چنانچہ مشہور رجز نظم کرنے والے شاعر کا قول ہے:

”جب میں نے کسی ”فالج“ کو دیکھا کہ اس نے فلج حاصل کی۔

[۹]

جب احمرارِ باس ہوتا تھا تو ہم رسول اللہ ﷺ کی سپر میں جاتے تھے، اور ہم میں سے کوئی بھی ان سے زیادہ دشمن سے قریب تر نہ ہوتا تھا۔

(سید رضیؒ کہتے ہیں کہ:) اس کا مطلب یہ ہے کہ جب دشمن کا خطرہ بڑھ جاتا تھا اور جنگ سختی سے کاٹنے لگتی تھی تو مسلمان یہ سہارا ڈھونڈنے لگتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ خود بنفس نفیس جنگ کریں تو اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی وجہ سے ان کی نصرت فرمائے اور آپؐ کی موجودگی کے باعث خوف و خطر کے موقع سے محفوظ رہیں۔

حضرت کا ارشاد جب ”احمرار باس ہوتا تھا“ (جس کے لفظی معنی یہ ہیں کہ: جنگ سُرخ ہو جاتی تھی) یہ کنایہ ہے جنگ کی شدت و سختی سے۔ اور اس کی توجیہ میں چند اقوال ذکر کئے گئے ہیں، مگر ان میں سب سے بہتر قول یہ ہے کہ آپؐ نے جنگ کی تیزی اور گرمی کو آگ سے تشبیہ دی ہے جو اپنے اثر اور رنگ دونوں کے اعتبار سے گرمی اور سُرخی لئے ہوتی ہے۔ اور اس معنی کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حنین کے دن قبیلۂ بنی ہوازن کی جنگ میں لوگوں کو جنگ کرتے دیکھا تو فرمایا: «اب وطیس گرم ہو گیا»۔ ”وطیس“ اُس جگہ کو کہتے ہیں جس میں آگ جلائی جائے۔ اس مقام پر پیغمبر ﷺ نے لوگوں کے میدانِ کارزار کی گرم بازاری کو آگ کے بھڑکنے اور اس کے لپکوں کی تیزی سے تشبیہ دی ہے۔

یہ فصل تمام ہوگئی۔ اب ہم اس باب میں پہلے مقصد کی طرف رجوع کرتے ہیں

(۲۶۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَمَّا بَلَغَهُ اِغَارَةُ اَصْحَابِ مُعَاوِيَةَ عَلَى الْاَنْبَارِ، فَخَرَجَ بِنَفْسِهٖ مَاشِيًا، حَتّٰى اَتَى النُّخَيْلَةَ، فَاَدْرَكَهُ النَّاسُ، وَ قَالُوْا: يَآ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! نَحْنُ نَكْفِيْكَهُمْ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

مَا تَكْفُوْنَنِيْ اَنْفُسَكُمْ، فَكَيْفَ تَكْفُوْنَنِيْ غَيْرَكُمْ؟ اِنْ كَانَتِ الرَّعَايَا قَبْلِيْ لَتَشْكُوْا حَيْفَ رُعَاتِهَا، وَ اِنَّنِي الْيَوْمَ لَاَشْكُوْ حَيْفَ رَعِيَّتِيْ، كَاَنَّنِيَ الْمَقُوْدُ وَ هُمُ الْقَادَةُ، اَوِ الْمَوْزُوْعُ وَ هُمُ الْوَزَعَةُ.

فَلَمَّا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هٰذَا الْقَوْلَ، فِيْ كَلَامٍ طَوِيْلٍ، قَدْ ذَكَرْنَا مُخْتَارَهُ فِيْ جُمْلَةِ الْخُطَبِ، تَقَدَّمَ اِلَيْهِ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِهٖ، فَقَالَ اَحَدُهُمَا: اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَ اَخِيْ، فَمُرْنَا بِاَمْرِكَ يَآ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! نَنْفُذْ لَهٗ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

وَ اَيْنَ تَقَعَانِ مِمَّآ اُرِيْدُ؟.

(۲۶۱)

جب امیر المومنین علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی کہ معاویہ کے ساتھیوں نے (شہر) انبار پر دھاوا کیا ہے تو آپؑ بنفس نفیس پیادہ پا چل کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ نخیلہ تک پہنچ گئے۔ اتنے میں لوگ بھی آپؑ کے پاس پہنچ گئے اور کہنے لگے: یا امیر المومنینؑ! ہم دشمن سے نپٹ لیں گے، آپؑ کے تشریف لے جانے کی ضرورت نہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ:

تم اپنے سے تو میرا بچاؤ کر نہیں سکتے، دوسروں سے کیا بچاؤ کرو گے۔ مجھ سے پہلے رعایا اپنے حاکموں کے ظلم و جور کی شکایت کیا کرتی تھی مگر میں آج اپنی رعیت کی زیادتیوں کا گلہ کرتا ہوں۔ گویا کہ میں رعیت ہوں اور وہ حاکم اور میں حلقہ بگوش ہوں اور وہ فرمانروا۔

(سیدرضیؒ کہتے ہیں کہ:) جب امیر المومنین علیہ السلام نے ایک طویل کلام کے ذیل میں کہ جس کا منتخب حصہ ہم خطب میں درج کر چکے ہیں، یہ کلمات ارشاد فرمائے تو آپؑ کے اصحاب میں سے دو شخص اٹھ کھڑے ہوئے اور ان میں سے ایک نے کہا کہ: یا امیر المومنینؑ! مجھے اپنی ذات اور اپنے بھائی کے علاوہ کسی پر اختیار نہیں تو آپؑ ہمیں حکم دیں ہم اسے بجالائیں گے، جس پر حضرتؑ نے فرمایا کہ:

میں جو چاہتا ہوں وہ تم دو آدمیوں سے کہاں سر انجام پا سکتا ہے؟۔

(۲۶۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ قِيْلَ: اِنَّ الْحَارِثَ بْنَ حَوْطٍ اَتَاهُ، فَقَالَ: اَتُرَانِيْ اَظُنُّ اَصْحَابَ الْجَمَلِ كَانُوْا عَلٰى ضَلَالَةٍ؟، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

يَا حَارِثُ! اِنَّكَ نَظَرْتَ تَحْتَكَ، وَ لَمْ تَنْظُرْ فَوْقَكَ فَحِرْتَ! اِنَّكَ لَمْ تَعْرِفِ الْحَقَّ

(۲۶۲)

بیان کیا گیا ہے کہ حارث ابن حوط حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ: کیا آپؑ کے خیال میں مجھے اس کا گمان بھی ہو سکتا ہے کہ اصحاب جمل گمراہ تھے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ:

اے حارث! تم نے نیچے کی طرف دیکھا، اوپر کی طرف نگاہ نہیں ڈالی، جس کے نتیجہ میں تم حیران و سرگردان ہو گئے ہو۔ تم حق ہی کو نہیں

فَتَعۡرِفَ مَنۡ اَتَاهُ، وَ لَمۡ تَعۡرِفِ الۡبَاطِلَ فَتَعۡرِفَ مَنۡ اَتَاهُ.

جانتے کہ حق والوں کو جانو اور باطل ہی کو نہیں پہچانتے کہ باطل کی راہ پر چلنے والوں کو پہچانو۔

فَقَالَ الۡحَارِثُ: فَاِنِّیۡ اَعۡتَزِلُ مَعَ سَعۡدِ بۡنِ مَالِكٍ وَّ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ عُمَرَ؟ فَقَالَ عليه السلام :

حارث نے کہا کہ: میں سعد ابن مالک اور عبداللہ ابن عمر کے ساتھ گوشہ گزیں ہو جاؤں گا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ:

اِنَّ سَعۡدًا وَّ عَبۡدَ اللّٰهِ بۡنَ عُمَرَ لَمۡ يَنۡصُرَا الۡحَقَّ وَ لَمۡ يَخۡذُلَا الۡبَاطِلَ.

سعد اور عبداللہ ابن عمر نے نہ حق کی مدد کی اور نہ باطل کی نصرت سے ہاتھ اٹھایا۔

(٣٦٣) وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

(۲۶۳)

صَاحِبُ السُّلۡطَانِ كَرَاكِبِ الۡاَسَدِ: يُغۡبَطُ بِمَوۡقِعِهٖ، وَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَوۡضِعِهٖ.

بادشاہ کا ندیم و مصاحب ایسا ہے جیسے شیر پر سوار ہونے والا کہ اس کے مرتبہ پر رشک کیا جاتا ہے، لیکن وہ اپنے مؤقف سے خوب واقف ہے۔

(٣٦٤) وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

(۲۶۴)

اَحۡسِنُوۡا فِیۡ عَقِبِ غَيۡرِكُمۡ تُحۡفَظُوۡا فِیۡ عَقِبِكُمۡ.

دوسروں کے پسماندگان سے بھلائی کرو، تاکہ تمہارے پسماندگان پر بھی نظر شفقت پڑے۔

(٣٦٥) وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

(۲۶۵)

اِنَّ كَلَامَ الۡحُكَمَآءِ اِنۡ كَانَ صَوَابًا كَانَ دَوَآءً، وَاِذَا كَانَ خَطَاً كَانَ دَآءً.

جب حکماء کا کلام صحیح ہو تو وہ دوا ہے اور غلط ہو تو سراسر مرض ہے۔

(٣٦٦) وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

(۲۶۶)

وَ سَاَلَهٗ عليه السلام رَجُلٌ اَنۡ يُّعَرِّفَهُ الۡاِيۡمَانَ، فَقَالَ:

حضرتؑ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ: ایمان کی تعریف کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ:

اِذَا كَانَ الۡغَدُ فَاۡتِنِیۡ حَتّٰى اُخۡبِرَكَ عَلٰى اَسۡمَاعِ النَّاسِ، فَاِنۡ نَّسِيۡتَ مَقَالَتِیۡ حَفِظَهَا عَلَيۡكَ غَيۡرُكَ، فَاِنَّ الۡكَلَامَ كَالشَّارِدَةِ، يَنۡقُفُهَا هٰذَا وَ يُخۡطِئُهَا هٰذَا.

کل میرے پاس آنا، تاکہ میں تمہیں اس موقع پر بتاؤں کہ دوسرے لوگ بھی سن سکیں کہ اگر تم بھول جاؤ تو دوسرے یاد رکھیں۔ اس لئے کہ کلام بھڑکے ہوئے شکار کے مانند ہوتا ہے کہ ایک کی گرفت میں آ جاتا ہے اور دوسرے کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔

وَ قَدۡ ذَكَرۡنَا مَاۤ اَجَابَهٗ بِهٖ فِيۡمَا تَقَدَّمَ مِنۡ

(سید رضیؒ کہتے ہیں کہ:) حضرت نے اس کے بعد جو جواب دیا وہ ہم

هٰذَا الْبَابِ وَ هُوَ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ : «اَلْاِيْمَانُ عَلٰٓى اَرْبَعِ شُعَبٍ».

اسی باب میں پہلے درج کر چکے ہیں اور وہ آپؑ کا یہ ارشاد تھا کہ: «الایمان علی اربع شعب» (: ایمان کی چار قسمیں ہیں)۔

(۲۶۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَا ابْنَ اٰدَمَ! لَا تَحْمِلْ هَمَّ يَوْمِكَ الَّذِيْ لَمْ يَأْتِكَ عَلٰى يَوْمِكَ الَّذِيْ قَدْ اَتَاكَ، فَاِنَّهٗ اِنْ يَّكُ مِنْ عُمُرِكَ يَأْتِ اللّٰهُ فِيْهِ بِرِزْقِكَ.

(۲۶۷)

اے فرزند آدم! اس دن کی فکر کا بار جو ابھی آیا نہیں آج کے اپنے دن پر نہ ڈال کہ جو آ چکا ہے۔ اس لئے کہ اگر ایک دن بھی تیری عمر کا باقی ہوگا تو اللہ تیرا رزق تجھ تک پہنچائے گا۔

(۲۶۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَحْبِبْ حَبِيْبَكَ هَوْنًا مَّا، عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ بَغِيْضَكَ يَوْمًا مَّا، وَ اَبْغِضْ بَغِيْضَكَ هَوْنًا مَّا، عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ حَبِيْبَكَ يَوْمًا مَّا.

(۲۶۸)

اپنے دوست سے بس ایک حد تک محبت کرو، کیونکہ شاید کسی دن وہ تمہارا دشمن ہو جائے، اور دشمن کی دشمنی بس ایک حد میں رکھو، ہوسکتا ہے کہ کسی دن وہ تمہارا دوست ہو جائے۔

(۲۶۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلنَّاسُ فِي الدُّنْيَا عَامِلَانِ:

عَامِلٌ عَمِلَ فِي الدُّنْيَا لِلدُّنْيَا، قَدْ شَغَلَتْهُ دُنْيَاهُ عَنْ اٰخِرَتِهٖ، يَخْشٰى عَلٰى مَنْ يَّخْلُفُهُ الْفَقْرَ، وَ يَأْمَنُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ، فَيُفْنِيْ عُمُرَهٗ فِيْ مَنْفَعَةِ غَيْرِهٖ.

وَ عَامِلٌ عَمِلَ فِي الدُّنْيَا لِمَا بَعْدَهَا، فَجَآءَهُ الَّذِيْ لَهٗ مِنَ الدُّنْيَا بِغَيْرِ عَمَلٍ، فَاَحْرَزَ الْحَظَّيْنِ مَعًا، وَ مَلَكَ الدَّارَيْنِ جَمِيْعًا، فَاَصْبَحَ وَجِيْهًا عِنْدَ اللّٰهِ، لَا يَسْئَلُ اللّٰهَ حَاجَةً فَيَمْنَعَهٗ.

(۲۶۹)

دنیا میں کام کرنے والے دو قسم کے ہیں:

ایک وہ جو دنیا کیلئے سرگرم عمل رہتا ہے اور اسے دنیا نے آخرت سے روک رکھا ہے۔ وہ اپنے پسماندگان کیلئے فقر و فاقہ کا خوف کرتا ہے، مگر اپنی تنگدستی سے مطمئن ہے تو وہ دوسروں کے فائدہ ہی میں پوری عمر بسر کر دیتا ہے۔

اور ایک وہ ہے جو دنیا میں رہ کر اس کے بعد کی منزل کیلئے عمل کرتا ہے، تو اسے تگ و دو کئے بغیر دنیا بھی حاصل ہو جاتی ہے اور اس طرح وہ دونوں حصوں کو سمیٹ لیتا ہے اور دونوں گھروں کا مالک بن جاتا ہے۔ وہ اللہ کے نزدیک باوقار ہوتا ہے اور اللہ سے کوئی حاجت نہیں مانگتا جو اللہ پوری نہ کرے۔

(۲۷۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ رُوِيَ اَنَّهٗ ذُكِرَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْٓ اَيَّامِهٖ حَلْيُ الْكَعْبَةِ وَ كَثْرَتُهٗ، فَقَالَ قَوْمٌ: لَوْ

(۲۷۰)

بیان کیا گیا ہے کہ عمر ابن خطاب کے سامنے خانہ کعبہ کے زیورات اور ان کی کثرت کا ذکر ہوا تو کچھ لوگوں نے ان سے کہا کہ اگر آپ ان زیورات کو

اَخَذْتَهٗ فَجَهَّزْتَ بِهٖ جُيُوْشَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانَ اَعْظَمَ لِلْاَجْرِ، وَ مَا تَصْنَعُ الْكَعْبَةُ بِالْحَلْيِ، فَهَمَّ عُمَرُ بِذٰلِكَ وَ سَئَلَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَ الْاَمْوَالُ اَرْبَعَةٌ: اَمْوَالُ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَسَّمَهَا بَيْنَ الْوَرَثَةِ فِي الْفَرَآئِضِ، وَ الْفَيْءُ فَقَسَّمَهٗ عَلٰى مُسْتَحِقِّيْهِ، وَ الْخُمُسُ فَوَضَعَهُ اللّٰهُ حَيْثُ وَضَعَهٗ، وَ الصَّدَقَاتُ فَجَعَلَهَا اللّٰهُ حَيْثُ جَعَلَهَا، وَ كَانَ حَلْيُ الْكَعْبَةِ فِيْهَا يَوْمَئِذٍ فَتَرَكَهُ اللّٰهُ عَلٰى حَالِهٖ، وَ لَمْ يَتْرُكْهُ نِسْيَانًا، وَ لَمْ يَخْفَ عَلَيْهِ مَكَانًا، فَاَقِرَّهُ حَيْثُ اَقَرَّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ﷺ.

فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: «لَوْلَاكَ لَافْتَضَحْنَا». وَ تَرَكَ الْحَلْيَ بِحَالِهٖ.

(۲۷۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رُوِيَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ رُفِعَ اِلَيْهِ رَجُلَانِ سَرَقَا مِنْ مَّالِ اللّٰهِ، اَحَدُهُمَا عَبْدٌ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ وَ الْاٰخَرُ مِنْ عُرُوْضِ النَّاسِ، قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

اَمَّا هٰذَا فَهُوَ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ وَ لَا حَدَّ عَلَيْهِ، مَالُ اللّٰهِ اَكَلَ بَعْضُهٗ بَعْضًا، وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَعَلَيْهِ الْحَدُّ. فَقَطَعَ يَدَهٗ.

لے لیں اور انہیں مسلمانوں کے لشکر پر صرف کر کے ان کی روانگی کا سامان کریں تو زیادہ باعث اجر ہوگا، خانہ کعبہ کو ان زیورات کی کیا ضرورت ہے؟ چنانچہ عمر نے اس کا ارادہ کر لیا اور امیر المومنین علیہ السلام سے اس کے بارے میں مسئلہ پوچھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ:

جب قرآن مجید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تو اس وقت چار قسم کے اموال تھے: ایک مسلمانوں کا ذاتی مال تھا۔ اسے آپؐ نے ان کے وارثوں میں ان کے حصہ کے مطابق تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ دوسرا مالِ غنیمت تھا۔ اسے اس کے مستحقین پر تقسیم کیا۔ تیسرا مال خمس تھا۔ اس مال کے اللہ تعالیٰ نے خاص مصارف مقرر کر دیئے۔ چوتھے زکوٰۃ و صدقات تھے۔ انہیں اللہ نے وہاں صرف کرنے کا حکم دیا جو ان کا مصرف ہے۔ یہ خانہ کعبہ کے زیورات اس زمانہ میں بھی موجود تھے، لیکن اللہ نے ان کو ان کے حال پر رہنے دیا اور ایسا بھولے سے تو نہیں ہوا، اور نہ ان کا وجود اس پر پوشیدہ تھا۔ لہٰذا آپ بھی انہیں وہیں رہنے دیجئے جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں رکھا ہے۔

یہ سن کر عمر نے کہا کہ: ''اگر آپؑ نہ ہوتے تو ہم رسوا ہو جاتے''۔ اور زیورات کو ان کی حالت پر رہنے دیا۔

(۲۷۱)

روایت کی گئی ہے کہ حضرتؑ کے سامنے دو آدمیوں کو پیش کیا گیا جنہوں نے بیت المال میں چوری کی تھی۔ ایک تو ان میں غلام اور خود بیت المال کی ملکیت تھا اور دوسرا لوگوں میں سے کسی کی ملکیت میں تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ:

یہ غلام جو بیت المال کا ہے اس پر حد جاری نہیں ہوسکتی، کیونکہ اللہ کا مال اللہ کے مال ہی نے کھایا ہے، لیکن دوسرے پر حد جاری ہوگی۔ چنانچہ اس کا ہاتھ قطع کر دیا۔

(۲۷۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَوْ قَدِ اسْتَوَتْ قَدَمَایَ مِنْ هٰذِهِ الْمَدَاحِضِ لَغَيَّرْتُ اَشْيَآءَ.

(۲۷۲)

اگر ان پھسلنوں سے بچ کر میرے پیر جم گئے تو میں بہت سی چیزوں میں تبدیلی کردوں گا۔

(۲۷۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِعْلَمُوْا عِلْمًا يَّقِيْنًا اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ لِلْعَبْدِ ـ وَ اِنْ عَظُمَتْ حِيْلَتُهٗ، وَ اشْتَدَّتْ طِلْبَتُهٗ، وَ قَوِيَتْ مَكِيْدَتُهٗ ـ اَكْثَرَ مِمَّا سُمِّيَ لَهٗ فِي الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ. وَ لَمْ يَحُلْ بَيْنَ الْعَبْدِ فِيْ ضَعْفِهٖ وَ قِلَّةِ حِيْلَتِهٖ، وَ بَيْنَ اَنْ يَّبْلُغَ مَا سُمِّيَ لَهٗ فِي الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ، وَ الْعَارِفُ لِهٰذَا الْعَامِلُ بِهٖۤ اَعْظَمُ النَّاسِ رَاحَةً فِيْ مَنْفَعَةٍ، وَ التَّارِكُ لَهُ الشَّاكُّ فِيْهِ اَعْظَمُ النَّاسِ شُغُلًا فِيْ مَضَرَّةٍ.

وَ رُبَّ مُنْعَمٍ عَلَيْهِ مُسْتَدْرَجٌ بِالنُّعْمٰى، وَ رُبَّ مُبْتَلًى مَّصْنُوْعٌ لَّهٗ بِالْبَلْوٰى، فَزِدْ اَيُّهَا الْمُسْتَمِعُ فِيْ شُكْرِكَ، وَ قَصِّرْ مِنْ عَجَلَتِكَ، وَ قِفْ عِنْدَ مُنْتَهٰى رِزْقِكَ.

(۲۷۳)

پورے یقین کے ساتھ اس امر کو جانے رہو کہ اللہ سبحانہ نے کسی بندے کیلئے چاہے اس کی تدبیریں بہت زبردست، اس کی جستجو شدید اوراس کی ترکیبیں طاقتور ہوں اس سے زائد رزق قرار نہیں دیا جتنا کہ تقدیر الٰہی میں اس کیلئے مقرر ہو چکا ہے، اور کسی بندے کیلئے اس کی کمزوری و بے چارگی کی وجہ سے لوح محفوظ میں اس کے مقررہ رزق تک پہنچنے میں رکاوٹ نہیں ہوتی۔ اس حقیقت کو سمجھنے والا اوراس پر عمل کرنے والا سود ومنفعت کی راحتوں میں سب لوگوں سے بڑھ چڑھ کر ہے اور اسے نظر انداز کرنے اور اس میں شک وشبہ کرنے والا سب لوگوں سے زیادہ زیاں کاری میں مبتلا ہے۔

بہت سے وہ جنہیں نعمتیں ملی ہیں نعمتوں کی بدولت کم کم عذاب کے نزدیک کئے جا رہے ہیں اور بہت سوں کے ساتھ فقر وفاقہ کے پردہ میں اللہ کا لطف وکرم شامل حال ہے۔ لہٰذا اے سننے والے! شکر زیادہ اور جلد بازی کم کر اور جو تیری روزی کی حد ہے اس پر ٹھہرا رہ۔

(۲۷۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا تَجْعَلُوْا عِلْمَكُمْ جَهْلًا، وَ يَقِيْنَكُمْ شَكًّا، اِذَا عَلِمْتُمْ فَاعْمَلُوْا، وَ اِذَا تَيَقَّنْتُمْ فَاَقْدِمُوْا.

(۲۷۴)

اپنے علم کو جہل اور اپنے یقین کو شک نہ بناؤ۔ جب جان لیا تو عمل کرو اور جب یقین پیدا ہو گیا تو آگے بڑھو۔

(۲۷۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ الطَّمَعَ مُوْرِدٌ غَيْرُ مُصْدِرٍ، وَ ضَامِنٌ غَيْرُ وَفِيٍّ. وَ رُبَّمَا شَرِقَ شَارِبُ الْمَآءِ قَبْلَ رِيِّهٖ، وَ كُلَّمَا عَظُمَ قَدْرُ الشَّیْءِ الْمُتَنَافَسِ فِيْهِ عَظُمَتِ الرَّزِيَّةُ لِفَقْدِهٖ، وَ الْاَمَانِیُّ تُعْمِیْ اَعْيُنَ الْبَصَآئِرِ، وَ الْحَظُّ يَاْتِیْ مَنْ لَّا يَاْتِيْهِ.

(۲۷۵)

طمع گھاٹ پر اتارتی ہے مگر سیراب کئے بغیر پلٹا دیتی ہے، ذمہ داری کا بوجھ اٹھاتی ہے مگر اسے پورا نہیں کرتی۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پانی پینے والے کو پینے سے پہلے ہی اچھو ہو جاتا ہے اور جتنی کسی مرغوب و پسندیدہ چیز کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی ہے اتنا ہی اسے کھودینے کا رنج زیادہ ہوتا ہے۔ آرزوئیں دیدۂ بصیرت کو اندھا کر دیتی ہیں اور جو نصیب میں ہوتا ہے پہنچنے کی کوشش کئے بغیر مل جاتا ہے۔

(۲۷۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ تُحَسِّنَ فِیْ لَامِعَةِ الْعُيُوْنِ عَلَانِيَتِیْ، وَ تُقَبِّحَ فِيْمَاۤ اُبْطِنُ لَكَ سَرِيْرَتِیْ، مُحَافِظًا عَلٰی رِيَآءِ النَّاسِ مِنْ نَّفْسِیْ بِجَمِيْعِ مَاۤ اَنْتَ مُطَّلِعٌ عَلَيْهِ مِنِّیْ، فَاُبْدِیَ لِلنَّاسِ حُسْنَ ظَاهِرِیْ، وَ اُفْضِیَ اِلَيْكَ بِسُوْٓءِ عَمَلِیْ، تَقَرُّبًا اِلٰی عِبَادِكَ، وَ تَبَاعُدًا مِّنْ مَّرْضَاتِكَ.

(۲۷۶)

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میرا ظاہر لوگوں کی چشم ظاہر بین میں بہتر ہو اور جو اپنے باطن میں چھپائے ہوئے ہوں وہ تیری نظروں میں بُرا ہو، درآں حالیکہ میں لوگوں کے دکھاوے کیلئے اپنے نفس کی ان چیزوں سے نگہداشت کروں کہ جن سب پر تو آگاہ ہے۔ اس طرح لوگوں کے سامنے تو ظاہر کے اچھا ہونے کی نمائش کروں اور تیرے سامنے اپنی بداعمالیوں کو پیش کرتا رہوں، جس کے نتیجہ میں تیرے بندوں سے تقرب حاصل کروں اور تیری خوشنودیوں سے دور ہی ہوتا چلا جاؤں۔

(۲۷۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا وَ الَّذِیْۤ اَمْسَيْنَا مِنْهُ فِیْ غُبَّرِ لَيْلَةٍ دَهْمَآءَ، تَكْشِرُ عَنْ يَّوْمٍ اَغَرَّ، مَا كَانَ كَذَا وَ كَذَا.

(۲۷۷)

(کسی موقع پر قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا:) اس ذات کی قسم جس کی بدولت ہم نے ایسی شبِ تار کے باقی ماندہ حصہ کو بسر کر دیا جس کے چھٹتے ہی روزِ درخشاں ظاہر ہوگا! ایسا اور ایسا نہیں ہوا۔

(۲۷۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَلِيْلٌ تَدُوْمُ عَلَيْهِ اَرْجٰی مِنْ كَثِيْرٍ مَّمْلُوْلٍ مِّنْهُ.

(۲۷۸)

وہ تھوڑا عمل جو پابندی سے بجالایا جاتا ہے زیادہ فائدہ مند ہے اس کثیر عمل سے کہ جس سے دل اُکتا جائے۔

(۲۷۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِذَآ اَضَرَّتِ النَّوَافِلُ بِالْفَرَآئِضِ فَارْفُضُوْهَا.

(۲۷۹)

جب مستحبات فرائض میں سد راہ ہوں تو انہیں چھوڑ دو۔

(۲۸۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ تَذَكَّرَ بُعْدَ السَّفَرِ اسْتَعَدَّ.

(۲۸۰)

جو سفر کی دوری کو پیش نظر رکھتا ہے وہ کمر بستہ رہتا ہے۔

(۲۸۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَيْسَتِ الرُّؤْيَةُ كَالْمُعَايَنَةِ مَعَ الْاَبْصَارِ، فَقَدْ تَكْذِبُ الْعُيُوْنُ اَهْلَهَا، وَ لَا يَغُشُّ الْعَقْلُ مَنِ اسْتَنْصَحَهٗ.

(۲۸۱)

آنکھوں کا دیکھنا حقیقت میں دیکھنا نہیں کیونکہ آنکھیں کبھی اپنے اشخاص سے غلط بیانی بھی کر جاتی ہیں، مگر عقل اس شخص کو جو اس سے نصیحت چاہے کبھی فریب نہیں دیتی۔

(۲۸۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الْمَوْعِظَةِ حِجَابٌ مِّنَ الْغِرَّةِ.

(۲۸۲)

تمہارے اور پند و نصیحت کے درمیان غفلت کا ایک بڑا پردہ حائل ہے۔

(۲۸۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

جَاهِلُكُمْ مُزْدَادٌ، وَ عَالِمُكُمْ مُسَوِّفٌ.

(۲۸۳)

تمہارے جاہل دولت زیادہ پاجاتے ہیں اور عالم آئندہ کے توقعات میں مبتلا رکھے جاتے ہیں۔

(۲۸٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَطَعَ الْعِلْمُ عُذْرَ الْمُتَعَلِّلِيْنَ.

(۲۸۴)

علم کا حاصل ہوجانا، بہانے کرنیوالوں کے عذر کو ختم کر دیتا ہے۔

(۲۸٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كُلُّ مُعَاجَلٍ يَّسْئَلُ الْاِنْظَارَ، وَ كُلُّ مُؤَجَّلٍ يَّتَعَلَّلُ بِالتَّسْوِيْفِ.

(۲۸۵)

جسے جلدی سے موت آجاتی ہے وہ مہلت کا خواہاں ہوتا ہے، اور جسے مہلت زندگی دی گئی ہے وہ ٹال مٹول کرتا رہتا ہے۔

(۲۸٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا قَالَ النَّاسُ لِشَيْءٍ: طُوْبٰى لَهٗ، اِلَّا وَ قَدْ خَبَاَ لَهُ الدَّهْرُ يَوْمَ سَوْءٍ.

(۲۸۶)

لوگ کسی شے پر ''واہ، واہ'' نہیں کرتے مگر یہ کہ زمانہ اس کیلئے ایک برا دن چھپائے ہوئے ہے۔

(۲۸۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ سُئِلَ عَنِ الْقَدْرِ، فَقَالَ:

طَرِيْقٌ مُّظْلِمٌ فَلَا تَسْلُكُوْهُ، وَ بَحْرٌ عَمِيْقٌ فَلَا تَلِجُوْهُ، وَ سِرُّ اللهِ فَلَا تَتَكَلَّفُوْهُ.

(۲۸۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِذَاۤ اَرْذَلَ اللهُ عَبْدًا حَظَرَ عَلَيْهِ الْعِلْمَ.

(۲۸۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَانَ لِيْ فِيْمَا مَضٰى اَخٌ فِي اللهِ، وَ كَانَ يُعْظِمُهٗ فِيْ عَيْنِيْ صِغَرُ الدُّنْيَا فِيْ عَيْنِهٖ، وَ كَانَ خَارِجًا مِّنْ سُلْطَانِ بَطْنِهٖ، فَلَا يَشْتَهِيْ مَا لَا يَجِدُ، وَ لَا يُكْثِرُ اِذَا وَجَدَ، وَ كَانَ اَكْثَرَ دَهْرِهٖ صَامِتًا، فَاِنْ قَالَ بَذَّ الْقَآئِلِيْنَ وَ نَقَعَ غَلِيْلَ السَّآئِلِيْنَ، وَ كَانَ ضَعِيْفًا مُّسْتَضْعَفًا! فَاِنْ جَآءَ الْجِدُّ فَهُوَ لَيْثُ غَابٍ وَّ صِلُّ وَادٍ.

لَا يُدْلِيْ بِحُجَّةٍ حَتّٰى يَاْتِيَ قَاضِيًا، وَ كَانَ لَا يَلُوْمُ اَحَدًا عَلٰى مَا يَجِدُ الْعُذْرَ فِيْ مِثْلِهٖ، حَتّٰى يَسْمَعَ اعْتِذَارَهٗ، وَ كَانَ لَا يَشْكُوْ وَجَعًا اِلَّا عِنْدَ بُرْئِهٖ، وَ كَانَ يَقُوْلُ مَا يَفْعَلُ وَ لَا يَقُوْلُ مَا لَا يَفْعَلُ، وَ كَانَ اِذَا غُلِبَ عَلَى الْكَلَامِ لَمْ يُغْلَبْ عَلَى السُّكُوْتِ، وَ كَانَ عَلٰى مَا يَسْمَعُ اَحْرَصَ مِنْهُ عَلٰۤى اَنْ يَّتَكَلَّمَ، وَ كَانَ اِذَا بَدَهَهٗۤ اَمْرَانِ يَنْظُرُ اَيُّهُمَا اَقْرَبُ اِلَى

(۲۸۷)

آپؑ سے قضاء وقدر کے متعلق پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

یہ ایک تاریک راستہ ہے اس میں قدم نہ اٹھاؤ، ایک گہرا سمندر ہے اس میں نہ اترو، اللہ کا ایک راز ہے اسے جاننے کی زحمت نہ اٹھاؤ۔

(۲۸۸)

اللہ جس بندے کو ذلیل کرنا چاہتا ہے اسے علم و دانش سے محروم کر دیتا ہے۔

(۲۸۹)

عہد ماضی میں میرا ایک دینی بھائی تھا اور وہ میری نظروں میں اس وجہ سے باعزت تھا کہ دنیا اسکی نظروں میں پست وحقیر تھی، اس پر پیٹ کے تقاضے مسلط نہ تھے۔ لہٰذا جو چیز اُسے میسر نہ تھی اسکی خواہش نہ کرتا تھا اور جو چیز میسر تھی اسے ضرورت سے زیادہ صرف میں نہ لاتا تھا۔ وہ اکثر اوقات خاموش رہتا تھا اور اگر بولتا تھا تو بولنے والوں کو چپ کرا دیتا تھا اور سوال کرنے والوں کی پیاس بجھا دیتا تھا۔ یوں تو وہ عاجز وکمزور تھا مگر جہاد کا موقع آجائے تو وہ شیر بیشہ اور وادی کا اژدہا تھا۔

وہ جو دلیل و برہان پیش کرتا تھا وہ فیصلہ کن ہوتی تھی۔ وہ ان چیزوں میں کہ جن میں عذر کی گنجائش ہوتی تھی کسی کو سرزنش نہ کرتا تھا جب تک کہ اس کے عذر معذرت کو سن نہ لے۔ وہ کسی درد و تکلیف کا ذکر نہ کرتا تھا مگر اس وقت کہ جب اس سے چھٹکارا پا لیتا تھا۔ وہ جو کرتا تھا وہی کہتا تھا اور جو نہیں کرتا تھا وہ اسے کہتا نہیں تھا۔ اگر بولنے میں اس پر کبھی غلبہ پا بھی لیا جائے تو خاموشی میں اس پر غلبہ حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ بولنے سے زیادہ سننے کا خواہشمند رہتا تھا اور جب اچانک اس کے سامنے دو چیزیں آجاتی تھیں تو وہ دیکھتا تھا کہ ان دونوں میں سے

الْهَوٰى فَخَالَفَهٗ.

فَعَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْخَلَآئِقِ، فَالْزَمُوْهَا وَ تَنَافَسُوْا فِيْهَا، فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِيْعُوْهَا، فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اَخْذَ الْقَلِيْلِ خَيْرٌ مِّنْ تَرْكِ الْكَثِيْرِ.

ہوائے نفس کے زیادہ قریب کون ہے تو وہ اس کی مخالفت کرتا تھا۔

لہٰذا تمہیں ان عادات و خصائل کو حاصل کرنا چاہیے اور ان پر عمل پیرا اور ان کا خواہشمند رہنا چاہیے۔ اگر ان تمام کا حاصل کرنا تمہاری قدرت سے باہر ہو تو اس بات کو جانے رہو کہ تھوڑی سی چیز حاصل کرنا پورے کے چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔

(۲۹۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَوْ لَمْ يَتَوَعَّدِ اللّٰهُ عَلٰى مَعْصِيَتِهٖ لَكَانَ يَجِبُ اَنْ لَّا يُعْصٰى شُكْرًا لِّنِعَمِهٖ.

(۲۹۰)

اگر خدا وند عالم نے اپنی معصیت کے عذاب سے نہ ڈرایا ہوتا، جب بھی اس کی نعمتوں پر شکر کا تقاضا یہ تھا کہ اس کی معصیت نہ کی جائے۔

(۲۹۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ قَد عَزَّى الْاَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ عَنِ ابْنٍ لَّهٗ:

يَآ اَشْعَثُ! اِنْ تَحْزَنْ عَلَى ابْنِكَ فَقَدِ اسْتَحَقَّتْ مِنْكَ ذٰلِكَ الرَّحِمُ، وَ اِنْ تَصْبِرْ فَفِي اللّٰهِ مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ خَلَفٌ.

يَآ اَشْعَثُ! اِنْ صَبَرْتَ جَرٰى عَلَيْكَ الْقَدَرُ وَ اَنْتَ مَاْجُوْرٌ، وَ اِنْ جَزِعْتَ جَرٰى عَلَيْكَ الْقَدَرُ وَ اَنْتَ مَاْزُوْرٌ.

يَآ اَشْعَثُ! ابْنُكَ سَرَّكَ وَ هُوَ بَلَآءٌ وَّ فِتْنَةٌ، وَ حَزَنَكَ وَ هُوَ ثَوَابٌ وَّ رَحْمَةٌ.

(۲۹۱)

اشعث ابن قیس کو اس کے بیٹے کا پرسا دیتے ہوئے فرمایا:

اے اشعث! اگر تم اپنے بیٹے پر رنج و ملال کرو تو یہ خون کا رشتہ اس کا سزاوار ہے اور اگر صبر کرو تو اللہ کے نزدیک ہر مصیبت کا عوض ہے۔

اے اشعث! اگر تم نے صبر کیا تو تقدیر الٰہی نافذ ہوگی اس حال میں کہ تم اجر و ثواب کے حقدار ہو گے، اور اگر چیخے چلائے جب بھی حکم قضا جاری ہو کر رہے گا، مگر اس حال میں کہ تم پر گناہ کا بوجھ ہوگا۔

تمہارے لئے بیٹا مسرت کا سبب ہوا، حالانکہ وہ ایک زحمت و آزمائش تھا اور تمہارے لئے رنج واندوہ کا سبب ہوا، حالانکہ وہ (مرنے سے) تمہارے لئے اجر و رحمت کا باعث ہوا ہے۔

(۲۹۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَلٰى قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَاعَةَ دُفِنَ:

اِنَّ الصَّبْرَ لَجَمِيْلٌ اِلَّا عَنْكَ،

(۲۹۲)

رسول اللہ ﷺ کے دفن کے وقت قبر پر یہ الفاظ کہے:

صبر عموماً اچھی چیز ہے سوائے آپؐ کے غم کے، اور بیتابی و

وَ اِنَّ الْجَزَعَ لَقَبِيْحٌ اِلَّا عَلَيْكَ، وَ اِنَّ الْمُصَابَ بِكَ لَجَلِيْلٌ، وَ اِنَّهٗ قَبْلَكَ وَ بَعْدَكَ لَجَلَلٌ.

بے قراری عموماً بری چیز ہے سوائے آپؑ کی وفات کے، اور بلاشبہ آپؑ کی موت کا صدمہ عظیم ہے اور آپؑ سے پہلے اور آپؑ کے بعد آنے والی ہر مصیبت سبک ہے۔

(۲۹۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا تَصْحَبِ الْمَآئِقَ، فَاِنَّهٗ يُزَيِّنُ لَكَ فِعْلَهٗ، وَ يَوَدُّ اَنْ تَكُوْنَ مِثْلَهٗ.

(۲۹۳)

بے وقوف کی ہم نشینی اختیار نہ کرو، کیونکہ وہ تمہارے سامنے اپنے کاموں کو سجا کر پیش کرے گا اور یہ چاہے گا کہ تم اسی کے ایسے ہو جاؤ۔

(۲۹٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ قَدْ سُئِلَ عَنْ مَّسَافَةِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

مَسِيْرَةُ يَوْمٍ لِّلشَّمْسِ.

(۲۹۴)

آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ مشرق و مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا:

سورج کا ایک دن کا راستہ۔

(۲۹٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَصْدِقَآؤُكَ ثَلَاثَةٌ، وَ اَعْدَآؤُكَ ثَلَاثَةٌ:

فَاَصْدِقَآؤُكَ: صَدِيْقُكَ، وَصَدِيْقُ صَدِيْقِكَ، وَ عَدُوُّ عَدُوِّكَ. وَاَعْدَآؤُكَ عَدُوُّكَ، وَ عَدُوُّ صَدِيْقِكَ، وَ صَدِيْقُ عَدُوِّكَ.

(۲۹۵)

تین قسم کے تمہارے دوست ہیں اور تین قسم کے دشمن:

دوست یہ ہیں: تمہارا دوست، تمہارے دوست کا دوست اور تمہارے دشمن کا دشمن۔ اور دشمن یہ ہیں: تمہارا دشمن، تمہارے دوست کا دشمن اور تمہارے دشمن کا دوست۔

(۲۹٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِرَجُلٍ رَّاٰهُ يَسْعٰى عَلٰى عَدُوٍّ لَّهٗ بِمَا فِيْهِ اِضْرَارٌ بِنَفْسِهٖ:

اِنَّمَآ اَنْتَ كَالطَّاعِنِ نَفْسَهٗ لِيَقْتُلَ رِدْفَهٗ.

(۲۹۶)

حضرتؑ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے دشمن کو ایسی چیز کے ذریعہ سے نقصان پہنچانے کے درپے ہے جس میں خود اس کو بھی نقصان پہنچے گا، تو آپؑ نے فرمایا کہ:

تم اس شخص کی مانند ہو جو اپنے پیچھے والے سوار کو قتل کرنے کیلئے اپنے سینہ میں نیزہ مارے۔

(۲۹۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَآ اَكْثَرَ الْعِبَرَ وَ اَقَلَّ الْاِعْتِبَارَ!.

(۲۹۷)

نصیحتیں کتنی زیادہ ہیں اور ان سے اثر لینا کتنا کم ہے۔

(۲۹۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ بَالَغَ فِي الْخُصُومَةِ أَثِمَ، وَ مَنْ قَصَّرَ فِيهَا ظُلِمَ، وَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَّقِيَ اللَّهَ مَنْ خَاصَمَ.

(۲۹۸)

جولڑائی جھگڑے میں حد سے بڑھ جائے وہ گنہگار ہوتا ہے اور جو اس میں کمی کرے اس پر ظلم ڈھائے جاتے ہیں، اور جو لڑتا جھگڑتا ہے اس کیلئے مشکل ہوتا ہے کہ وہ خوف خدا قائم رکھے۔

(۲۹۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا أَهَمَّنِي ذَنْبٌ أُمْهِلْتُ بَعْدَهُ حَتَّى أُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَ أَسْأَلَ اللَّهَ الْعَافِيَةَ.

(۲۹۹)

وہ گناہ مجھے اندوہناک نہیں کرتا جسکے بعد مجھے اتنی مہلت مل جائے کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں اور اللہ سے امن وعافیت کا سوال کروں۔

(۳۰۰) وَسُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَيْفَ يُحَاسِبُ اللَّهُ الْخَلْقَ عَلَى كَثْرَتِهِمْ؟

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

كَمَا يَرْزُقُهُمْ عَلَى كَثْرَتِهِمْ.

فَقِيلَ: كَيْفَ يُحَاسِبُهُمْ وَ لَا يَرَوْنَهُ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

كَمَا يَرْزُقُهُمْ وَ لَا يَرَوْنَهُ.

(۳۰۰)

امیرالمومنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ خداوند عالم اس کثیر التعداد مخلوق کا حساب کیونکر لے گا؟ فرمایا:

جس طرح اس کی کثرت کے باوجود انہیں روزی پہنچاتا ہے۔

پوچھا: وہ کیونکر حساب لے گا جبکہ مخلوق اسے دیکھے گی نہیں؟ فرمایا:

جس طرح انہیں روزی دیتا ہے اور وہ اسے دیکھتے نہیں۔

(۳۰۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رَسُولُكَ تَرْجُمَانُ عَقْلِكَ، وَكِتَابُكَ أَبْلَغُ مَا يَنْطِقُ عَنْكَ!.

(۳۰۱)

تمہارا قاصد تمہاری عقل کا ترجمان ہے اور تمہاری طرف سے کامیاب ترین ترجمانی کرنے والا تمہارا خط ہے۔

(۳۰۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا الْمُبْتَلَى الَّذِي قَدِ اشْتَدَّ بِهِ الْبَلَاءُ، بِأَحْوَجَ إِلَى الدُّعَاءِ مِنَ الْمُعَافَى الَّذِي لَا يَأْمَنُ الْبَلَاءَ!.

(۳۰۲)

ایسا شخص جو سختی و مصیبت میں مبتلا ہو جتنا محتاجِ دُعا ہے اس سے کم وہ محتاج نہیں ہے کہ جو اس وقت خیر و عافیت سے ہے مگر اندیشہ ہے کہ نہ جانے کب مصیبت آ جائے۔

(۳۰۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلنَّاسُ أَبْنَاءُ الدُّنْيَا، وَ لَا يُلَامُ الرَّجُلُ عَلَى حُبِّ أُمِّهِ.

(۳۰۳)

لوگ اسی دنیا کی اولاد ہیں، اور کسی شخص کو اپنی ماں کی محبت پر لعنت ملامت نہیں کی جاسکتی۔

(۳۰٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ الْمِسْكِيْنَ رَسُوْلُ اللهِ، فَمَنْ مَّنَعَهُ فَقَدْ مَنَعَ اللهَ، وَ مَنْ اَعْطَاهُ فَقَدْ اَعْطَى اللهَ.

(۳۰۴)

غریب و مسکین اللہ کا فرستادہ ہوتا ہے۔تو جس نے اس سے اپنا ہاتھ روکا اس نے خدا سے ہاتھ روکا اور جس نے اسے کچھ دیا اس نے خدا کو دیا۔

(۳۰۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا زَنٰى غَيُوْرٌ قَطُّ.

(۳۰۵)

غیرت مند کبھی زنا نہیں کرتا۔

(۳۰٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَفٰى بِالْاَجَلِ حَارِسًا۔

(۳۰۶)

مدتِ حیات نگہبانی کیلئے کافی ہے۔

(۳۰۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَنَامُ الرَّجُلُ عَلَى الثُّكْلِ، وَ لَا يَنَامُ عَلَى الْحَرَبِ.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ مَعْنٰى ذٰلِكَ: اَنَّهٗ يَصْبِرُ عَلٰى قَتْلِ الْاَوْلَادِ، وَ لَا يَصْبِرُ عَلٰى سَلْبِ الْاَمْوَالِ.

(۳۰۷)

اولاد کے مرنے پر آدمی کو نیند آجاتی ہے، مگر مال کے چھن جانے پر اسے نیند نہیں آتی۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اولاد کے مرنے پر صبر کر لیتا ہے، مگر مال کے جانے پر صبر نہیں کرتا۔

(۳۰۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَوَدَّةُ الْاٰبَآءِ قَرَابَةٌ بَيْنَ الْاَبْنَآءِ، وَ الْقَرَابَةُ اِلَى الْمَوَدَّةِ اَحْوَجُ مِنَ الْمَوَدَّةِ اِلَى الْقَرَابَةِ.

(۳۰۸)

باپوں کی باہمی محبت، اولاد کے درمیان ایک قرابت ہوا کرتی ہے اور محبت کو قرابت کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی قرابت کو محبت کی۔

(۳۰۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِتَّقُوْا ظُنُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰى جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى اَلْسِنَتِهِمْ.

(۳۰۹)

اہل ایمان کے گمان سے ڈرتے رہو، کیونکہ خداوند عالم نے حق کو ان کی زبانوں پر قرار دیا ہے۔

(۳۱۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يَصْدُقُ اِيْمَانُ عَبْدٍ، حَتّٰى يَكُوْنَ بِمَا فِيْ يَدِ اللهِ اَوْثَقَ مِنْهُ بِمَا فِيْ يَدِهٖ.

(۳۱۰)

کسی بندے کا ایمان اس وقت تک سچا نہیں ہوتا جب تک اپنے ہاتھ میں موجود ہونے والے مال سے اس پر زیادہ اطمینان نہ ہو جو قدرت کے ہاتھ میں ہے۔

(۳۱۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَ قَدْ كَانَ بَعَثَهُ اِلٰى طَلْحَةَ وَ الزُّبَيْرِ لَمَّا جَآءَ اِلَى الْبَصْرَةِ، يُذَكِّرُهُمَا شَيْئًا مِّمَّا سَمِعَهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مَعْنَاهُمَا، فَلَوٰى عَنْ ذٰلِكَ، فَرَجَعَ اِلَيْهِ، فَقَالَ: اِنِّیْۤ اُنْسِيْتُ ذٰلِكَ الْاَمْرَ. فَقَالَ عليه السلام:

اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَضَرَبَكَ اللّٰهُ بِهَا بَيْضَآءَ لَامِعَةً لَّا تُوَارِيْهَا الْعِمَامَةُ.

قَالَ الرَّضِیُّ: يَعْنِی الْبَرَصَ، فَاَصَابَ اَنَسًا هٰذَا الدَّآءُ فِيْمَا بَعْدُ فِیْ وَجْهِهٖ، فَكَانَ لَا يُرٰى اِلَّا مُبَرْقَعًا.

(۳۱۱)

جب حضرتؑ بصرہ میں وارد ہوئے تو انس بن مالک کو طلحہ و زبیر کے پاس بھیجا تھا کہ ان دونوں کو کچھ وہ اقوال یاد دلائیں جو آپؑ کے بارے میں انہوں نے خود پیغمبر اکرم ﷺ سے سنے ہیں۔ مگر انہوں نے اس سے پہلو تہی کی اور جب پلٹ کر آئے تو کہا کہ: وہ بات مجھے یاد نہیں رہی۔ اس پر حضرتؑ نے فرمایا:

اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو اس کی پاداش میں خداوند عالم ایسے چمکدار داغ میں تمہیں مبتلا کرے کہ جسے دستار بھی نہ چھپا سکے۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: سفید داغ سے مراد ''برص'' ہے۔ چنانچہ انس اس مرض میں مبتلا ہو گئے جس کی وجہ سے ہمیشہ نقاب پوش دکھائی دیتے تھے۔

(۳۱۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ لِلْقُلُوْبِ اِقْبَالًا وَّ اِدْبَارًا، فَاِذَاۤ اَقْبَلَتْ فَاحْمِلُوْهَا عَلَى النَّوَافِلِ، وَ اِذَاۤ اَدْبَرَتْ فَاقْتَصِرُوْا بِهَا عَلَى الْفَرَآئِضِ.

(۳۱۲)

دل کبھی مائل ہوتے ہیں اور کبھی اُچاٹ ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا جب مائل ہوں اس وقت انہیں مستحبات کی بجا آوری پر آمادہ کرو، اور جب اُچاٹ ہوں تو واجبات پر اکتفا کرو۔

(۳۱۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ فِی الْقُرْاٰنِ نَبَاُ مَا قَبْلَكُمْ، وَ خَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ، وَ حُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ.

(۳۱۳)

قرآن میں تم سے پہلے کی خبریں، تمہارے بعد کے واقعات اور تمہارے درمیانی حالات کیلئے احکام ہیں۔

(۳۱۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رُدُّوا الْحَجَرَ مِنْ حَيْثُ جَآءَ، فَاِنَّ الشَّرَّ لَا يَدْفَعُهٗ اِلَّا الشَّرُّ.

(۳۱۴)

جدھر سے پتھر آئے اسے ادھر ہی پلٹا دو، کیونکہ سختی کا دفعیہ سختی ہی سے ہو سکتا ہے۔

(۳۱۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِكَاتِبِهٖ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ:

اَلِقْ دَوَاتَكَ، وَ اَطِلْ جِلْفَةَ قَلَمِكَ، وَ

(۳۱۵)

اپنے منشی عبید اللہ ابن ابی رافع سے فرمایا:

دوات میں صوف ڈالا کرو اور قلم کی زبان لمبی رکھا کرو، سطروں کے

فَرِّجْ بَيْنَ السُّطُوْرِ، وَ قَرْمِطْ بَيْنَ الْحُرُوْفِ، فَاِنَّ ذٰلِكَ اَجْدَرُ بِصَبَاحَةِ الْخَطِّ.

درمیان فاصلہ زیادہ چھوڑا کرو اور حروف کو ساتھ ملا کر لکھا کرو کہ یہ خط کی دیدہ زیبی کیلئے مناسب ہے۔

(٣١٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَنَا يَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَ الْمَالُ يَعْسُوْبُ الْفُجَّارِ.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ مَعْنٰى ذٰلِكَ: اَنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ يَتَّبِعُوْنَنِيْ، وَ الْفُجَّارُ يَتَّبِعُوْنَ الْمَالَ، كَمَا تَتَّبِعُ النَّحْلُ يَعْسُوْبَهَا، وَ هُوَ رَئِيْسُهَا.

(٣١٦)

میں اہل ایمان کا یعسوب ہوں اور بدکرداروں کا یعسوب مال ہے۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان والے میری پیروی کرتے ہیں اور بدکردار مال و دولت کی اسی طرح اتباع کرتے ہیں جس طرح شہد کی مکھیاں یعسوب کی اقتدا کرتی ہیں۔ اور "یعسوب" اس مکھی کو کہتے ہیں جو ان کی سردار ہوتی ہے۔

(٣١٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ قَالَ لَهٗ بَعْضُ الْيَهُوْدِ: مَا دَفَنْتُمْ نَبِيَّكُمْ حَتّٰى اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ؟ فَقَالَ عليه السلام لَهٗ:

اِنَّمَا اخْتَلَفْنَا عَنْهُ لَا فِيْهِ، وَ لٰكِنَّكُمْ مَا جَفَّتْ اَرْجُلُكُمْ مِنَ الْبَحْرِ حَتّٰى قُلْتُمْ لِنَبِيِّكُمْ: ﴿اجْعَلْ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ۝﴾.

(٣١٧)

ایک یہودی نے آپؑ سے کہا کہ ابھی تم لوگوں نے اپنے نبی کو دفن نہیں کیا تھا کہ ان کے بارے میں اختلاف شروع کر دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا:

ہم نے ان کے بارے میں اختلاف نہیں کیا، بلکہ ان کے بعد جانشینی کے سلسلہ میں اختلاف ہوا، مگر تم تو وہ ہو کہ ابھی دریائے نیل سے نکل کر تمہارے پیر خشک بھی نہ ہوئے تھے کہ اپنے نبی سے کہنے لگے کہ: "ہمارے لئے بھی ایک ایسا خدا بنا دیجئے جیسے ان لوگوں کے خدا ہیں تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ: بیشک تم ایک جاہل قوم ہو"۔

(٣١٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ قِيْلَ لَهٗ: بِاَيِّ شَيْءٍ غَلَبْتَ الْاَقْرَانَ؟ فَقَالَ عليه السلام:

مَا لَقِيْتُ رَجُلًا اِلَّاۤ اَعَانَنِيْ عَلٰى نَفْسِهٖ.

قَالَ الرَّضِيُّ: يُوْمِئُ عليه السلام بِذٰلِكَ اِلٰى تَمَكُّنِ هَيْبَتِهٖ فِي الْقُلُوْبِ.

(٣١٨)

حضرتؑ سے کہا گیا کہ آپؑ کس وجہ سے اپنے حریفوں پر غالب آتے رہے ہیں تو آپؑ نے فرمایا کہ:

میں جس شخص کا بھی مقابلہ کرتا تھا وہ اپنے خلاف میری مدد کرتا تھا۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: حضرتؑ نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آپؑ کی ہیبت دلوں پر چھا جاتی تھی۔

(۳۱۹) وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِابْنِهٖ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ:

يَا بُنَيَّ! اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكَ الْفَقْرَ، فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ، فَاِنَّ الْفَقْرَ مَنْقَصَةٌ لِّلدِّيْنِ، مَدْهَشَةٌ لِّلْعَقْلِ، دَاعِيَةٌ لِّلْمَقْتِ۔

(۳۱۹)

اپنے فرزند محمد ابن حنفیہ سے فرمایا:

اے فرزند! میں تمہارے لئے فقر و تنگدستی سے ڈرتا ہوں، لہٰذا فقر و ناداری سے اللہ کی پناہ مانگو۔ کیونکہ یہ دین کے نقص، عقل کی پریشانی اور لوگوں کی نفرت کا باعث ہے۔

(۳۲۰) وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِسَآئِلٍ سَئَلَهٗ عَنْ مُّعْضِلَةٍ:

سَلْ تَفَقُّهًا وَّ لَا تَسْئَلْ تَعَنُّتًا، فَاِنَّ الْجَاهِلَ الْمُتَعَلِّمَ شَبِيْهٌ بِالْعَالِمِ، وَ اِنَّ الْعَالِمَ الْمُتَعَسِّفَ شَبِيْهٌ بِالْجَاهِلِ الْمُتَعَنِّتِ.

(۳۲۰)

ایک شخص نے ایک مشکل مسئلہ آپؑ سے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا:

سمجھنے کیلئے پوچھو، الجھنے کیلئے نہ پوچھو، کیونکہ وہ جاہل جو سیکھنا چاہتا ہے مثل عالم کے ہے اور وہ عالم جو الجھنا چاہتا ہے وہ مثل جاہل کے ہے۔

(۳۲۱) وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، وَ قَدْ اَشَارَ عَلَيْهِ فِيْ شَيْءٍ لَّمْ يُوَافِقْ رَاْيَهٗ:

لَكَ اَنْ تُشِيْرَ عَلَيَّ وَ اَرٰى، فَاِنْ عَصَيْتُكَ فَاَطِعْنِيْ.

(۳۲۱)

عبد اللہ ابن عباس نے ایک امر میں آپؑ کو مشورہ دیا جو آپؑ کے نظریہ کے خلاف تھا تو آپؑ نے ان سے فرمایا:

تمہارا یہ کام ہے کہ مجھے رائے دو، اسکے بعد مجھے مصلحت دیکھنا ہے، اور اگر میں تمہاری رائے کو نہ مانوں تو تمہیں میری اطاعت لازم ہے۔

(۳۲۲) وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ رُوِيَ اَنَّهٗ لَمَّا وَرَدَ الْكُوْفَةَ قَادِمًا مِّنْ صِفِّيْنَ مَرَّ بِالشِّبَامِيِّيْنَ، فَسَمِعَ بُكَآءَ النِّسَآءِ عَلٰى قَتْلٰى صِفِّيْنَ، وَ خَرَجَ اِلَيْهِ حَرْبُ بْنُ شُرَحْبِيْلَ الشِّبَامِيُّ، وَ كَانَ مِنْ وُّجُوْهِ قَوْمِهٖ. فَقَالَ عليه السلام لَهٗ:

اَ تَغْلِبُكُمْ نِسَآؤُكُمْ عَلٰى مَاۤ اَسْمَعُ؟ اَلَا تَنْهَوْنَهُنَّ عَنْ هٰذَا الرَّنِيْنِ؟

وَ اَقْبَلَ حَرْبٌ يَّمْشِيْ مَعَهٗ، وَ هُوَ عليه السلام

(۳۲۲)

وارد ہوا ہے کہ جب حضرتؑ صفین سے پلٹتے ہوئے کوفہ پہنچے تو قبیلہ شبام کی آبادی سے ہو کر گزرے، جہاں صفین کے کشتوں پر رونے کی آواز آپؑ کے کانوں میں پڑی۔ اتنے میں حرب ابن شرحبیل شبامی جو اپنی قوم کے سر برآوردہ لوگوں میں سے تھے، حضرتؑ کے پاس آئے تو آپؑ نے اس سے فرمایا:

کیا تمہارا ان عورتوں پر بس نہیں چلتا جو میں رونے کی آوازیں سن رہا ہوں؟ اس رونے چلانے سے تم انہیں منع نہیں کرتے؟

حرب آگے بڑھ کر حضرتؑ کے ہمرکاب ہو لئے درآں حالیکہ حضرتؑ سوار

رَاکِبٌ. فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَهُ:

اِرْجِعْ، فَاِنَّ مَشْیَ مِثْلِكَ مَعَ مِثْلِیْ فِتْنَةٌ لِّلْوَالِیْ، وَ مَذَلَّةٌ لِّلْمُؤْمِنِ.

تھے تو آپؑ نے فرمایا:

پلٹ جاؤ! تم ایسے آدمی کا مجھ ایسے کے ساتھ پیادہ چلنا والی کیلئے فتنہ اور مومن کیلئے ذلت ہے۔

(٣٢٣) وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

وَ قَدْ مَرَّ بِقَتْلَى الْخَوَارِجِ يَوْمَ النَّهْرَوَانِ:

بُؤْسًا لَّكُمْ! لَقَدْ ضَرَّكُمْ مَنْ غَرَّكُمْ.

فَقِيْلَ لَهُ: مَنْ غَرَّهُمْ يَآ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ فَقَالَ:

اَلشَّيْطٰنُ الْمُضِلُّ، وَ الْاَنْفُسُ الْاَمَّارَةُ بِالسُّوْٓءِ، غَرَّتْهُمْ بِالْاَمَانِيِّ، وَ فَسَحَتْ لَهُمْ بِالْمَعَاصِيْ، وَ وَعَدَتْهُمُ الْاِظْهَارَ، فَاقْتَحَمَتْ بِهِمُ النَّارَ.

(۳۲۳)

نہروان کے دن خوارج کے کشتوں کی طرف ہوکر گزرے تو فرمایا:

تمہارے لئے ہلاکت وتباہی ہو! جس نے تمہیں ورغلایا اس نے تمہیں فریب دیا۔

کہا گیا کہ: یا امیر المومنینؑ! کس نے انہیں ورغلایا تھا؟ فرمایا کہ:

گمراہ کرنے والے شیطان اور برائی پر ابھارنے والے نفس نے کہ جس نے انہیں امیدوں کے فریب میں ڈالا اور گناہوں کا راستہ ان کیلئے کھول دیا، فتح و کامرانی کے ان سے وعدے کئے اور اس طرح انہیں دوزخ میں جھونک دیا۔

(٣٢٤) وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

اِتَّقُوْا مَعَاصِيَ اللّٰهِ فِي الْخَلَوَاتِ، فَاِنَّ الشَّاهِدَ هُوَ الْحَاكِمُ.

(۳۲۴)

تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرنے سے ڈرو، کیونکہ جو گواہ ہے وہی حاکم ہے۔

(٣٢٥) وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

لَمَّا بَلَغَهُ قَتْلُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ:

اِنَّ حُزْنَنَا عَلَيْهِ عَلٰى قَدْرِ سُرُوْرِهِمْ بِهٖ، اِلَّآ اَنَّهُمْ نَقَصُوْا بَغِيْضًا، وَ نَقَصْنَا حَبِيْبًا.

(۳۲۵)

جب آپؑ کو محمد ابن ابی بکر (رحمہ اللہ) کے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو آپؑ نے فرمایا:

ہمیں ان کے مرنے کا اتنا ہی رنج وقلق ہے جتنی دشمنوں کو اسکی خوشی ہے۔ بلاشبہ ان کا ایک دشمن کم ہوا اور ہم نے ایک دوست کو کھو دیا۔

(٣٢٦) وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

اَلْعُمُرُ الَّذِیْٓ اَعْذَرَ اللّٰهُ فِيْهِ اِلَى ابْنِ اٰدَمَ سِتُّوْنَ سَنَةً.

(۳۲۶)

وہ عمر کہ جس کے بعد اللہ تعالیٰ آدمی کے عذر کو قبول نہیں کرتا، ساٹھ برس کی ہے۔

(۳۲۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا ظَفِرَ مَنْ ظَفِرَ الْاِثْمُ بِهٖ، وَ الْغَالِبُ بِالشَّرِّ مَغْلُوْبٌ.

(۳۲۷)

جس پر گناہ قابو پالے وہ کامران نہیں اور شر کے ذریعہ غلبہ پانے والا حقیقتاً مغلوب ہے۔

(۳۲۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ فَرَضَ فِيْۤ اَمْوَالِ الْاَغْنِيَآءِ اَقْوَاتَ الْفُقَرَآءِ، فَمَا جَاعَ فَقِيْرٌ اِلَّا بِمَا مُتِّعَ بِهٖ غَنِيٌّ، وَ اللّٰهُ تَعَالٰى سَآئِلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ.

(۳۲۸)

خدا وند عالم نے دولتمندوں کے مال میں فقیروں کا رزق مقرر کیا ہے، لہٰذا اگر کوئی فقیر بھوکا رہتا ہے تو اس لئے کہ دولتمند نے دولت کو سمیٹ لیا ہے اور خدائے بزرگ و برتر ان سے اس کا مواخذہ کرنے والا ہے۔

(۳۲۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْاِسْتِغْنَآءُ عَنِ الْعُذْرِ اَعَزُّ مِنَ الصِّدْقِ بِهٖ.

(۳۲۹)

سچا عذر پیش کرنے سے یہ زیادہ وقیع ہے کہ عذر کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

(۳۳۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَقَلُّ مَا يَلْزَمُكُمْ لِلّٰهِ اَنْ لَّا تَسْتَعِيْنُوْا بِنِعَمِهٖ عَلٰى مَعَاصِيْهِ.

(۳۳۰)

اللہ کا کم سے کم حق جو تم پر عائد ہوتا ہے یہ ہے کہ اس کی نعمتوں سے گناہوں میں مدد نہ لو۔

(۳۳۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ جَعَلَ الطَّاعَةَ غَنِيْمَةَ الْاَكْيَاسِ عِنْدَ تَفْرِيْطِ الْعَجَزَةِ۔

(۳۳۱)

جب کاہل اور ناکارہ افراد عمل میں کوتاہی کرتے ہیں تو اللہ کی طرف سے یہ عقلمندوں کیلئے ادائے فرض کا ایک بہترین موقع ہوتا ہے۔

(۳۳۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلسُّلْطَانُ وَزَعَةُ اللّٰهِ فِيْۤ اَرْضِهٖ.

(۳۳۲)

حکام اللہ کی سر زمین میں اس کے پاسبان ہیں۔

(۳۳۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِيْ صِفَةِ الْمُؤْمِنِ:

اَلْمُؤْمِنُ بِشْرُهٗ فِيْ وَجْهِهٖ، وَ حُزْنُهٗ فِيْ قَلْبِهٖ، اَوْسَعُ شَيْءٍ صَدْرًا، وَ اَذَلُّ شَيْءٍ

(۳۳۳)

مومن کے متعلق فرمایا:

مومن کے چہرے پر بشاشت اور دل میں غم و اندوہ ہوتا ہے۔ ہمت اس کی بلند ہے اور اپنے دل میں وہ اپنے کو

نَفْسًا، يَكْرَهُ الرِّفْعَةَ، وَ يَشْنَأُ السُّمْعَةَ، طَوِيْلٌ غَمُّهٗ، بَعِيْدٌ هَمُّهٗ، كَثِيْرٌ صَمْتُهٗ، مَشْغُوْلٌ وَّقْتُهٗ، شَكُوْرٌ صَبُوْرٌ، مَغْمُوْرٌ بِفِكْرَتِهٖ، ضَنِيْنٌ بِخَلَّتِهٖ، سَهْلُ الْخَلِيْقَةِ، لَيِّنُ الْعَرِيْكَةِ! نَفْسُهٗ اَصْلَبُ مِنَ الصَّلْدِ، وَ هُوَ اَذَلُّ مِنَ الْعَبْدِ.

ذلیل و خوار سمجھتا ہے۔ سربلندی کو برا سمجھتا ہے اور شہرت سے نفرت کرتا ہے۔ اس کا غم بے پایاں اور ہمت بلند ہوتی ہے۔ بہت خاموش، ہمہ وقت مشغول، شاکر، صابر، فکر میں غرق، دست طلب بڑھانے میں بخیل، خوش خلق اور نرم طبیعت ہوتا ہے اور اس کا نفس پتھر سے زیادہ سخت اور وہ خود غلام سے زیادہ متواضع ہوتا ہے۔

(٣٣٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَوْ رَاَى الْعَبْدُ الْاَجَلَ وَ مَصِيْرَهٗ لَاَبْغَضَ الْاَمَلَ وَ غُرُوْرَهٗ.

(۳۳۴)

اگر کوئی بندہ مدتِ حیات اور اس کے انجام کو دیکھے تو امیدوں اور ان کے فریب سے نفرت کرنے لگے۔

(٣٣٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِكُلِّ امْرِئٍ فِيْ مَالِهٖ شَرِيْكَانِ: الْوَارِثُ، وَ الْحَوَادِثُ.

(۳۳۵)

ہر شخص کے مال میں دو حصہ دار ہوتے ہیں: ایک وارث اور دوسرے حوادث۔

(٣٣٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْمَسْؤُوْلُ حُرٌّ حَتّٰى يَعِدَ.

(۳۳۶)

جس سے مانگا جائے وہ اسوقت تک آزاد ہے جبتک وعدہ نہ کرلے۔

(٣٣٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلدَّاعِيْ بِلَا عَمَلٍ كَالرَّامِيْ بِلَا وَتَرٍ.

(۳۳۷)

جو عمل نہیں کرتا اور دُعا مانگتا ہے وہ ایسا ہے جیسے بغیر چلّہ کمان کے تیر چلانے والا۔

(٣٣٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ:

مَطْبُوْعٌ وَّ مَسْمُوْعٌ، وَ لَا يَنْفَعُ الْمَسْمُوْعُ اِذَا لَمْ يَكُنِ الْمَطْبُوْعُ.

(۳۳۸)

علم دو طرح کا ہوتا ہے:

ایک وہ جو نفس میں رَچ بس جائے اور ایک وہ جو صرف سن لیا گیا ہو، اور سنا سنایا علم فائدہ نہیں دیتا جب تک وہ دل میں راسخ نہ ہو۔

(٣٣٩) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

صَوَابُ الرَّاْيِ بِالدُّوَلِ: يُقْبِلُ بِاِقْبَالِهَا، وَ يَذْهَبُ بِذَهَابِهَا.

(۳۳۹)

اصابتِ رائے اقبال و دولت سے وابستہ ہے۔ اگر یہ ہے تو وہ بھی ہوتی ہے، اگر یہ نہیں تو وہ بھی نہیں ہوتی۔

(۳٤٠) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَلْعَفَافُ زِیْنَةُ الْفَقْرِ، وَ الشُّکْرُ زِیْنَةُ الْغِنٰی.

(۳۴۰)

فقر کی زینت پاکدامنی اور تونگری کی زینت شکر ہے۔

(۳٤١) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

یَوْمُ الْعَدْلِ عَلَی الظَّالِمِ اَشَدُّ مِنْ یَّوْمِ الْجَوْرِ عَلَی الْمَظْلُوْمِ!

(۳۴۱)

ظالم کیلئے انصاف کا دن اس سے زیادہ سخت ہوگا جتنا مظلوم پر ظلم کا دن۔

(۳٤٢) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَلْغِنَی الْاَکْبَرُ الْیَاْسُ عَمَّا فِیْۤ اَیْدِی النَّاسِ.

(۳۴۲)

سب سے بڑی دولتمندی یہ ہے کہ دوسروں کے ہاتھ میں جو ہے اس کی آس نہ رکھی جائے۔

(۳٤٣) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَلْاَقَاوِیْلُ مَحْفُوْظَةٌ، وَ السَّرَآئِرُ مَبْلُوَّةٌ، وَ ﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ۝﴾، وَ النَّاسُ مَنْقُوْصُوْنَ مَدْخُوْلُوْنَ اِلَّا مَنْ عَصَمَ اللهُ، سَآئِلُهُمْ مُتَعَنِّتٌ، وَ مُجِیْبُهُمْ مُتَکَلِّفٌ، یَکَادُ اَفْضَلُهُمْ رَاْیًا یَرُدُّهٗ عَنْ فَضْلِ رَاْیِهِ الرِّضٰی وَ السُّخْطُ، وَ یَکَادُ اَصْلَبُهُمْ عُوْدًا تَنْکَؤُهُ اللَّحْظَةُ، وَ تَسْتَحِیْلُهُ الْکَلِمَةُ الْوَاحِدَةُ.

(۳۴۳)

گفتگوئیں محفوظ ہیں اور دلوں کے بھید جانچے جانے والے ہیں۔ ”ہر شخص اپنے اعمال کے ہاتھوں میں گروی ہے“ اور لوگوں کے جسموں میں نقص اور عقلوں میں فتور آنے والا ہے، مگر وہ کہ جسے اللہ بچائے رکھے۔ ان میں پوچھنے والا الجھانا چاہتا ہے اور جواب دینے والا (بے جانے بوجھے جواب کی) زحمت اٹھاتا ہے۔ جو ان میں درست رائے رکھتا ہے اکثر خوشنودی و ناراضگی کے تصورات اسے صحیح رائے سے موڑ دیتے ہیں، اور جو ان میں عقل کے لحاظ سے پختہ ہوتا ہے بہت ممکن ہے کہ ایک نگاہ اس کے دل پر اثر کردے اور ایک کلمہ اس میں انقلاب پیدا کردے۔

(۳٤٤) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

مَعَاشِرَ النَّاسِ! اتَّقُوا اللهَ، فَکَمْ مِّنْ مُّؤَمِّلٍ مَّا لَا یَبْلُغُهٗ، وَ بَانٍ مَّا لَا یَسْکُنُهٗ، وَ جَامِعٍ مَّا سَوْفَ یَتْرُکُهٗ،

(۳۴۴)

اے گروہ مردم! اللہ سے ڈرتے رہو! کیونکہ کتنے ہی ایسی باتوں کی امید باندھنے والے ہیں جن تک پہنچتے نہیں، اور ایسے گھر تعمیر کرنے والے ہیں جن میں رہنا نصیب نہیں ہوتا، اور ایسا مال جمع کرنے والے

وَ لَعَلَّهٗ مِنْ بَاطِلٍ جَمَعَهٗ، وَ مِنْ حَقٍّ مَّنَعَهٗ، اَصَابَهٗ حَرَامًا، وَ احْتَمَلَ بِهٖ اٰثَامًا، فَبَآءَ بِوِزْرِهٖ، وَ قَدِمَ عَلٰى رَبِّهٖ، اٰسِفًا لَّاهِفًا، قَدْ ﴿خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ۝﴾.

ہیں جسے چھوڑ جاتے ہیں۔ حالانکہ ہوسکتا ہے کہ اسے غلط طریقہ سے جمع کیا ہو یا کسی کا حق دبا کر حاصل کیا ہو۔ اس طرح اسے بطور حرام پایا ہو اور اس کی وجہ سے گناہ کا بوجھ اٹھایا ہو، تو اس کا وبال لے کر پلٹے اور اپنے پروردگار کے حضور رنج و افسوس کرتے ہوئے جا پہنچے۔ "دنیا و آخرت دونوں میں گھاٹا اٹھایا۔ یہی تو کھلم کھلا گھاٹا ہے"۔

(٣٤٥) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

مِنَ الْعِصْمَةِ تَعَذُّرُ الْمَعَاصِیْ.

(۳۴۵)

گناہ تک رسائی کا نہ ہونا بھی ایک صورت پاکدامنی کی ہے۔

(٣٤٦) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

مَآءُ وَجْهِكَ جَامِدٌ یُّقْطِرُهُ السُّؤَالُ، فَانْظُرْ عِنْدَ مَنْ تُقْطِرُهٗ.

(۳۴۶)

تمہاری آبرو قائم ہے جسے دستِ سوال دراز کرنا بہا دیتا ہے، لہٰذا یہ خیال رہے کہ کس کے آگے اپنی آبرو ریزی کر رہے ہو۔

(٣٤٧) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَلثَّنَآءُ بِاَكْثَرَ مِنَ الْاِسْتِحْقَاقِ مَلَقٌ، وَ التَّقْصِیْرُ عَنِ الْاِسْتِحْقَاقِ عِیٌّ اَوْ حَسَدٌ.

(۳۴۷)

کسی کو اس کے حق سے زیادہ سراہنا چاپلوسی ہے اور حق میں کمی کرنا کوتاہ بیانی ہے یا حسد۔

(٣٤٨) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَشَدُّ الذُّنُوْبِ مَا اسْتَهَانَ بِهٖ صَاحِبُهٗ.

(۳۴۸)

سب سے بھاری گناہ وہ ہے کہ جس کا ارتکاب کرنے والا اسے سبک سمجھے۔

(٣٤٩) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

مَنْ نَّظَرَ فِیْ عَیْبِ نَفْسِهِ اشْتَغَلَ عَنْ عَیْبِ غَیْرِهٖ، وَ مَنْ رَّضِیَ بِرِزْقِ اللّٰهِ لَمْ یَحْزَنْ عَلٰى مَا فَاتَهٗ، وَ مَنْ سَلَّ سَیْفَ الْبَغْیِ قُتِلَ بِهٖ، وَ مَنْ كَابَدَ الْاُمُوْرَ عَطِبَ، وَ مَنِ اقْتَحَمَ اللُّجَجَ غَرِقَ، وَ مَنْ دَخَلَ مَدَاخِلَ السُّوْٓءِ اتُّهِمَ.

(۳۴۹)

جو شخص اپنے عیوب پر نظر رکھے گا وہ دوسروں کی عیب جوئی سے باز رہے گا۔ اور جو اللہ کے دیئے ہوئے رزق پر خوش رہے گا وہ نہ ملنے والی چیز پر رنجیدہ نہیں ہوگا۔ جو ظلم کی تلوار کھینچتا ہے وہ اسی سے قتل ہوتا ہے۔ جو اہم امور کو زبردستی انجام دینا چاہتا ہے وہ تباہ و برباد ہوتا ہے۔ جو اٹھتی ہوئی موجوں میں پھاندتا ہے وہ ڈوبتا ہے۔ جو بدنامی کی جگہوں پر جائے گا وہ بدنام ہوگا۔

وَ مَنْ كَثُرَ كَلَامُهٗ كَثُرَ خَطَؤُهٗ، وَ مَنْ كَثُرَ خَطَؤُهٗ قَلَّ حَيَآؤُهٗ، وَ مَنْ قَلَّ حَيَآؤُهٗ قَلَّ وَرَعُهٗ، وَ مَنْ قَلَّ وَرَعُهٗ مَاتَ قَلْبُهٗ، وَ مَنْ مَّاتَ قَلْبُهٗ دَخَلَ النَّارَ.

جو زیادہ بولے گا وہ زیادہ لغزشیں کرے گا، اور جس کی لغزشیں زیادہ ہوں اس کی حیا کم ہو جائے گی، اور جس میں حیا کم ہو اس میں تقویٰ کم ہوگا، اور جس میں تقویٰ کم ہوگا اس کا دل مردہ ہو جائے گا، اور جس کا دل مردہ ہو گیا وہ دوزخ میں جا پڑا۔

وَ مَنْ نَّظَرَ فِيْ عُيُوْبِ النَّاسِ فَاَنْكَرَهَا ثُمَّ رَضِيَهَا لِنَفْسِهٖ فَذٰلِكَ الْاَحْمَقُ بِعَيْنِهٖ.

جو شخص لوگوں کے عیوب دیکھ کر ناک بھوں چڑھائے اور پھر انہیں اپنے لئے چاہے وہ سراسر احمق ہے۔

وَ الْقَنَاعَةُ مَالٌ لَّا يَنْفَدُ، وَ مَنْ اَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ رَضِيَ مِنَ الدُّنْيَا بِالْيَسِيْرِ، وَ مَنْ عَلِمَ اَنَّ كَلَامَهٗ مِنْ عَمَلِهٖ قَلَّ كَلَامُهٗۤ اِلَّا فِيْمَا يَعْنِيْهِ.

قناعت ایسا سرمایہ ہے جو ختم نہیں ہوتا۔ جو موت کو زیادہ یاد رکھتا ہے وہ تھوڑی سی دنیا پر بھی خوش رہتا ہے۔ جو شخص یہ جانتا ہے کہ اس کا قول بھی عمل کا ایک جز ہے وہ مطلب کی بات کے علاوہ کلام نہیں کرتا۔

(۳۵۰) وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِلظَّالِمِ مِنَ الرِّجَالِ ثَلَاثُ عَلَامَاتٍ: يَظْلِمُ مَنْ فَوْقَهٗ بِالْمَعْصِيَةِ، وَ مَنْ دُوْنَهٗ بِالْغَلَبَةِ، وَ يُظَاهِرُ الْقَوْمَ الظَّلَمَةَ.

لوگوں میں جو ظالم ہو اس کی تین علامتیں ہیں: وہ ظلم کرتا ہے اپنے سے بالا ہستی کی خلاف ورزی سے، اور اپنے سے پست لوگوں پر قہر و تسلط سے اور ظالموں کی کمک و امداد کرتا ہے۔

(۳۵۱) وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عِنْدَ تَنَاهِي الشِّدَّةِ تَكُوْنُ الْفَرْجَةُ، وَ عِنْدَ تَضَايُقِ حَلَقِ الْبَلَآءِ يَكُوْنُ الرَّخَآءُ.

جب سختی انتہا کو پہنچ جائے تو کشائش و فراخی ہوگی اور جب ابتلا و مصیبت کی کڑیاں تنگ ہو جائیں تو راحت و آسائش حاصل ہوتی ہے۔

(۳۵۲) وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِبَعْضِ اَصْحَابِهٖ:

اپنے اصحاب میں سے ایک سے فرمایا:

لَا تَجْعَلَنَّ اَكْثَرَ شُغُلِكَ بِاَهْلِكَ وَ وَلَدِكَ: فَاِنْ يَّكُنْ اَهْلُكَ وَ وَلَدُكَ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ، فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَوْلِيَآءَهٗ، وَ اِنْ يَكُوْنُوْۤا اَعْدَآءَ اللّٰهِ، فَمَا هَمُّكَ وَ شُغُلُكَ بِاَعْدَآءِ اللّٰهِ؟!.

زن و فرزند کی زیادہ فکر میں نہ رہو، اس لئے کہ اگر وہ دوستانِ خدا ہیں تو خدا اپنے دوستوں کو برباد نہ ہونے دے گا، اور اگر دشمنانِ خدا ہیں تو تمہیں دشمنانِ خدا کی فکروں اور دھندوں میں پڑنے سے مطلب ہی کیا۔

(۳۵۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَكْبَرُ الْعَيْبِ اَنْ تَعِيْبَ مَا فِيْكَ مِثْلُهٗ.

(۳۵۳)

سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ اس عیب کو برا کہو جس کے مانند خود تمہارے اندر موجود ہے۔

(۳۵٤) وَهَنَّا بِحَضْرَتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رَجُلٌ رَجُلًا بِغُلَامٍ وُّلِدَ لَهٗ، فَقَالَ لَهٗ: لِيَهْنِئْكَ الْفَارِسُ. فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

لَا تَقُلْ ذٰلِكَ، وَ لٰكِنْ قُلْ: شَكَرْتَ الْوَاهِبَ، وَ بُوْرِكَ لَكَ فِى الْمَوْهُوْبِ، وَ بَلَغَ اَشُدَّهٗ، وَ رُزِقْتَ بِرَّهٗ.

(۳۵۴)

حضرتؑ کے سامنے ایک نے دوسرے شخص کو فرزند کے پیدا ہونے پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ: ''شہسوار مبارک ہو''! جس پر حضرتؑ نے فرمایا کہ:

یہ نہ کہو! بلکہ یہ کہو کہ تم بخشنے والے (خدا) کے شکر گزار ہوئے، یہ بخشی ہوئی نعمت تمہیں مبارک ہو! یہ اپنے کمال کو پہنچے اور اس کی نیکی و سعادت تمہیں نصیب ہو!۔

(۳۵۵) {وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ}

وَ بَنٰى رَجُلٌ مِّنْ عُمَّالِهٖ بِنَآءً فَخْمًا، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

اَطْلَعَتِ الْوَرِقُ رُؤُوْسَهَا! اِنَّ الْبِنَآءَ يَصِفُ لَكَ الْغِنٰى.

(۳۵۵)

حضرتؑ کے عمال میں سے ایک شخص نے ایک بلند عمارت تعمیر کی جس پر آپؑ نے فرمایا:

چاندی کے سکوں نے سر نکالا ہے۔ بلاشبہ یہ عمارت تمہاری ثروت کی غمازی کرتی ہے۔

(۳۵٦) وَقِيْلَ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَوْ سُدَّ عَلٰى رَجُلٍ بَابُ بَيْتِهٖ، وَ تُرِكَ فِيْهِ، مِنْ اَيْنَ كَانَ يَاْتِيْهِ رِزْقُهٗ؟ فَقَالَ عليه السلام:

مِنْ حَيْثُ يَاْتِيْهِ اَجَلُهٗ.

(۳۵۶)

حضرتؑ سے کہا گیا کہ: اگر کسی شخص کو گھر میں چھوڑ کر اس کا دروازہ بند کر دیا جائے تو اس کی روزی کدھر سے آئے گی؟ فرمایا:

جدھر سے اس کی موت آئے گی۔

(۳۵۷) وَعَزّٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَوْمًا عَنْ مَّيِّتٍ لَّهُمْ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَيْسَ بِكُمْ بَدَاَ، وَ لَاَ

(۳۵۷)

حضرتؑ نے ایک جماعت کو ان کے مرنے والے کی تعزیت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

اس موت کی ابتدا تم سے نہیں ہوئی ہے اور نہ اس کی انتہا

اِلَيْكُمْ انْتَهٰى، وَ قَدْ كَانَ صَاحِبُكُمْ هٰذَا يُسَافِرُ، فَعُدُّوْهُ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ، فَاِنْ قَدِمَ عَلَيْكُمْ وَ اِلَّا قَدِمْتُمْ عَلَيْهِ.

تم پر ہے۔ یہ تمہارا ساتھی مصروف سفر رہتا تھا۔ اب بھی یہی سمجھو کہ وہ اپنے کسی سفر میں ہے۔ اگر وہ آ گیا تو بہتر، ورنہ تم خود اس کے پاس پہنچ جاؤ گے۔

(۳۵۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَيُّهَا النَّاسُ! لِيَرَكُمُ اللّٰهُ مِنَ النِّعْمَةِ وَجِلِيْنَ كَمَا يَرَاكُمْ مِنَ النِّقْمَةِ فَرِقِيْنَ، اِنَّهٗ مَنْ وُّسِّعَ عَلَيْهِ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ فَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ اسْتِدْرَاجًا فَقَدْ اَمِنَ مَخُوْفًا، وَ مَنْ ضُيِّقَ عَلَيْهِ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ فَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ اخْتِبَارًا فَقَدْ ضَيَّعَ مَاْمُوْلًا.

(۳۵۸)

اے لوگو! چاہیے کہ اللہ تم کو نعمت و آسائش کے موقع پر بھی اسی طرح خائف و ترساں دیکھے جس طرح تمہیں عذاب سے ہراساں دیکھتا ہے۔ بیشک جسے فراخ دستی حاصل ہو اور وہ اسے کم کم عذاب کی طرف بڑھنے کا سبب نہ سمجھے تو اس نے خوفناک چیز سے اپنے کو مطمئن سمجھ لیا، اور جو تنگدست ہو اور وہ اسے آزمائش نہ سمجھے تو اس نے اس ثواب کو ضائع کر دیا کہ جس کی امید و آرزو کی جاتی ہے۔

(۳۵۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَآ اَسْرَى الرَّغْبَةِ! اَقْصِرُوْا، فَاِنَّ الْمُعَرِّجَ عَلَى الدُّنْيَا لَا يَرُوْعُهٗ مِنْهَا اِلَّا صَرِيْفُ اَنْيَابِ الْحِدْثَانِ.

اَيُّهَا النَّاسُ! تَوَلَّوْا مِنْ اَنْفُسِكُمْ تَاْدِيْبَهَا، وَ اعْدِلُوْا بِهَا عَنْ ضَرَاوَةِ عَادَاتِهَا.

(۳۵۹)

اے حرص و طمع کے اسیرو! باز آؤ، کیونکہ دنیا پر ٹوٹنے والوں کو حوادث زمانہ کے دانت پیسنے ہی کا اندیشہ کرنا چاہیے۔

اے لوگو! خود ہی اپنی اصلاح کا ذمہ لو اور اپنی عادتوں کے تقاضوں سے منہ موڑ لو۔

(۳۶۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا تَظُنَّنَّ بِكَلِمَةٍ خَرَجَتْ مِنْ اَحَدٍ سُوْٓءًا، وَ اَنْتَ تَجِدُ لَهَا فِي الْخَيْرِ مُحْتَمَلًا.

(۳۶۰)

کسی کے منہ سے نکلنے والی بات میں اگر اچھائی کا پہلو نکل سکتا ہو تو اس کے بارے میں بدگمانی نہ کرو۔

(۳۶۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِذَا كَانَتْ لَكَ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ حَاجَةٌ فَابْدَاْ بِمَسْئَلَةِ الصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ﷺ، ثُمَّ سَلْ حَاجَتَكَ، فَاِنَّ اللّٰهَ اَكْرَمُ مِنْ اَنْ يُّسْئَلَ حَاجَتَيْنِ، فَيَقْضِيَ اِحْدَاهُمَا وَ يَمْنَعَ الْاُخْرٰى.

(۳۶۱)

جب اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرو تو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو، پھر اپنی حاجت مانگو، کیونکہ خداوند عالم اس سے بلند تر ہے کہ اس سے دو حاجتیں طلب کی جائیں اور وہ ایک پوری کر دے اور ایک روک لے۔

(۳۶۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ ضَنَّ بِعِرْضِهٖ فَلْيَدَعِ الْمِرَآءَ.

(۳۶۲)

جسے اپنی آبرو عزیز ہو وہ لڑائی جھگڑے سے کنارہ کش رہے۔

(۳۶۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مِنَ الْخُرْقِ الْمُعَاجَلَةُ قَبْلَ الْاِمْكَانِ، وَ الْاَنَاةُ بَعْدَ الْفُرْصَةِ.

(۳۶۳)

امکان پیدا ہونے سے پہلے کسی کام میں جلد بازی کرنا اور موقع آنے پر دیر کرنا دونوں حماقت میں داخل ہیں۔

(۳۶۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا تَسْئَلْ عَمَّا لَا يَكُوْنُ، فَفِي الَّذِيْ قَدْ كَانَ لَكَ شُغُلٌ.

(۳۶۴)

جو بات نہ ہونے والی ہو اس کے متعلق سوال نہ کرو۔ اس لئے کہ جو ہے وہی تمہارے لئے کافی ہے۔

(۳۶۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْفِكْرُ مِرْاٰةٌ صَافِيَةٌ، وَ الْاِعْتِبَارُ مُنْذِرٌ نَّاصِحٌ، وَ كَفٰى اَدَبًا لِّنَفْسِكَ تَجَنُّبُكَ مَا كَرِهْتَهٗ لِغَيْرِكَ.

(۳۶۵)

فکر ایک روشن آئینہ ہے، عبرت اندوزی ایک خیر خواہ متنبہ کرنے والی چیز ہے۔ نفس کی اصلاح کیلئے یہی کافی ہے کہ جن چیزوں کو دوسروں کیلئے برا سمجھتے ہو ان سے بچ کر رہو۔

(۳۶۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْعِلْمُ مَقْرُوْنٌ بِالْعَمَلِ، فَمَنْ عَلِمَ عَمِلَ، وَ الْعِلْمُ يَهْتِفُ بِالْعَمَلِ، فَاِنْ اَجَابَهٗ وَ اِلَّا ارْتَحَلَ عَنْهُ.

(۳۶۶)

علم عمل سے وابستہ ہے، لہٰذا جو جانتا ہے وہ عمل بھی کرتا ہے اور علم عمل کو پکارتا ہے۔ اگر وہ لبیک کہتا ہے تو بہتر، ورنہ وہ بھی اس سے رخصت ہو جاتا ہے۔

(۳۶۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَاۤ اَيُّهَا النَّاسُ! مَتَاعُ الدُّنْيَا حُطَامٌ مُّوْبِئٌ، فَتَجَنَّبُوْا مَرْعَاهُ قُلْعَتُهَا اَحْظٰى مِنْ طُمَاْنِيْنَتِهَا، وَ بُلْغَتُهَا اَزْكٰى مِنْ ثَرْوَتِهَا، حُكِمَ عَلٰى مُكْثِرِيْهَا بِالْفَاقَةِ، وَ اُعِيْنَ مَنْ غَنِيَ عَنْهَا بِالرَّاحَةِ. مَنْ رَّاقَهٗ زِبْرِجُهَا اَعْقَبَتْ نَاظِرَيْهِ كَمَهًا،

(۳۶۷)

اے لوگو! دنیا کا ساز و سامان سوکھا سڑا بھوسا ہے جو وبا پیدا کرنے والا ہے۔ لہٰذا اس چراگاہ سے دور رہو کہ جس سے چل چلاؤ باطمینان منزل کرنے سے زیادہ فائدہ مند ہے، اور صرف بقدر کفاف لے لینا اس دولت و ثروت سے زیادہ برکت والا ہے۔ اس کے دولت مندوں کیلئے فقر طے ہو چکا ہے اور اس سے بے نیاز رہنے والوں کو راحت کا سہارا دیا گیا ہے۔ جس کو اس کی سج دھج لبھا لیتی ہے وہ انجام کار اس کی دونوں آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے، اور جو اس کی چاہت کو اپنا شعار بنا

وَ مَنِ اسْتَشْعَرَ الشَّغَفَ بِهَا مَلَئَتْ ضَمِيْرَهٗ اَشْجَانًا، لَهُنَّ رَقْصٌ عَلٰى سُوَيْدَآءِ قَلْبِهٖ: هَمٌّ يَّشْغَلُهٗ وَ هَمٌّ يَّحْزُنُهٗ، كَذٰلِكَ حَتّٰى يُؤْخَذَ بِكَظَمِهٖ فَيُلْقٰى بِالْفَضَآءِ مُنْقَطِعًا اَبْهَرَاهُ، هَيِّنًا عَلَى اللّٰهِ فَنَآؤُهٗ، وَ عَلَى الْاِخْوَانِ اِلْقَآؤُهٗ.

لیتا ہے وہ اس کے دل کو ایسے غموں سے بھر دیتی ہے جو دل کی گہرائیوں میں تلاطم برپا کرتے ہیں۔ یوں کہ کبھی کوئی فکر اسے گھیرے رہتی ہے اور کبھی کوئی اندیشہ اسے رنجیدہ بنائے رہتا ہے۔ وہ اسی حالت میں ہوتا ہے کہ اس کا گلا گھوٹا جانے لگتا ہے، اور وہ بیابان میں ڈال دیا جاتا ہے اس عالم میں کہ اس کے دل کی دونوں رگیں ٹوٹ چکی ہوتی ہیں۔ اللہ کو اس کا فنا کرنا سہل اور اس کے بھائی بندوں کا اسے قبر میں اتارنا آسان ہوجاتا ہے۔

وَ اِنَّمَا يَنْظُرُ الْمُؤْمِنُ اِلَى الدُّنْيَا بِعَيْنِ الْاِعْتِبَارِ، وَ يَقْتَاتُ مِنْهَا بِبَطْنِ الْاِضْطِرَارِ، وَ يَسْمَعُ فِيْهَا بِاُذُنِ الْمَقْتِ وَ الْاِبْغَاضِ، اِنْ قِيْلَ اَثْرٰى قِيْلَ اَكْدٰى، وَ اِنْ فُرِحَ لَهٗ بِالْبَقَآءِ حُزِنَ لَهٗ بِالْفَنَآءِ، هٰذَا وَ لَمْ يَاْتِهِمْ يَوْمٌ فِيْهِ يُبْلِسُوْنَ.

مومن دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس سے اتنی ہی غذا حاصل کرتا ہے جتنی پیٹ کی ضرورت مجبور کرتی ہے، اور اس کے بارے میں ہر بات کو بغض و عناد کے کانوں سے سنتا ہے۔ اگر کسی کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مالدار ہو گیا ہے تو پھر یہ بھی کہنے میں آتا ہے کہ نادار ہو گیا ہے۔ اگر زندگی پر خوشی کی جاتی ہے تو مرنے پر غم بھی ہوتا ہے۔ یہ حالت ہے، حالانکہ ابھی وہ دن نہیں آیا کہ جس میں پوری مایوسی چھا جائے گی۔

(٣٦٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَضَعَ الثَّوَابَ عَلٰى طَاعَتِهٖ، وَ الْعِقَابَ عَلٰى مَعْصِيَتِهٖ، ذِيَادَةً لِّعِبَادِهٖ عَنْ نِّقْمَتِهٖ، وَ حِيَاشَةً لَّهُمْ اِلٰى جَنَّتِهٖ.

(۳۶۸)

اللہ سبحانہ نے اپنی اطاعت پر ثواب اور اپنی معصیت پر سزا اس لئے رکھی ہے کہ اپنے بندوں کو عذاب سے دور کرے اور جنت کی طرف گھیر کر لے جائے۔

(٣٦٩) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يَبْقٰى فِيْهِمْ مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ، وَ مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ، وَ مَسَاجِدُهُمْ يَوْمَئِذٍ عَامِرَةٌ مِّنَ الْبِنٰى، خَرَابٌ مِّنَ الْهُدٰى، سُكَّانُهَا وَ عُمَّارُهَا شَرُّ

(۳۶۹)

لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا جب ان میں صرف قرآن کے نقوش اور اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا، اس وقت مسجدیں تعمیر و زینت کے لحاظ سے آباد اور ہدایت کے اعتبار سے ویران ہوں گی۔ ان میں ٹھہرنے والے اور انہیں آباد کرنے والے تمام اہل زمین میں سب

اَهْلِ الْاَرْضِ، مِنْهُمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ، وَ اِلَيْهِمْ تَأْوِی الْخَطِيْٓئَةُ، يَرُدُّوْنَ مَنْ شَذَّ عَنْهَا فِيْهَا، وَ يَسُوْقُوْنَ مَنْ تَاَخَّرَ عَنْهَاۤ اِلَيْهَا، يَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ: «فَبِیْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰۤى اُولٰٓئِكَ فِتْنَةً اَتْرُكُ الْحَلِيْمَ فِيْهَا حَيْرَانَ»، وَ قَدْ فَعَلَ، وَ نَحْنُ نَسْتَقِيْلُ اللّٰهَ عَثْرَةَ الْغَفْلَةِ.

سے بدتر ہوں گے، وہ فتنوں کا سرچشمہ اور گناہوں کا مرکز ہوں گے، جو ان فتنوں سے منہ موڑے گا انہیں انہی فتنوں کی طرف پلٹائیں گے، اور جو قدم پیچھے ہٹائے گا انہیں دھکیل کر ان کی طرف لائیں گے۔ ارشادِ الٰہی ہے کہ: ”مجھے اپنی ذات کی قسم میں ان لوگوں پر ایسا فتنہ نازل کروں گا جس میں حلیم و بردبار کو حیران و سرگردان چھوڑ دوں گا“۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ ہم اللہ سے غفلت کی ٹھوکروں سے عفو کے خواستگار ہیں۔

(۳۷۰) وَ رُوِیَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَلَّمَا اعْتَدَلَ بِهِ الْمِنْۢبَرُ اِلَّا قَالَ اَمَامَ الْخُطْبَةِ:

اَيُّهَا النَّاسُ! اتَّقُوا اللّٰهَ، فَمَا خُلِقَ امْرَءٌ عَبَثًا فَيَلْهُوَ، وَ لَا تُرِكَ سُدًى فَيَلْغُوَ، وَ مَا دُنْيَاهُ الَّتِیْ تَحَسَّنَتْ لَهٗ بِخَلَفٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ الَّتِیْ قَبَّحَهَا سُوْٓءُ النَّظَرِ عِنْدَهٗ، وَ مَا الْمَغْرُوْرُ الَّذِیْ ظَفِرَ مِنَ الدُّنْيَا بِاَعْلٰى هِمَّتِهٖ كَالْاٰخَرِ الَّذِیْ ظَفِرَ مِنَ الْاٰخِرَةِ بِاَدْنٰى سُهْمَتِهٖ.

(۳۷۰)

جب بھی آپؑ منبر پر رونق افروز ہوتے تو ایسا اتفاق کم ہوتا تھا کہ خطبہ سے پہلے یہ کلمات نہ فرمائیں:

اے لوگو! اللہ سے ڈرو، کیونکہ کوئی شخص بے کار پیدا نہیں کیا گیا کہ وہ کھیل کود میں پڑ جائے، اور نہ اسے بے قید و بند چھوڑ دیا گیا ہے کہ بیہودگیاں کرنے لگے، اور یہ دنیا جو اس کیلئے آراستہ و پیراستہ ہے اس آخرت کا عوض نہیں ہو سکتی جس کو اس کی غلط نگاہ نے بری صورت میں پیش کیا ہے۔ وہ فریب خوردہ جو اپنی بلند ہمتی سے دنیا حاصل کرنے میں کامیاب ہوا اس دوسرے شخص کے مانند نہیں ہو سکتا جس نے تھوڑا بہت آخرت کا حصہ حاصل کر لیا ہو۔

(۳۷۱) وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا شَرَفَ اَعْلٰى مِنَ الْاِسْلَامِ، وَ لَا عِزَّ اَعَزُّ مِنَ التَّقْوٰى، وَ لَا مَعْقِلَ اَحْسَنُ مِنَ الْوَرَعِ، وَ لَا شَفِيْعَ اَنْجَحُ مِنَ التَّوْبَةِ، وَ لَا كَنْزَ اَغْنٰى مِنَ الْقَنَاعَةِ، وَ لَا مَالَ اَذْهَبُ لِلْفَاقَةِ مِنَ الرِّضٰى بِالْقُوْتِ، وَ مَنِ اقْتَصَرَ عَلٰى بُلْغَةِ

(۳۷۱)

کوئی شرف اسلام سے بلند تر نہیں۔ کوئی بزرگی تقویٰ سے زیادہ باوقار نہیں۔ کوئی پناہ گاہ پرہیزگاری سے بہتر نہیں۔ کوئی سفارش کرنے والا توبہ سے بڑھ کر کامیاب نہیں۔ کوئی خزانہ قناعت سے زیادہ بے نیاز کرنے والا نہیں۔ کوئی مال بقدر کفاف پر رضامند رہنے سے بڑھ کر فقر و احتیاج کا دور کرنے والا

الْكَفَافِ فَقَدِ انْتَظَمَ الرَّاحَةَ، وَ تَبَوَّاَخَفْضَ الدَّعَةِ، وَ الرَّغْبَةُ مِفْتَاحُ النَّصَبِ وَ مَطِيَّةُالتَّعَبِ، وَ الْحِرْصُ وَ الْكِبْرُ وَ الْحَسَدُ دَوَاعٍ اِلَى التَّقَحُّمِ فِي الذُّنُوْبِ، وَ الشَّرُّ جَامِعٌ لِّمَسَاوِئِ الْعُيُوْبِ.

نہیں۔ جو شخص قدرِ حاجت پر اکتفا کر لیتا ہے وہ آسائش و راحت پالیتا ہے اور آرام و آسودگی میں منزل بنا لیتا ہے۔ خواہش و رغبت، رنج و تکلیف کی کلید اور مشقت و اندوہ کی سواری ہے۔ حرص، تکبر اور حسد، گناہوں میں پھاند پڑنے کے محرکات ہیں، اور بدکردار تمام برے عیوب کو حاوی ہے۔

(۳۷۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْاَنْصَارِيِّ:

يَا جَابِرُ! قِوَامُ الدِّيْنِ وَ الدُّنْيَا بِاَرْبَعَةٍ: عَالِمٍ مُّسْتَعْمِلٍ عِلْمَهٗ، وَ جَاهِلٍ لَّا يَسْتَنْكِفُ اَنْ يَّتَعَلَّمَ، وَ جَوَادٍ لَّا يَبْخَلُ بِمَعْرُوْفِهٖ، وَ فَقِيْرٍ لَّا يَبِيْعُ اٰخِرَتَهٗ بِدُنْيَاهُ؛ فَاِذَا ضَيَّعَ الْعَالِمُ عِلْمَهٗ اسْتَنْكَفَ الْجَاهِلُ اَنْ يَّتَعَلَّمَ، وَ اِذَا بَخِلَ الْغَنِيُّ بِمَعْرُوْفِهٖ بَاعَ الْفَقِيْرُ اٰخِرَتَهٗ بِدُنْيَاهُ.

يَا جَابِرُ! مَنْ كَثُرَتْ نِعَمُ اللهِ عَلَيْهِ كَثُرَتْ حَوَآئِجُ النَّاسِ اِلَيْهِ، فَمَنْ قَامَ لِلّٰهِ فِيْهَا بِمَا يَجِبُ عَرَّضَهَا لِلدَّوَامِ وَ الْبَقَآءِ، وَ مَنْ لَّمْ يَقُمْ فِيْهَا بِمَا يَجِبُ عَرَّضَهَا لِلزَّوَالِ وَ الْفَنَآءِ.

(۳۷۲)

جابر ابن عبداللہ انصاری سے فرمایا:

اے جابر! چار قسم کے آدمیوں سے دین و دنیا کا قیام ہے: ”عالم“ جو اپنے علم کو کام میں لاتا ہو، ”جاہل“ جو علم کے حاصل کرنے میں عار نہ کرتا ہو، ”سخی“ جو داد و دہش میں بخل نہ کرتا ہو اور ”فقیر“ جو آخرت کو دنیا کے عوض نہ بیچتا ہو۔ تو جب عالم اپنے علم کو برباد کرے گا تو جاہل اس کے سیکھنے میں عار سمجھے گا، اور جب دولت مند نیکی و احسان میں بخل کرے گا تو فقیر اپنی آخرت دنیا کے بدلے بیچ ڈالے گا۔

اے جابر! جس پر اللہ کی نعمتیں زیادہ ہوں گی لوگوں کی حاجتیں بھی اس کے دامن سے زیادہ وابستہ ہوں گی، لہٰذا جو شخص ان نعمتوں پر عائد ہونے والے حقوق کو اللہ کی خاطر ادا کرے گا، وہ ان کیلئے دوام و ہمیشگی کا سامان کرے گا اور جو ان واجب حقوق کے ادا کرنے کیلئے کھڑا نہیں ہوگا وہ انہیں فنا و بربادی کی زد پر لے آئے گا۔

(۳۷۳) {وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ}

وَ رَوَى ابْنُ جَرِيْرٍ الطَّبَرِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلَى الْفَقِيْهِ ــ وَ كَانَ مِمَّنْ خَرَجَ لِقِتَالِ الْحَجَّاجِ مَعَ ابْنِ الْاَشْعَثِ ــ

(۳۷۳)

ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰ فقیہ سے روایت کی ہے، اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جو ابن اشعث کے ساتھ حجاج سے لڑنے کیلئے

اَنَّهٗ قَالَ فِيْمَا كَانَ يَحُضُّ بِهِ النَّاسَ عَلَى الْجِهَادِ: اِنِّيْ سَمِعْتُ عَلِيًّا عليه السلام يَقُوْلُ يَوْمَ لَقِيْنَا اَهْلَ الشَّامِ:

اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ! اِنَّهٗ مَنْ رَّاٰى عُدْوَانًا يُّعْمَلُ بِهٖ وَ مُنْكَرًا يُّدْعٰۤى اِلَيْهِ فَاَنْكَرَهٗ بِقَلْبِهٖ فَقَدْ سَلِمَ وَ بَرِئَ، وَ مَنْ اَنْكَرَهٗ بِلِسَانِهٖ فَقَدْ اُجِرَ وَ هُوَ اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ، وَ مَنْ اَنْكَرَهٗ بِالسَّيْفِ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَ كَلِمَةُ الظّٰلِمِيْنَ هِيَ السُّفْلٰى، فَذٰلِكَ الَّذِيْۤ اَصَابَ سَبِيْلَ الْهُدٰى، وَ قَامَ عَلَى الطَّرِيْقِ، وَ نَوَّرَ فِيْ قَلْبِهِ الْيَقِيْنُ.

نکلے تھے کہ وہ لوگوں کو جہاد پر ابھارنے کیلئے کہتے تھے کہ: ہم جب اہل شام سے لڑنے کیلئے بڑھے تو میں نے علی علیہ السلام کو فرماتے سنا:

اے اہل ایمان! جو شخص دیکھے کہ ظلم و عدوان پر عمل ہو رہا ہے اور برائی کی طرف دعوت دی جا رہی ہے اور وہ دل سے اسے برا سمجھے، تو وہ (عذاب سے) محفوظ اور (گناہ سے) بری ہو گیا، اور جو زبان سے اسے برا کہے وہ ماجور ہے اور صرف دل سے برا سمجھنے والے سے افضل ہے، اور جو شخص شمشیر بکف ہو کر اس برائی کے خلاف کھڑا ہو، تاکہ اللہ کا بول بالا ہو اور ظالموں کی بات گر جائے تو یہی وہ شخص ہے جس نے ہدایت کی راہ کو پا لیا اور سیدھے راستے پر ہو لیا اور اس کے دل میں یقین نے روشنی پھیلا دی۔

(٣٧٤) وَ فِيْ كَلَامٍ اٰخَرَ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَجْرِيْ هٰذَا الْمَجْرٰى:

فَمِنْهُمُ الْمُنْكِرُ لِلْمُنْكَرِ بِيَدِهٖ وَ لِسَانِهٖ وَ قَلْبِهٖ، فَذٰلِكَ الْمُسْتَكْمِلُ لِخِصَالِ الْخَيْرِ، وَ مِنْهُمُ الْمُنْكِرُ بِلِسَانِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ التَّارِكُ بِيَدِهٖ، فَذٰلِكَ مُتَمَسِّكٌ بِخَصْلَتَيْنِ مِنْ خِصَالِ الْخَيْرِ وَ مُضَيِّعٌ خَصْلَةً، وَ مِنْهُمُ الْمُنْكِرُ بِقَلْبِهٖ وَ التَّارِكُ بِيَدِهٖ وَ لِسَانِهٖ، فَذٰلِكَ الَّذِيْ ضَيَّعَ اَشْرَفَ الْخَصْلَتَيْنِ مِنَ الثَّلَاثِ وَ تَمَسَّكَ بِوَاحِدَةٍ، وَ مِنْهُمْ تَارِكٌ لِاِنْكَارِ الْمُنْكَرِ بِلِسَانِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ يَدِهٖ، فَذٰلِكَ مَيِّتُ الْاَحْيَآءِ.

(۳۷۴)

اسی انداز پر حضرتؑ کا ایک یہ کلام ہے:

لوگوں میں سے ایک وہ ہے جو برائی کو ہاتھ، زبان اور دل سے برا سمجھتا ہے۔ چنانچہ اس نے اچھی خصلتوں کو پورے طور پر حاصل کر لیا ہے۔ اور ایک وہ ہے جو زبان اور دل سے برا سمجھتا ہے لیکن ہاتھ سے اسے نہیں مٹاتا تو اس نے اچھی خصلتوں میں سے دو خصلتوں سے ربط رکھا اور ایک خصلت کو رائیگاں کر دیا۔ اور ایک وہ ہے جو دل سے برا سمجھتا ہے لیکن اسے مٹانے کیلئے ہاتھ اور زبان کسی سے کام نہیں لیتا اس نے تین خصلتوں میں سے دو عمدہ خصلتوں کو ضائع کر دیا اور صرف ایک سے وابستہ رہا۔ اور ایک وہ ہے جو نہ زبان سے، نہ ہاتھ سے اور نہ دل سے برائی کی روک تھام کرتا ہے، یہ زندوں میں (چلتی پھرتی ہوئی) لاش ہے۔

وَ مَآ اَعْمَالُ الْبِرِّ كُلُّهَا وَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، عِنْدَ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، اِلَّا كَنَفْثَةٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ، وَ اِنَّ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ لَا يُقَرِّبَانِ مِنْ اَجَلٍ، وَ لَا يَنْقُصَانِ مِنْ رِّزْقٍ، وَ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ اِمَامٍ جَآئِرٍ.

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمام اعمالِ خیر اور جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے گہرے دریا میں لعاب دہن کے ریزے ہوں۔ یہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ایسا نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے موت قبل از وقت آجائے، یا رزق معین میں کمی ہوجائے۔ اور ان سب سے بہتر وہ حق بات ہے جو کسی جابر حکمران کے سامنے کہی جائے۔

(٣٧٥) {وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ}

وَ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ:

اَوَّلُ مَا تُغْلَبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْجِهَادِ الْجِهَادُ بِاَيْدِيْكُمْ، ثُمَّ بِاَلْسِنَتِكُمْ، ثُمَّ بِقُلُوْبِكُمْ؛ فَمَنْ لَّمْ يَعْرِفْ بِقَلْبِهٖ مَعْرُوْفًا، وَ لَمْ يُنْكِرْ مُنْكَرًا، قُلِبَ فَجُعِلَ اَعْلَاهُ اَسْفَلَهٗ، وَ اَسْفَلُهٗ اَعْلَاهُ.

(٣٧٥)

ابو جحیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے امیر المومنین علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ:

پہلا جہاد کہ جس سے تم مغلوب ہو جاؤ گے، ہاتھ کا جہاد ہے، پھر زبان کا اور پھر دل کا۔ جس نے دل سے بھلائی کو اچھا اور برائی کو برا نہ سمجھا، اسے الٹ پلٹ کر دیا جائے گا۔ اس طرح کہ اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کر دیا جائے گا۔

(٣٧٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ الْحَقَّ ثَقِيْلٌ مَّرِيْٓءٌ، وَ اِنَّ الْبَاطِلَ خَفِيْفٌ وَّبِيْٓءٌ.

(٣٧٦)

حق گراں، مگر خوشگوار ہوتا ہے اور باطل ہلکا، مگر وبا پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔

(٣٧٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا تَاْمَنَنَّ عَلٰى خَيْرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ عَذَابَ اللّٰهِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾.

وَلَا تَيْاَسَنَّ لِشَرِّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ

(٣٧٧)

اس اُمت کے بہترین شخص کے بارے میں بھی اللہ کے عذاب سے بالکل مطمئن نہ ہو جاؤ، کیونکہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ: "گھاٹا اٹھانے والے لوگ ہی اللہ کے عذاب سے مطمئن ہو بیٹھتے ہیں"۔

اور اس اُمت کے بدترین آدمی کے بارے میں بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے کہ: "خدا کی رحمت سے

اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ○﴾.

(۳۷۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْبُخْلُ جَامِعٌ لِّمَسَاوِی الْعُيُوْبِ، وَ هُوَ زِمَامٌ يُّقَادُ بِهٖۤ اِلٰى كُلِّ سُوْٓءٍ.

(۳۷۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلرِّزْقُ رِزْقَانِ: رِزْقٌ تَطْلُبُهٗ، وَ رِزْقٌ يَّطْلُبُكَ، فَاِنْ لَّمْ تَاْتِهٖ اَتَاكَ، فَلَا تَحْمِلْ هَمَّ سَنَتِكَ عَلٰى هَمِّ يَوْمِكَ! كَفَاكَ كُلُّ يَوْمٍ مَّا فِيْهِ، فَاِنْ تَكُنِ السَّنَةُ مِنْ عُمُرِكَ، فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَيُؤْتِيْكَ فِیْ كُلِّ غَدٍ جَدِيْدٍ مَّا قَسَمَ لَكَ، وَ اِنْ لَّمْ تَكُنِ السَّنَةُ مِنْ عُمُرِكَ، فَمَا تَصْنَعُ بِالْهَمِّ لِمَا لَيْسَ لَكَ، وَ لَنْ يَّسْبِقَكَ اِلٰى رِزْقِكَ طَالِبٌ، وَ لَنْ يَّغْلِبَكَ عَلَيْهِ غَالِبٌ، وَ لَنْ يُّبْطِئَ عَنْكَ مَا قَدْ قُدِّرَ لَكَ.

قَالَ الرَّضِیُّ: وَ قَدْ مَضٰى هٰذَا الْكَلَامُ فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ، اِلَّاۤ اَنَّهٗ هٰهُنَا اَوْضَحُ وَ اَشْرَحُ، فَلِذٰلِكَ كَرَّرْنَاهُ عَلَى الْقَاعِدَةِ الْمُقَرَّرَةِ فِیْۤ اَوَّلِ الْكِتَابِ.

(۳۸۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رُبَّ مُسْتَقْبِلٍ يَّوْمًا لَّيْسَ بِمُسْتَدْبِرِهٖ، وَ مَغْبُوْطٍ فِیْۤ اَوَّلِ لَيْلِهٖ قَامَتْ بَوَاكِيْهِ فِیْۤ اٰخِرِهٖ.

کافروں کے علاوہ کوئی اور نا امید نہیں ہوتا“۔

(۳۷۸)

بخل تمام برے عیوب کا مجموعہ ہے اور ایسی مہار ہے جس سے ہر برائی کی طرف کھینچ کر جایا جا سکتا ہے۔

(۳۷۹)

رزق دو طرح کا ہوتا ہے: ایک وہ جس کی تلاش میں تم ہو اور ایک وہ جو تمہاری جستجو میں ہے۔ اگر تم اس تک نہ پہنچ سکو گے تو وہ تم تک پہنچ کر رہے گا۔ لہٰذا اپنے ایک دن کی فکر پر سال بھر کی فکریں نہ لا دو۔ جو ہر دن کا رزق ہے وہ تمہارے لئے کافی ہے۔ اگر تمہاری عمر کا کوئی سال باقی ہے تو اللہ ہر نئے دن جو روزی اس نے تمہارے لئے مقرر کر رکھی ہے وہ تمہیں دے گا، اور اگر تمہاری عمر کا کوئی سال باقی نہیں ہے تو پھر اس چیز کی فکر کیوں کرو جو تمہارے لئے نہیں ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی طلبگار تمہارے رزق کی طرف تم سے آگے بڑھ نہیں سکتا، اور نہ کوئی غلبہ پانے والا اس میں تم پر غالب آ سکتا ہے، اور جو تمہارے لئے مقدر ہو چکا ہے اس کے ملنے میں کبھی تاخیر نہ ہوگی۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ کلام اسی باب میں پہلے بھی درج ہو چکا ہے۔ مگر یہاں کچھ زیادہ وضاحت و تشریح کے ساتھ تھا، اس لئے ہم نے اس کا اعادہ کیا ہے، اس قاعدہ کی بنا پر جو کتاب کے دیباچہ میں گزر چکا ہے۔

(۳۸۰)

بہت سے لوگ ایسے دن کا سامنا کرتے ہیں جس سے انہیں پیٹھ پھرانا نہیں ہوتا، اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ رات کے پہلے حصہ میں ان پر رشک کیا جاتا ہے اور آخری حصہ میں ان پر رونے والیوں کا کہرام بپا ہوتا ہے۔

(٣٨١) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْكَلَامُ فِيْ وِثَاقِكَ مَا لَمْ تَتَكَلَّمْ بِهٖ، فَإِذَا تَكَلَّمْتَ بِهٖ صِرْتَ فِيْ وِثَاقِهٖ فَاخْزُنْ لِسَانَكَ كَمَا تَخْزُنُ ذَهَبَكَ وَ وَرِقَكَ، فَرُبَّ كَلِمَةٍ سَلَبَتْ نِعْمَةً، وَ جَلَبَتْ نِقْمَةً.

(٣٨١)

کلام تمہارے قید و بند میں ہے، جب تک تم نے اسے کہا نہیں ہے اور جب کہہ دیا تو تم اس کی قید و بند میں ہو۔ لہٰذا اپنی زبان کی اسی طرح حفاظت کرو جس طرح اپنے سونے چاندی کی حفاظت کرتے ہو۔ کیونکہ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو کسی بڑی نعمت کو چھین لیتی اور مصیبت کو نازل کر دیتی ہیں۔

(٣٨٢) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا تَقُلْ مَا لَا تَعْلَمُ، بَلْ لَّا تَقُلْ كُلَّ مَا تَعْلَمُ، فَإِنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلٰى جَوَارِحِكَ كُلِّهَا فَرَآئِضَ يَحْتَجُّ بِهَا عَلَيْكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

(٣٨٢)

جو نہیں جانتے اسے نہ کہو، بلکہ جو جانتے ہو وہ بھی سب کا سب نہ کہو۔ کیونکہ اللہ سبحانہ نے تمہارے تمام اعضاء پر کچھ فرائض عائد کئے ہیں جن کے ذریعہ قیامت کے دن تم پر حجت لائے گا۔

(٣٨٣) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِحْذَرْ اَنْ يَّرَاكَ اللهُ عِنْدَ مَعْصِيَتِهٖ، وَ يَفْقِدَكَ عِنْدَ طَاعَتِهٖ، فَتَكُوْنَ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ، وَ اِذَا قَوِيْتَ فَاقْوَ عَلٰى طَاعَةِ اللهِ، وَ اِذَا ضَعُفْتَ فَاضْعُفْ عَنْ مَّعْصِيَةِ اللهِ.

(٣٨٣)

اس بات سے ڈرتے رہو کہ اللہ تمہیں اپنی معصیت کے وقت موجود اور اپنی اطاعت کے وقت غیر حاضر پائے، تو تمہارا شمار گھاٹا اٹھانے والوں میں ہوگا۔ جب قوی و دانا ثابت ہونا ہو تو اللہ کی اطاعت پر اپنی قوت دکھاؤ اور کمزور بننا ہو تو اس کی معصیت سے کمزوری دکھاؤ۔

(٣٨٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلرُّكُوْنُ اِلَى الدُّنْيَا مَعَ مَا تُعَايِنُ مِنْهَا جَهْلٌ، وَ التَّقْصِيْرُ فِيْ حُسْنِ الْعَمَلِ اِذَا وَثِقْتَ بِالثَّوَابِ عَلَيْهِ غَبْنٌ، وَ الطُّمَاْنِيْنَةُ اِلٰى كُلِّ اَحَدٍ قَبْلَ الْاِخْتِبَارِ عَجْزٌ.

(٣٨٤)

دنیا کی حالت دیکھتے ہوئے اس کی طرف جھکنا جہالت ہے، اور حسن عمل کے ثواب کا یقین رکھتے ہوئے اس میں کوتاہی کرنا گھاٹا اٹھانا ہے، اور پرکھے بغیر ہر ایک پر بھروسا کر لینا عجز و کمزوری ہے۔

(٣٨٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مِنْ هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللهِ اَنَّهٗ لَا يُعْصٰى

(٣٨٥)

اللہ کے نزدیک دنیا کی حقارت کیلئے یہی بہت ہے کہ اللہ کی

اِلَّا فِيْهَا، وَ لَا يُنَالُ مَا عِنْدَهٗ اِلَّا بِتَرْكِهَا.

معصیت ہوتی ہے تو اس میں، اور اس کے یہاں کی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں تو اسے چھوڑنے سے۔

(۳۸۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ طَلَبَ شَيْئًا نَالَهٗ اَوْ بَعْضَهٗ.

(۳۸۶)

جو شخص کسی چیز کو طلب کرے تو اسے یا اس کے بعض حصہ کو پالے گا۔ (جوئندہ یابندہ)۔

(۳۸۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا خَيْرٌ بِخَيْرٍ بَعْدَهُ النَّارُ، وَ مَا شَرٌّ بِشَرٍّ بَعْدَهُ الْجَنَّةُ، وَ كُلُّ نَعِيْمٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ فَهُوَ مَحْقُوْرٌ، وَ كُلُّ بَلَآءٍ دُوْنَ النَّارِ عَافِيَةٌ.

(۳۸۷)

وہ بھلائی بھلائی نہیں جس کے بعد دوزخ کی آگ ہو، اور وہ برائی برائی نہیں جس کے بعد جنت ہو۔ جنت کے سامنے ہر نعمت حقیر اور دوزخ کے مقابلہ میں ہر مصیبت راحت ہے۔

(۳۸۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلَا وَ اِنَّ مِنَ الْبَلَآءِ الْفَاقَةَ، وَ اَشَدُّ مِنَ الْفَاقَةِ مَرَضُ الْبَدَنِ، وَ اَشَدُّ مِنْ مَّرَضِ الْبَدَنِ مَرَضُ الْقَلْبِ.

اَلَا وَ اِنَّ مِنَ النِّعَمِ سَعَةَ الْمَالِ، وَ اَفْضَلُ مِنْ سَعَةِ الْمَالِ صِحَّةُ الْبَدَنِ، وَ اَفْضَلُ مِنْ صِحَّةِ الْبَدَنِ تَقْوَى الْقَلْبِ.

(۳۸۸)

اس بات کو جانے رہو کہ فقر و فاقہ ایک مصیبت ہے، اور فقر سے زیادہ سخت جسمانی امراض ہیں، اور جسمانی امراض سے زیادہ سخت دل کا روگ ہے۔

یاد رکھو کہ مال کی فراوانی ایک نعمت ہے، اور مال کی فراوانی سے بہتر صحتِ بدن ہے، اور صحتِ بدن سے بہتر دل کی پرہیزگاری ہے۔

(۳۸۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ اَبْطَاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى:

مَنْ فَاتَهٗ حَسَبُ نَفْسِهٖ لَمْ يَنْفَعْهُ حَسَبُ اٰبَآئِهٖ.

(۳۸۹)

جسے عمل پیچھے ہٹائے، اسے نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے:

جسے ذاتی شرف و منزلت حاصل نہ ہو اسے آباؤ اجداد کی منزلت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

(٣٩٠) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِلْمُؤْمِنِ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ: فَسَاعَةٌ يُنَاجِيْ فِيْهَا رَبَّهٗ، وَ سَاعَةٌ يَرُمُّ مَعَاشَهٗ، وَ سَاعَةٌ يُخَلِّيْ بَيْنَ نَفْسِهٖ وَ بَيْنَ لَذَّتِهَا فِيْمَا يَحِلُّ وَ يَجْمُلُ.

وَ لَيْسَ لِلْعَاقِلِ اَنْ يَّكُوْنَ شَاخِصًا اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ: مَرَمَّةٍ لِّمَعَاشٍ، اَوْ خُطْوَةٍ فِيْ مَعَادٍ، اَوْ لَذَّةٍ فِيْ غَيْرِ مُحَرَّمٍ.

(۳۹۰)

مومن کے اوقات تین ساعتوں پر منقسم ہوتے ہیں: ایک وہ کہ جس میں اپنے پروردگار سے راز و نیاز کی باتیں کرتا ہے۔ اور ایک وہ جس میں اپنے معاش کا سروسامان کرتا ہے۔ اور ایک وہ کہ جس میں حلال و پاکیزہ لذتوں میں اپنے نفس کو آزاد چھوڑ دیتا ہے۔

عقلمند آدمی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ گھر سے دور ہو، مگر تین چیزوں کیلئے: معاش کے بندوبست کیلئے، یا امر آخرت کی طرف قدم اٹھانے کیلئے، یا ایسی لذت اندوزی کیلئے کہ جو حرام نہ ہو۔

(٣٩١) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُبَصِّرْكَ اللّٰهُ عَوْرَاتِهَا، وَ لَا تَغْفُلْ فَلَسْتَ بِمَغْفُوْلٍ عَنْكَ!.

(۳۹۱)

دنیا سے بے تعلق رہو! تاکہ اللہ تم میں دنیا کی برائیوں کا احساس پیدا کرے، اور غافل نہ ہو! اس لئے کہ تمہاری طرف سے غافل نہیں ہوا جائے گا۔

(٣٩٢) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تَكَلَّمُوْا تُعْرَفُوْا، فَاِنَّ الْمَرْءَ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِهٖ.

(۳۹۲)

بات کرو! تاکہ پہچانے جاؤ، کیونکہ آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔

(٣٩٣) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خُذْ مِنَ الدُّنْيَا مَاۤ اَتَاكَ، وَ تَوَلَّ عَمَّا تَوَلّٰى عَنْكَ، فَاِنْ اَنْتَ لَمْ تَفْعَلْ فَاَجْمِلْ فِي الطَّلَبِ.

(۳۹۳)

جو دنیا سے تمہیں حاصل ہوا اسے لے لو اور جو چیز رخ پھیر لے اس سے منہ موڑے رہو۔ اور اگر ایسا نہ کر سکو تو پھر تحصیل و طلب میں میانہ روی اختیار کرو۔

(٣٩٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رُبَّ قَوْلٍ اَنْفَذُ مِنْ صَوْلٍ.

(۳۹۴)

بہت سے کلمے حملہ سے زیادہ اثر و نفوذ رکھتے ہیں۔

(٣٩٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كُلُّ مُقْتَصَرٍ عَلَيْهِ كَافٍ.

(۳۹۵)

جس چیز پر قناعت کر لی جائے وہ کافی ہے۔

(۳۹۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْمَنِيَّةُ وَ لَا الدَّنِيَّةُ، وَ التَّقَلُّلُ وَ لَا التَّوَسُّلُ، وَ مَنْ لَّمْ يُعْطَ قَاعِدًا لَّمْ يُعْطَ قَآئِمًا، وَ الدَّهْرُ يَوْمَانِ: يَوْمٌ لَّكَ، وَ يَوْمٌ عَلَيْكَ؛ فَاِذَا كَانَ لَكَ فَلَا تَبْطَرْ، وَ اِذَا كَانَ عَلَيْكَ فَاصْبِرْ!.

(۳۹۶)

موت ہو اور ذلت نہ ہو۔کم ملے اور دوسروں کو وسیلہ بنانا نہ ہو۔جسے بیٹھے بٹھائے نہیں ملتا اسے اٹھنے سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوگا۔زمانہ دو دنوں پر منقسم ہے: ایک دن تمہارے موافق اور ایک تمہارے مخالف۔ جب موافق ہوتو اتراؤ نہیں اور جب مخالف ہوتو صبر کرو۔

(۳۹۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

نِعْمَ الطِّيْبُ الْمِسْكُ، خَفِيْفٌ مَّحْمِلُهٗ، عَطِرٌ رِيْحُهٗ.

(۳۹۷)

بہترین خوشبو مشک ہے، جس کا ظرف ہلکا اورمہک عطر بار ہے۔

(۳۹۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ضَعْ فَخْرَكَ، وَ احْطُطْ كِبْرَكَ، وَ اذْكُرْ قَبْرَكَ.

(۳۹۸)

فخر و سربلندی کو چھوڑو، تکبر و غرور کو مٹاؤ اور قبر کو یاد رکھو۔

(۳۹۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ لِلْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ حَقًّا، وَ اِنَّ لِلْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ حَقًّا:

فَحَقُّ الْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ اَنْ يُّطِيْعَهٗ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا فِيْ مَعْصِيَةِ اللهِ سُبْحَانَهٗ.

وَ حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ اَنْ يُّحَسِّنَ اسْمَهٗ، وَ يُحَسِّنَ اَدَبَهٗ، وَ يُعَلِّمَهُ الْقُرْاٰنَ.

(۳۹۹)

ایک حق فرزند کا باپ پر ہوتا ہے اور ایک حق باپ کا فرزند پر ہوتا ہے:

باپ کا فرزند پر یہ حق ہے کہ وہ سوائے اللہ کی معصیت کے ہر بات میں اس کی اطاعت کرے۔

اور فرزند کا باپ پر یہ حق ہے کہ اس کا نام اچھا تجویز کرے، اچھے اخلاق وآداب سے آراستہ کرے اور قرآن کی اسے تعلیم دے۔

(۴۰۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْعَيْنُ حَقٌّ، وَ الرُّقٰى حَقٌّ، وَ السِّحْرُ حَقٌّ، وَ الْفَاْلُ حَقٌّ، وَ الطِّيَرَةُ لَيْسَتْ بِحَقٍّ، وَ الْعَدْوٰى لَيْسَتْ بِحَقٍّ، وَ الطِّيْبُ نُشْرَةٌ، وَ

(۴۰۰)

چشمِ بد، افسوں، سحر اور فال نیک، ان سب میں واقعیت ہے۔ البتہ فالِ بد اور ایک کی بیماری کا دوسرے کو لگ جانا غلط ہے۔ خوشبو سونگھنا، شہد کھانا، سواری کرنا

الْعَسَلُ نُشْرَةٌ، وَ الرُّكُوْبُ نُشْرَةٌ، وَ النَّظَرُ اِلَى الْخُضْرَةِ نُشْرَةٌ.

اور سبزے پر نظر کرنا غم و اندوہ اور قلق و اضطراب کو دور کرتا ہے۔

(٤٠١) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مُقَارَبَةُ النَّاسِ فِيْۤ اَخْلَاقِهِمْ اَمْنٌ مِّنْ غَوَآئِلِهِمْ.

(۴۰۱)

لوگوں سے ان کے اخلاق واطوار میں ہم رنگ ہونا ان کے شر سے محفوظ ہوجانا ہے۔

(٤٠٢) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِبَعْضِ مُخَاطِبِيْهِ، وَ قَدْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ يُسْتَصْغَرُ مِثْلُهٗ عَنْ قَوْلِ مِثْلِهَا:

لَقَدْ طِرْتَ شَكِيْرًا، هَدَرْتَ سَقْبًا.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ «الشَّكِيْرُ» هٰهُنَا: اَوَّلُ مَا يَنْبُتُ مِنْ رِّيْشِ الطَّآئِرِ قَبْلَ اَنْ يَّقْوٰى وَ يَسْتَحْصِفُ، وَ «السَّقْبُ»: الصَّغِيْرُ مِنَ الْاِبِلِ، وَ لَا يَهْدِرُ اِلَّا بَعْدَ اَنْ يَّسْتَفْحِلَ.

(۴۰۲)

ایک ہم کلام ہونے والے سے کہ جس نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر ایک بات کہی تھی، فرمایا:

تم پر نکلتے ہی اڑنے لگے اور جوان ہونے سے پہلے بلبلانے لگے۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: اس فقرہ میں ''شکیر'' سے مراد وہ پر ہیں جو پہلے پہل نکلتے ہیں اور ابھی مضبوط و مستحکم نہیں ہونے پاتے۔ اور ''سقب'' اونٹ کے بچے کو کہتے ہیں اور وہ اس وقت بلبلاتا ہے جب جوان ہوجاتا ہے۔

(٤٠٣) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ اَوْمَاَ اِلٰى مُتَفَاوِتٍ خَذَلَتْهُ الْحِيَلُ.

(۴۰۳)

جو شخص مختلف چیزوں کا طلبگار ہوتا ہے اس کی ساری تدبیریں ناکام ہوجاتی ہیں۔(طَلَبُ الْكُلِّ فَوْتُ الْكُلِّ)۔

(٤٠٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ قَدْ سُئِلَ عَنْ مَّعْنٰى قَوْلِهِمْ: لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ:

اِنَّا لَا نَمْلِكُ مَعَ اللّٰهِ شَيْئًا، وَ لَا نَمْلِكُ اِلَّا مَا مَلَّكَنَا، فَمَتٰى مَلَّكَنَا مَا هُوَ اَمْلَكُ بِهٖ مِنَّا كَلَّفَنَا، وَ مَتٰى اَخَذَهٗ مِنَّا وَضَعَ تَكْلِيْفَهٗ عَنَّا.

(۴۰۴)

حضرتؑ سے ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' (قوت وتوانائی نہیں مگر اللہ کے سبب سے) کے معنی دریافت کئے گئے تو آپؑ نے فرمایا کہ:

ہم خدا کے ساتھ کسی چیز کے مالک نہیں۔ اس نے جن چیزوں کا ہمیں مالک بنایا ہے بس ہم انہی پر اختیار رکھتے ہیں۔ تو جب اس نے ہمیں ایسی چیز کا مالک بنایا جس پر وہ ہم سے زیادہ اختیار رکھتا ہے تو ہم پر شرعی ذمہ داریاں عائد کیں اور جب اس چیز کو واپس لے لے گا تو ہم سے اس ذمہ داری کو بھی برطرف کردے گا۔

(۴۰۵) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

لِعَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ، وَ قَدْ سَمِعَهُ یُرَاجِعُ الْمُغِیْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ کَلَامًا:

دَعْهُ یَا عَمَّارُ، فَاِنَّهُ لَمْ یَاْخُذْ مِنَ الدِّیْنِ اِلَّا مَا قَارَبَهُ مِنَ الدُّنْیَا، وَ عَلٰی عَمْدٍ لَبَّسَ عَلٰی نَفْسِهِ لِیَجْعَلَ الشُّبُهَاتِ عَاذِرًا لِسَقَطَاتِهِ.

(۴۰۵)

عمار بن یاسر کو جب مغیرہ ابن شعبہ سے سوال و جواب کرتے سنا تو ان سے فرمایا:

اے عمار! اسے چھوڑو! اس نے دین سے بس وہ لیا ہے جو اسے دنیا سے قریب کرے، اور اس نے جان بوجھ کر اپنے کو اشتباہ میں ڈال رکھا ہے تاکہ ان شبہات کو اپنی لغزشوں کیلئے بہانہ قرار دے سکے۔

(۴۰۶) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

مَاۤ اَحْسَنَ تَوَاضُعَ الْاَغْنِیَآءِ لِلْفُقَرَآءِ طَلَبًا لِّمَا عِنْدَ اللّٰهِ! وَ اَحْسَنُ مِنْهُ تِیْهُ الْفُقَرَآءِ عَلَى الْاَغْنِیَآءِ اتِّکَالًا عَلَى اللّٰهِ.

(۴۰۶)

اللہ کے یہاں اجر کیلئے دولتمندوں کا فقیروں سے عجز و انکساری برتنا کتنا اچھا ہے! اور اس سے اچھا فقراء کا اللہ پر بھروسا کرتے ہوئے دولتمندوں کے مقابلہ میں غرور سے پیش آنا ہے۔

(۴۰۷) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

مَا اسْتَوْدَعَ اللّٰهُ امْرَاً عَقْلًا اِلَّا اسْتَنْقَذَهُ بِهٖ یَوْمًا مَّا!.

(۴۰۷)

اللہ نے کسی شخص کو عقل ودیعت نہیں کی ہے مگر یہ کہ وہ کسی دن اس کے ذریعہ سے اسے تباہی سے بچائے گا۔

(۴۰۸) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

مَنْ صَارَعَ الْحَقَّ صَرَعَهُ.

(۴۰۸)

جو حق سے ٹکرائے گا حق اسے پچھاڑ دے گا۔

(۴۰۹) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَلْقَلْبُ مُصْحَفُ الْبَصَرِ.

(۴۰۹)

دل، آنکھوں کا صحیفہ ہے۔

(۴۱۰) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَلتُّقٰی رَئِیْسُ الْاَخْلَاقِ.

(۴۱۰)

تقویٰ، تمام خصلتوں کا سرتاج ہے۔

(۴۱۱) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

لَا تَجْعَلَنَّ ذَرَبَ لِسَانِكَ عَلٰی مَنْ اَنْطَقَكَ، وَ بَلَاغَةَ قَوْلِكَ عَلٰی مَنْ سَدَّدَكَ.

(۴۱۱)

جس ذات نے تمہیں بولنا سکھایا ہے اسی کے خلاف اپنی زبان کی تیزی صرف نہ کرو، اور جس نے تمہیں راہ پر لگایا ہے اس کے مقابلہ میں فصاحتِ گفتار کا مظاہرہ نہ کرو۔

(۴۱۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَفَاكَ اَدَبًا لِّنَفْسِكَ اجْتِنَابُ مَا تَكْرَهُهُ مِنْ غَيْرِكَ.

(۴۱۲)

تمہارے نفس کی آراستگی کیلئے یہی کافی ہے کہ جس چیز کو اوروں کیلئے ناپسند کرتے ہو اس سے خود بھی پرہیز کرو۔

(۴۱۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ صَبَرَ صَبْرَ الْاَحْرَارِ، وَ اِلَّا سَلَا سُلُوَّ الْاَغْمَارِ.

(۴۱۳)

جو انمردوں کی طرح صبر کرے، نہیں تو سادہ لوحوں کی طرح بھول بھال کر چپ ہوگا۔

(۴۱۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ فِيْ خَبَرٍ اٰخَرَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِلْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ مُعَزِّيًا:

اِنْ صَبَرْتَ صَبْرَ الْاَكَارِمِ، وَ اِلَّا سَلَوْتَ سُلُوَّ الْبَهَآئِمِ.

(۴۱۴)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپؑ نے اشعث ابن قیس کو تعزیت دیتے ہوئے فرمایا:

اگر بزرگوں کی طرح تم نے صبر کیا تو خیر، ورنہ چوپاؤں کی طرح ایک دن بھول جاؤ گے۔

(۴۱۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِيْ صِفَةِ الدُّنْيَا:

تَغُرُّ وَ تَضُرُّ وَ تَمُرُّ، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يَرْضَهَا ثَوَابًا لِّاَوْلِيَآئِهٖ، وَ لَا عِقَابًا لِّاَعْدَآئِهٖ، وَ اِنَّ اَهْلَ الدُّنْيَا كَرَكْبٍ بَيْنَا هُمْ حَلُّوْا اِذْ صَاحَ بِهِمْ سَآئِقُهُمْ فَارْتَحَلُوْا.

(۴۱۵)

دنیا کے متعلق فرمایا:

دنیا دھوکے باز، نقصان رساں اور رواں دواں ہے۔ اللہ نے اپنے دوستوں کیلئے اسے بطور ثواب پسند نہیں کیا اور نہ دشمنوں کیلئے اسے بطور سزا پسند کیا۔ اہل دنیا سواروں کے مانند ہیں کہ ابھی انہوں نے منزل کی ہی تھی کہ ہنکانے والے نے انہیں للکارا اور یہ چل دیئے۔

(۴۱۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِابْنِهِ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

يَا بُنَيَّ! لَا تُخَلِّفَنَّ وَرَآءَكَ شَيْئًا مِّنَ الدُّنْيَا، فَاِنَّكَ تُخَلِّفُهٗ لِاَحَدِ رَجُلَيْنِ: اِمَّا رَجُلٍ عَمِلَ فِيْهِ بِطَاعَةِ اللّٰهِ، فَسَعِدَ بِمَا شَقِيْتَ بِهٖ، وَ اِمَّا رَجُلٍ عَمِلَ فِيْهِ بِمَعْصِيَةِ

(۴۱۶)

اپنے فرزند حسن علیہ السلام سے فرمایا:

اے فرزند! دنیا کی کوئی چیز اپنے پیچھے نہ چھوڑو۔ اس لئے کہ تم دو میں سے ایک کیلئے چھوڑو گے: ایک وہ جو اس مال کو خدا کی اطاعت میں صرف کرے گا تو جو مال تمہارے لئے بدبختی کا سبب بنا وہ اس کیلئے راحت و آرام کا باعث ہوگا۔ یا وہ ہوگا جو اسے خدا کی معصیت میں

اللهِ، فَشَقِیَ بِمَا جَمَعْتَ لَهٗ، فَكُنْتَ عَوْنًا لَّهٗ عَلٰى مَعْصِيَتِهٖ، وَ لَيْسَ اَحَدُ هٰذَيْنِ حَقِيْقًا اَنْ تُؤْثِرَهٗ عَلٰى نَفْسِكَ.

قَالَ الرَّضِیُّ: وَ يُرْوٰى هٰذَا الْكَلَامِ عَلٰى وَجْهٍ اٰخَرَ وَ هُوَ:

اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ الَّذِیْ فِیْ يَدِكَ مِنَ الدُّنْيَا قَدْ كَانَ لَهٗ اَهْلٌ قَبْلَكَ، وَ هُوَ صَآئِرٌ اِلٰۤى اَهْلٍ بَعْدَكَ، وَ اِنَّمَاۤ اَنْتَ جَامِعٌ لِّاَحَدِ رَجُلَيْنِ: رَجُلٍ عَمِلَ فِيْمَا جَمَعْتَهٗ بِطَاعَةِ اللهِ فَسَعِدَ بِمَا شَقِيْتَ بِهٖ، اَوْ رَجُلٍ عَمِلَ فِيْهِ بِمَعْصِيَةِ اللهِ فَشَقِیَ بِمَا جَمَعْتَ لَهٗ، وَ لَيْسَ اَحَدُ هٰذَيْنِ اَهْلًا اَنْ تُؤْثِرَهٗ عَلٰى نَفْسِكَ، وَ لَا اَنْ تَحْمِلَ لَهٗ عَلٰى ظَهْرِكَ، فَارْجُ لِمَنْ مَّضٰى رَحْمَةَ اللهِ وَ لِمَنْ بَقِیَ رِزْقَ اللهِ.

(٤١٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِقَآئِلٍ قَالَ بِحَضْرَتِهٖ: «اَسْتَغْفِرُ اللهَ»:

ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ! اَتَدْرِیْ مَا الْاِسْتِغْفَارُ؟ اَلْاِسْتِغْفَارُ دَرَجَةُ الْعِلِّيِّيْنَ، وَ هُوَ اسْمٌ وَاقِعٌ عَلٰى سِتَّةِ مَعَانٍ:

اَوَّلُهَا: النَّدَمُ عَلٰى مَا مَضٰى.

وَ الثَّانِیْ: الْعَزْمُ عَلٰى تَرْكِ الْعَوْدِ اِلَيْهِ اَبَدًا.

صرف کرے تو وہ تمہارے جمع کردہ مال کی وجہ سے بد بخت ہوگا اور اس صورت میں تم خدا کی معصیت میں اس کے معین و مددگار ہوگے۔ اور ان دونوں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ اسے اپنے نفس پر ترجیح دو۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ کلام ایک دوسری صورت میں بھی روایت کیا گیا ہے جو یہ ہے:

جو مال تمہارے ہاتھ میں ہے تم سے پہلے اس کے مالک دوسرے تھے اور یہ تمہارے بعد دوسروں کی طرف پلٹ جائے گا اور تم دو میں سے ایک کیلئے جمع کرنے والے ہو: ایک وہ جو تمہارے جمع کئے ہوئے مال کو خدا کی اطاعت میں صرف کرے گا، تو جو مال تمہارے لئے بدبختی کا سبب ہوا وہ اس کیلئے سعادت و نیک بختی کا سبب ہوگا، یا وہ جو اس مال سے اللہ کی معصیت کرے تو جو تم نے اس کیلئے جمع کیا وہ تمہارے لئے بدبختی کا سبب ہوگا۔ اور ان دونوں میں سے ایک بھی اس قابل نہیں کہ اسے اپنے نفس پر ترجیح دو اور ان کی وجہ سے اپنی پشت کو گرانبار کرو۔ جو گزر گیا اس کیلئے اللہ کی رحمت اور جو باقی رہ گیا ہے اس کیلئے رزق الٰہی کے امیدوار رہو۔

(۴۱۷)

ایک کہنے والے نے آپؑ کے سامنے "استغفراللہ" کہا تو آپؑ نے اس سے فرمایا:

تمہاری ماں تمہارا سوگ منائے! کچھ معلوم بھی ہے کہ استغفار کیا ہے؟ استغفار بلند منزلت لوگوں کا مقام ہے اور یہ ایک ایسا لفظ ہے جو چھ باتوں پر حاوی ہے:

پہلے یہ کہ جو ہو چکا اس پر نادم ہو۔

دوسرے ہمیشہ کیلئے اس کے مرتکب نہ ہونے کا تہیا کرنا۔

وَ الثَّالِثُ: اَنْ تُؤَدِّیَ اِلَی الْمَخْلُوْقِیْنَ حُقُوْقَهُمْ حَتّٰی تَلْقَی اللّٰهَ اَمْلَسَ لَیْسَ عَلَیْكَ تَبِعَةٌ.

تیسرے یہ کہ مخلوق کے حقوق ادا کرنا یہاں تک کہ اللہ کے حضور میں اس حالت میں پہنچو کہ تمہارا دامن پاک و صاف اور تم پر کوئی مواخذہ نہ ہو۔

وَ الرَّابِعُ: اَنْ تَعْمِدَ اِلٰی كُلِّ فَرِیْضَةٍ عَلَیْكَ ضَیَّعْتَهَا فَتُؤَدِّیَ حَقَّهَا.

چوتھے یہ کہ جو فرائض تم پر عائد کئے ہوئے تھے اور تم نے انہیں ضائع کر دیا تھا انہیں اب پورے طور پر بجالاؤ۔

وَ الْخَامِسُ: اَنْ تَعْمِدَ اِلَی اللَّحْمِ الَّذِیْ نَبَتَ عَلَی السُّحْتِ فَتُذِیْبَهُ بِالْاَحْزَانِ، حَتّٰی تُلْصِقَ الْجِلْدَ بِالْعَظْمِ، وَ یَنْشَاَ بَیْنَهُمَا لَحْمٌ جَدِیْدٌ.

پانچویں یہ کہ جو گوشت (اَکل) حرام سے نشو و نما پاتا رہا ہے اس کو غم و اندوہ سے پگھلاؤ یہاں تک کے کھال کو ہڈیوں سے ملادو کہ پھر سے ان دونوں کے درمیان نیا گوشت پیدا ہو۔

وَ السَّادِسُ: اَنْ تُذِیْقَ الْجِسْمَ اَلَمَ الطَّاعَةِ كَمَاۤ اَذَقْتَهٗ حَلَاوَةَ الْمَعْصِیَةِ.

چھٹے یہ کہ اپنے جسم کو اطاعت کے رنج سے آشنا کرو جس طرح اسے گناہ کی شیرینی سے لذت اندوز کیا ہے۔

فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَقُوْلُ: «اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ».

تو اب کہو: ''استغفر اللہ''۔

(۴۱۸) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

(۴۱۸)

اَلْحِلْمُ عَشِیْرَةٌ.

حلم و تحمل ایک پورا قبیلہ ہے۔

(۴۱۹) وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

(۴۱۹)

مِسْكِیْنٌ ابْنُ اٰدَمَ: مَكْتُوْمُ الْاَجَلِ، مَكْنُوْنُ الْعِلَلِ، مَحْفُوْظُ الْعَمَلِ، تُؤْلِمُهُ الْبَقَّةُ، وَ تَقْتُلُهُ الشَّرْقَةُ، وَ تُنْتِنُهُ الْعَرْقَةُ.

بے چارہ آدمی کتنا بے بس ہے! موت اس سے نہاں، بیماریاں اس سے پوشیدہ اور اسکے اعمال محفوظ ہیں۔ مچھر کے کاٹنے سے چیخ اٹھتا ہے، اچھو لگنے سے مرجاتا ہے اور پسینہ اس میں بدبو پیدا کر دیتا ہے۔

(۴۲۰) وَرُوِیَ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ

(۴۲۰)

كَانَ جَالِسًا فِیْۤ اَصْحَابِهٖ، فَمَرَّتْ بِهِمُ امْرَاَةٌ جَمِیْلَةٌ، فَرَمَقَهَا الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ، فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ:

وارد ہوا ہے کہ حضرتؑ اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے سامنے سے ایک حسین عورت کا گزر ہوا جسے ان لوگوں نے دیکھنا شروع کیا جس پر حضرتؑ نے فرمایا:

اِنَّ اَبْصَارَ هٰذِهِ الْفُحُوْلِ طَوَامِحُ، وَ اِنَّ

ان مردوں کی آنکھیں تاکنے والی ہیں اور یہ نظر بازی ان کی

ذٰلِكَ سَبَبُ هَبَابِهَا، فَإِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلَى امْرَاَةٍ تُعْجِبُهٗ فَلْيُلَامِسْ اَهْلَهٗ، فَاِنَّمَا هِيَ امْرَاَةٌ كَامْرَاَةٍ.

فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْخَوَارِجِ: قَاتَلَهُ اللّٰهُ كَافِرًا مَّآ اَفْقَهَهٗ. فَوَثَبَ الْقَوْمُ لِيَقْتُلُوْهُ. فَقَالَ عليه السلام:

رُوَيْدًا! اِنَّمَا هُوَ سَبٌّ بِسَبٍّ، اَوْ عَفْوٌ عَنْ ذَنْبٍ!.

خواہشات کو برانگیختہ کرنے کا سبب ہے۔لہٰذا اگر تم میں سے کسی کی نظر ایسی عورت پر پڑے کہ جو اسے اچھی معلوم ہو تو اسے اپنی زوجہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے، کیونکہ یہ عورت بھی عورت کے مانند ہے۔

یہ سن کر ایک خارجی نے کہا کہ: خدا اس کافر کو قتل کرے! یہ کتنا بڑا فقیہ ہے۔ یہ سن کر لوگ اسے قتل کرنے اٹھے۔حضرتؑ نے فرمایا کہ:

ٹھہرو! زیادہ سے زیادہ گالی کا بدلہ گالی سے ہوسکتا ہے، یا اس کے گناہ ہی سے درگزر کرو۔

(٤٢١) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَفَاكَ مِنْ عَقْلِكَ مَآ اَوْضَحَ لَكَ سُبُلَ غَيِّكَ مِنْ رُّشْدِكَ.

(۴۲۱)

اتنی عقل تمہارے لئے کافی ہے کہ جو گمراہی کی راہوں کو ہدایت کے راستوں سے الگ کر کے تمہیں دکھادے۔

(٤٢٢) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِفْعَلُوا الْخَيْرَ وَ لَا تَحْقِرُوْا مِنْهُ شَيْئًا، فَاِنَّ صَغِيْرَهٗ كَبِيْرٌ وَّ قَلِيْلَهٗ كَثِيْرٌ، وَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ: اِنَّ اَحَدًا اَوْلٰى بِفِعْلِ الْخَيْرِ مِنِّيْ فَيَكُوْنَ وَاللّٰهِ! كَذٰلِكَ، اِنَّ لِلْخَيْرِ وَ الشَّرِّ اَهْلًا، فَمَهْمَا تَرَكْتُمُوْهُ مِنْهُمَا كَفَاكُمُوْهُ اَهْلُهٗ.

(۴۲۲)

اچھے کام کرو اور تھوڑی سی بھلائی کو بھی حقیر نہ سمجھو۔کیونکہ چھوٹی سی نیکی بھی بڑی اور تھوڑی سی بھلائی بھی بہت ہے۔تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اچھے کام کے کرنے میں کوئی دوسرا مجھ سے زیادہ سزاوار ہے، ورنہ خدا کی قسم! ایسا ہی ہو کر رہے گا۔کچھ نیکی والے ہوتے ہیں اور کچھ برائی والے: جب تم نیکی یا بدی کسی ایک کو چھوڑ دو گے تو تمہارے بجائے اس کے اہل اسے انجام دے کر رہیں گے۔

(٤٢٣) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ اَصْلَحَ سَرِيْرَتَهٗ اَصْلَحَ اللّٰهُ عَلَانِيَتَهٗ، وَ مَنْ عَمِلَ لِدِيْنِهٖ كَفَاهُ اللّٰهُ اَمْرَ دُنْيَاهُ، وَ مَنْ اَحْسَنَ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ اللّٰهِ اَحْسَنَ اللّٰهُ مَا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ النَّاسِ.

(۴۲۳)

جو اپنے اندرونی حالات کو درست رکھتا ہے خدا اس کے ظاہر کو بھی درست کر دیتا ہے، اور جو دین کیلئے سرگرم عمل ہوتا ہے اللہ اس کے دنیا کے کاموں کو پورا کر دیتا ہے، اور جو اپنے اور اللہ کے درمیان خوش معاملگی رکھتا ہے خدا اس کے اور بندوں کے درمیان کے معاملات ٹھیک کر دیتا ہے۔

(٤٢٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْحِلْمُ غِطَآءٌ سَاتِرٌ، وَ الْعَقْلُ حُسَامٌ قَاطِعٌ، فَاسْتُرْ خَلَلَ خُلُقِكَ بِحِلْمِكَ، وَ قَاتِلْ هَوَاكَ بِعَقْلِكَ.

(۴۲۴)

حلم وتحمل ڈھانکنے والا پردہ اور عقل کاٹنے والی تلوار ہے۔لہٰذا اپنے اخلاق کے کمزور پہلو کو حلم و بردباری سے چھپاؤ اور اپنی عقل سے خواہشِ نفسانی کا مقابلہ کرو۔

(٤٢٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا يَّخْتَصُّهُمُ اللّٰهُ بِالنِّعَمِ لِمَنَافِعِ الْعِبَادِ، فَيُقِرُّهَا فِيْ اَيْدِيْهِمْ مَا بَذَلُوْهَا، فَاِذَا مَنَعُوْهَا نَزَعَهَا مِنْهُمْ، ثُمَّ حَوَّلَهَا اِلٰى غَيْرِهِمْ.

(۴۲۵)

بندوں کی منفعت رسائی کیلئے اللہ کچھ بندگانِ خدا کو نعمتوں سے مخصوص کر لیتا ہے۔لہٰذا جب تک وہ دیتے دلاتے رہتے ہیں اللہ ان نعمتوں کو انکے ہاتھوں میں برقرار رکھتا ہے،اور جب ان نعمتوں کو روک لیتے ہیں تو اللہ ان سے چھین کر دوسروں کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔

(٤٢٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يَنْۢبَغِيْ لِلْعَبْدِ اَنْ يَّثِقَ بِخَصْلَتَيْنِ: الْعَافِيَةِ وَ الْغِنٰى: بَيْنَا تَرَاهُ مُعَافًى اِذْ سَقِمَ، وَ بَيْنَا تَرَاهُ غَنِيًّا اِذِ افْتَقَرَ.

(۴۲۶)

کسی بندے کیلئے مناسب نہیں کہ وہ دو چیزوں پر بھروسا کرے: ایک صحت اور دوسرے دولت، کیونکہ ابھی تم کسی کو تندرست دیکھ رہے تھے کہ وہ دیکھتے ہی دیکھتے بیمار پڑ جاتا ہے اور ابھی تم اسے دولتمند دیکھ رہے تھے کہ فقیر و نادار ہو جاتا ہے۔

(٤٢٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ شَكَا الْحَاجَةَ اِلٰى مُؤْمِنٍ فَكَاَنَّهٗ شَكَاهَا اِلَى اللّٰهِ، وَ مَنْ شَكَاهَا اِلٰى كَافِرٍ فَكَاَنَّمَا شَكَا اللّٰهَ.

(۴۲۷)

جو شخص اپنی حاجت کا گلہ کسی مرد مومن سے کرتا ہے، گویا اس نے اللہ کے سامنے اپنی شکایت پیش کی، اور جو کافر کے سامنے گلہ کرتا ہے گویا اس نے اپنے اللہ کی شکایت کی۔

(٤٢٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِيْ بَعْضِ الْاَعْيَادِ:

اِنَّمَا هُوَ عِيْدٌ لِّمَنْ قَبِلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ وَ شَكَرَ قِيَامَهٗ، وَ كُلُّ يَوْمٍ لَّا يُعْصَى اللّٰهُ فِيْهِ فَهُوَ عِيْدٌ.

(۴۲۸)

ایک عید کے موقع پر فرمایا:

عید صرف اس کیلئے ہے جس کے روزوں کو اللہ نے قبول کیا ہو اور اس کے قیام (نماز) کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہو، اور ہر وہ دن کہ جس میں اللہ کی معصیت نہ کی جائے عید کا دن ہے۔

(٤٢٩) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ اَعْظَمَ الْحَسَرَاتِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَسْرَةُ رَجُلٍ كَسَبَ مَالًا فِيْ غَيْرِ طَاعَةِ اللهِ، فَوَرِثَهٗ رَجُلٌ فَاَنْفَقَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللهِ سُبْحَانَهٗ، فَدَخَلَ بِهِ الْجَنَّةَ، وَ دَخَلَ الْاَوَّلُ بِهِ النَّارَ.

(۴۲۹)

قیامت کے دن سب سے بڑی حسرت اس شخص کی ہوگی جس نے اللہ کی نافرمانی کر کے مال حاصل کیا ہو، اور اس کا وارث وہ شخص ہوا ہو جس نے اسے اللہ کی اطاعت میں صرف کیا ہو، کہ یہ تو اس مال کی وجہ سے جنت میں داخل ہوا اور پہلا اس کی وجہ سے جہنم میں گیا۔

(٤٣٠) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ اَخْسَرَ النَّاسِ صَفْقَةً وَ اَخْيَبَهُمْ سَعْيًا، رَجُلٌ اَخْلَقَ بَدَنَهٗ فِيْ طَلَبِ مَالِهٖ، وَ لَمْ تُسَاعِدْهُ الْمَقَادِيْرُ عَلٰى اِرَادَتِهٖ، فَخَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا بِحَسْرَتِهٖ، وَ قَدِمَ عَلَى الْاٰخِرَةِ بِتَبِعَتِهٖ.

(۴۳۰)

لین دین میں سب سے زیادہ گھاٹا اٹھانے والا اور دوڑ دھوپ میں سب سے زیادہ ناکام ہونے والا وہ شخص ہے جس نے مال کی طلب میں اپنے بدن کو بوسیدہ کر ڈالا ہو، مگر تقدیر نے اس کے ارادوں میں اس کا ساتھ نہ دیا ہو۔ لہٰذا وہ دنیا سے بھی حسرت لئے ہوئے گیا اور آخرت میں بھی اس کی پاداش کا سامنا کیا۔

(٤٣١) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلرِّزْقُ رِزْقَانِ: طَالِبٌ وَّ مَطْلُوْبٌ، فَمَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا طَلَبَهُ الْمَوْتُ حَتّٰى يُخْرِجَهٗ عَنْهَا، وَ مَنْ طَلَبَ الْاٰخِرَةَ طَلَبَتْهُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَسْتَوْفِيَ رِزْقَهٗ مِنْهَا.

(۴۳۱)

رزق دو طرح کا ہوتا ہے: ایک وہ جو خود ڈھونڈتا ہے اور ایک وہ جسے ڈھونڈا جاتا ہے۔ چنانچہ جو دنیا کا طلبگار ہوتا ہے موت اس کو ڈھونڈتی ہے، یہاں تک کہ دنیا سے اسے نکال باہر کرتی ہے، اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہوتا ہے دنیا خود اسے تلاش کرتی ہے، یہاں تک کہ وہ اس سے تمام و کمال اپنی روزی حاصل کر لیتا ہے۔

(٤٣٢) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللهِ هُمُ الَّذِيْنَ نَظَرُوْۤا اِلٰى بَاطِنِ الدُّنْيَا اِذَا نَظَرَ النَّاسُ اِلٰى ظَاهِرِهَا، وَ اشْتَغَلُوْا بِاٰجِلِهَا اِذَا اشْتَغَلَ النَّاسُ بِعَاجِلِهَا، فَاَمَاتُوْا مِنْهَا مَا خَشُوْۤا اَنْ يُّمِيْتَهُمْ وَ تَرَكُوْا

(۴۳۲)

دوستان خدا وہ ہیں کہ جب لوگ دنیا کے ظاہر کو دیکھتے ہیں تو وہ اس کے باطن پر نظر کرتے ہیں، اور جب لوگ اس کی جلد میسر آ جانے والی نعمتوں میں کھو جاتے ہیں تو وہ آخرت میں حاصل ہونے والی چیزوں میں منہمک رہتے ہیں، اور جن چیزوں کے متعلق انہیں یہ کھٹکا تھا کہ وہ انہیں تباہ کریں گی انہیں تباہ کر کے رکھ دیا، اور جن چیزوں کے متعلق

الْاِجَابَةِ، وَ لَا لِيَفْتَحَ لِعَبْدٍ بَابَ التَّوْبَةِ وَ يُغْلِقَ عَنْهُ بَابَ الْمَغْفِرَةِ.

اور کسی بندے کیلئے توبہ کا دروازہ کھولے اور مغفرت کا دروازہ اس کیلئے بند کردے۔

(٤٣٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَوْلَى النَّاسِ بِالْكَرَمِ مَنْ عَرَّقَتْ فِيْهِ الْكِرَامُ.

(۴۳۶)

لوگوں میں سب سے زیادہ کرم و بخشش کا وہ اہل ہے جس کا رشتہ اشراف سے ملتا ہو۔

(٤٣٧) وَسُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَيُّهُمَا اَفْضَلُ: الْعَدْلُ، اَوِ الْجُوْدُ؟ فَقَالَ عليه السلام:

اَلْعَدْلُ يَضَعُ الْاُمُوْرَ مَوَاضِعَهَا، وَ الْجُوْدُ يُخْرِجُهَا مِنْ جِهَتِهَا، وَ الْعَدْلُ سَآئِسٌ عَامٌّ، وَ الْجُوْدُ عَارِضٌ خَاصٌّ، فَالْعَدْلُ اَشْرَفُهُمَا وَ اَفْضَلُهُمَا.

(۴۳۷)

آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ عدل بہتر ہے یا سخاوت؟ فرمایا کہ: عدل تمام امور کو ان کے موقع و محل پر رکھتا ہے اور سخاوت ان کو ان کی حدوں سے باہر کر دیتی ہے۔ عدل سب کی نگہداشت کرنے والا ہے اور سخاوت اسی سے مخصوص ہوگی جسے دیا جائے۔ لہٰذا عدل سخاوت سے بہتر و برتر ہے۔

(٤٣٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلنَّاسُ اَعْدَآءُ مَا جَهِلُوْا.

(۴۳۸)

لوگ جس چیز کو نہیں جانتے اس کے دشمن ہوتے ہیں۔

(٤٣٩) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلزُّهْدُ كُلُّهٗ بَيْنَ كَلِمَتَيْنِ مِنَ الْقُرْاٰنِ: قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ: ﴿لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ﴾، وَ مَنْ لَّمْ يَاْسَ عَلَى الْمَاضِيْ، وَ لَمْ يَفْرَحْ بِالْاٰتِيْ، فَقَدْ اَخَذَ الزُّهْدَ بِطَرَفَيْهِ.

(۴۳۹)

زہد کی مکمل تعریف قرآن کے دو جملوں میں ہے: ارشاد الٰہی ہے: "جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے اس پر رنج نہ کرو، اور جو چیز خدا تمہیں دے اس پر اتراؤ نہیں"۔ لہٰذا جو شخص جانے والی چیز پر افسوس نہیں کرتا اور آنے والی چیز پر اتراتا نہیں، اس نے زہد کو دونوں سمتوں سے سمیٹ لیا۔

(٤٤٠) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَاۤ اَنْقَضَ النَّوْمَ لِعَزَآئِمِ الْيَوْمِ.

(۴۴۰)

نیند دن کی مہموں میں بڑی کمزوری پیدا کرنے والی ہے۔

(٤٤١) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْوِلَايَاتُ مَضَامِيْرُ الرِّجَالِ.

(۴۴۱)

حکومت لوگوں کیلئے آزمائش کا میدان ہے۔

مِنْهَا مَا عَلِمُوْٓا اَنَّهٗ سَيَتْرُكُهُمْ، وَ رَاَوْا اسْتِكْثَارَ غَيْرِهِمْ مِنْهَا اسْتِقْلَالًا، وَ دَرَكَهُمْ لَهَا فَوْتًا.

اَعْدَآءُ مَا سَالَمَ النَّاسُ، وَ سِلْمُ مَا عَادَى النَّاسُ! بِهِمْ عُلِمَ الْكِتَابُ وَ بِهٖ عُلِمُوْا وَ بِهِمْ قَامَ الْكِتَابُ وَ بِهٖ قَامُوْا، لَا يَرَوْنَ مَرْجُوًّا فَوْقَ مَا يَرْجُوْنَ، وَ لَا مَخُوْفًا فَوْقَ مَا يَخَافُوْنَ.

(٤٣٣) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اُذْكُرُوا انْقِطَاعَ اللَّذَّاتِ، وَ بَقَآءَ التَّبِعَاتِ.

(٤٣٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اُخْبُرْ تَقْلِهٖ.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّرْوِيْ هٰذَا لِلرَّسُوْلِ ﷺ، وَ مِمَّا يُقَوِّي اَنَّهٗ مِنْ كَلَامِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا حَكَاهُ ثَعْلَبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْاَعْرَابِيِّ، قَالَ: قَالَ الْمَاْمُوْنُ: لَوْ لَا اَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: «اُخْبُرْ تَقْلِهٖ» لَقُلْتُ اَنَا: اَقْلِهٖ تَخْبُرْ.

(٤٣٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَفْتَحَ عَلٰى عَبْدٍ بَابَ الشُّكْرِ وَ يُغْلِقَ عَنْهُ بَابَ الزِّيَادَةِ، وَ لَا لِيَفْتَحَ عَلٰى عَبْدٍ بَابَ الدُّعَآءِ وَ يُغْلِقَ عَنْهُ بَابَ

انہوں نے جان لیا کہ وہ انہیں چھوڑ دینے والی ہیں انہیں انہوں نے خود چھوڑ دیا، اور دوسروں کے دنیا زیادہ سمیٹنے کو کم خیال کیا اور اسے حاصل کرنے کو کھونے کے برابر جانا۔

وہ ان چیزوں کے دشمن ہیں جن سے دوسروں کی دوستی ہے اور ان چیزوں کے دوست ہیں جن سے اوروں کو دشمنی ہے۔ ان کے ذریعہ سے قرآن کا علم حاصل ہوا اور قرآن کے ذریعہ سے ان کا علم ہوا، اور ان کے ذریعہ سے کتاب خدا محفوظ اور وہ اس کے ذریعہ سے برقرار ہیں۔ وہ جس چیز کی امید رکھتے ہیں اس سے کسی چیز کو بلند نہیں سمجھتے اور جس چیز سے خائف ہیں اس سے زیادہ کسی شے کو خوفناک نہیں جانتے۔

(۴۳۳)

لذتوں کے ختم ہونے اور پاداشوں کے باقی رہنے کو یاد رکھو۔

(۴۳۴)

آزماؤ! کہ اس سے نفرت کرو۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: کچھ لوگوں نے اس فقرے کی جناب رسالت مآب ﷺ سے روایت کی ہے، مگر اس کے کلام امیر المومنین علیہ السلام ہونے کے مؤیدات میں سے ہے وہ جسے ثعلب نے بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن اعرابی نے بیان کیا کہ: مامون نے کہا کہ اگر حضرت علی علیہ السلام نے یہ نہ کہا ہوتا کہ «آزماؤ! کہ اس سے نفرت کرو»، تو میں یوں کہتا کہ: دشمنی کرو اس سے تا کہ آزماؤ۔

(۴۳۵)

ایسا نہیں کہ اللہ کسی بندے کیلئے شکر کا دروازہ کھولے اور (نعمتوں کی) افزائش کا دروازہ بند کر دے، اور کسی بندے کیلئے دُعا کا دروازہ کھولے اور درِ قبولیت کو اس کیلئے بند رکھے،

(٤٤٢) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَيْسَ بَلَدٌ بِأَحَقَّ بِكَ مِنْ بَلَدٍ، خَيْرُ الْبِلَادِ مَا حَمَلَكَ.

(۴۴۲)

تمہارے لئے ایک شہر دوسرے شہر سے زیادہ حقدار نہیں، (بلکہ) بہترین شہر وہ ہے جو تمہارا بوجھ اٹھائے۔

(٤٤٣) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ قَدْ جَآءَهُ نَعْيُ الْاَشْتَرِ رَحِمَهُ اللهُ:

مَالِكٌ وَّ مَا مَالِكٌ! وَاللهِ! لَوْ كَانَ جَبَلًا لَّكَانَ فِنْدًا، وَ لَوْ كَانَ حَجَرًا لَّكَانَ صَلْدًا، لَا يَرْتَقِيْهِ الْحَافِرُ، وَلَا يُوْفِيْ عَلَيْهِ الطَّآئِرُ.

قَالَ الرَّضِيُّ: «اَلْفِنْدُ»: اَلْمُنْفَرِدُ مِنَ الْجِبَالِ.

(۴۴۳)

جب مالک اشتر رحمہ اللہ کی خبر شہادت آئی تو فرمایا:

مالک، اور مالک کیا شخص تھا! خدا کی قسم! اگر وہ پہاڑ ہوتا تو ایک کوہ بلند ہوتا اور اگر پتھر ہوتا تو ایک سنگ گراں ہوتا کہ نہ تو اس کی بلندیوں تک کوئی سُم پہنچ سکتا اور نہ کوئی پرندہ وہاں تک پر مار سکتا۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: "فند" اُس پہاڑ کو کہتے ہیں جو دوسرے پہاڑوں سے الگ ہو۔

(٤٤٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَلِيْلٌ مَّدُوْمٌ عَلَيْهِ خَيْرٌ مِّنْ كَثِيْرٍ مَّمْلُوْلٍ مِّنْهُ.

(۴۴۴)

وہ تھوڑا سا عمل جس میں ہمیشگی ہو اس زیادہ سے بہتر ہے جو دل تنگی کا باعث ہو۔

(٤٤٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِذَا كَانَ فِيْ رَجُلٍ خَلَّةٌ رَآئِقَةٌ فَانْتَظِرُوْا اَخَوَاتِهَا.

(۴۴۵)

اگر کسی آدمی میں عمدہ و پاکیزہ خصلت ہو تو ویسی ہی دوسری خصلتوں کے متوقع رہو۔

(٤٤٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِغَالِبِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَبِي الْفَرَزْدَقِ، فِيْ كَلَامٍ دَارَ بَيْنَهُمَا:

مَا فَعَلَتْ اِبِلُكَ الْكَثِيْرَةُ؟

قَالَ: دَعْذَعَتْهَا الْحُقُوْقُ يَآ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ذٰلِكَ اَحْمَدُ سُبُلِهَا.

(۴۴۶)

فرزدق کے باپ غالب ابن صعصعہ سے باہمی گفتگو کے دوران فرمایا:

وہ تمہارے بہت سے اونٹ کیا ہوئے؟

کہا کہ حقوق (کی ادائیگی) نے انہیں منتشر کردیا۔

فرمایا کہ: یہ تو ان کا انتہائی اچھا مصرف ہوا۔

(٤٤٧) **وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ**

مَنِ اتَّجَرَ بِغَيۡرِ فِقۡهٍ فَقَدِ ارۡتَطَمَ فِي الرِّبَا.

(۴۴۷)

جوشخص احکام فقہ کے جانے بغیر تجارت کرے گا وہ رِبا میں مبتلا ہو جائے گا۔

(٤٤٨) **وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ**

مَنۡ عَظَّمَ صِغَارَ الۡمَصَآئِبِ ابۡتَلَاهُ اللّٰهُ بِكِبَارِهَا.

(۴۴۸)

جوشخص ذرا سی مصیبت کو بڑی اہمیت دیتا ہے اللہ اسے بڑی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(٤٤٩) **وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ**

مَنۡ كَرُمَتۡ عَلَيۡهِ نَفۡسُهٗ هَانَتۡ عَلَيۡهِ شَهۡوَتُهٗ.

(۴۴۹)

جس کی نظر میں خود اپنے نفس کی عزت ہو گی وہ اپنی نفسانی خواہشوں کو بے وقعت سمجھے گا۔

(٤٥٠) **وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ**

مَا مَزَحَ امۡرُؤٌ مَّزۡحَةً اِلَّا مَجَّ مِنۡ عَقۡلِهٖ مَجَّةً.

(۴۵۰)

کوئی شخص کسی دفعہ ہنسی مذاق نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ اپنی عقل کا ایک حصہ اپنے سے الگ کر دیتا ہے۔

(٤٥١) **وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ**

زُهۡدُكَ فِيۡ رَاغِبٍ فِيۡكَ نُقۡصَانُ حَظٍّ، وَ رَغۡبَتُكَ فِيۡ زَاهِدٍ فِيۡكَ ذُلُّ نَفۡسٍ.

(۴۵۱)

جو تمہاری طرف جھکے اس سے بے اعتنائی برتنا اپنے حظ ونصیب میں خسارہ کرنا ہے، اور جو تم سے بے رخی اختیار کرے اس کی طرف جھکنا نفس کی ذلت ہے۔

(٤٥٢) **وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ**

اَلۡغِنٰى وَ الۡفَقۡرُ بَعۡدَ الۡعَرۡضِ عَلَى اللّٰهِ.

(۴۵۲)

اصل فقر وغنا (قیامت میں) اللہ کے سامنے پیش ہونے کے بعد ہوگا۔

(٤٥٣) **وَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ**

مَا زَالَ الزُّبَيۡرُ رَجُلًا مِّنَّآ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ حَتّٰى نَشَاَ ابۡنُهُ الۡمَشۡؤُوۡمُ عَبۡدُ اللّٰهِ.

(۴۵۳)

زبیر ہمیشہ ہمارے گھر کا آدمی رہا، یہاں تک کہ اس کا بد بخت بیٹا عبداللہ نمودار ہوا۔

(٤٥٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا لِابْنِ اٰدَمَ وَ الْفَخْرِ: اَوَّلُهٗ نُطْفَةٌ، وَ اٰخِرُهٗ جِيْفَةٌ، وَ لَا يَرْزُقُ نَفْسَهٗ، وَلَا يَدْفَعُ حَتْفَهٗ.

(۴۵۴)

فرزند آدم کو فخر و مباہات سے کیا ربط! جبکہ اس کی ابتدا نطفہ اور انتہا مردار ہے، وہ نہ اپنے لئے روزی کا سامان کر سکتا ہے، نہ موت کو اپنے سے ہٹا سکتا ہے۔

(٤٥٥) وَسُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ اَشْعَرُ الشُّعَرَآءِ؟ فَقَالَ عليه السلام:

اِنَّ الْقَوْمَ لَمْ يَجْرُوْا فِيْ حَلْبَةٍ تُعْرَفُ الْغَايَةُ عِنْدَ قَصَبَتِهَا، فَاِنْ كَانَ وَ لَا بُدَّ فَالْمَلِكُ الضِّلِّيْلُ.

يُرِيْدُ امْرَاَ الْقَيْسِ.

(۴۵۵)

حضرتؑ سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ فرمایا کہ:

شعرا کی دوڑ ایک روش پر نہ تھی کہ گوئے سبقت لے جانے سے ان کی آخری حد کو پہچانا جائے، اور اگر ایک کو ترجیح دینا ہی ہے تو پھر ''ملک ضلیل'' (گمراہ بادشاہ) ہے۔

سید رضی کہتے ہیں کہ: حضرتؑ نے اس سے امرأالقیس مراد لیا ہے۔

(٤٥٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلَا حُرٌّ يَدَعُ هٰذِهِ اللُّمَاظَةَ لِاَهْلِهَا؟ اِنَّهٗ لَيْسَ لِاَنْفُسِكُمْ ثَمَنٌ اِلَّا الْجَنَّةَ، فَلَا تَبِيْعُوْهَا اِلَّا بِهَا.

(۴۵۶)

کیا کوئی جوانمرد ہے جو اس چبائے ہوئے لقمہ (دنیا) کو اس کے اہل کیلئے چھوڑ دے۔ تمہارے نفسوں کی قیمت صرف جنت ہے۔ لہٰذا جنت کے علاوہ اور کسی قیمت پر انہیں نہ بیچو۔

(٤٥٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ: طَالِبُ عِلْمٍ، وَ طَالِبُ دُنْيَا.

(۴۵۷)

دو ایسے خواہشمند ہیں جو سیر نہیں ہوتے: طالبِ علم اور طلبگارِ دنیا۔

(٤٥٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَلَامَةُ الْاِيْمَانِ اَنْ تُؤْثِرَ الصِّدْقَ حَيْثُ يَضُرُّكَ عَلَى الْكَذِبِ حَيْثُ يَنْفَعُكَ، وَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ فِيْ حَدِيْثِكَ فَضْلٌ عَنْ عَمَلِكَ، وَ اَنْ تَتَّقِيَ اللّٰهَ فِيْ حَدِيْثِ غَيْرِكَ.

(۴۵۸)

ایمان کی علامت یہ ہے کہ جہاں تمہارے لئے سچائی باعث نقصان ہو اسے جھوٹ پر ترجیح دو، خواہ وہ تمہارے فائدہ کا باعث ہو رہا ہو۔ اور تمہاری باتیں تمہارے عمل سے زیادہ نہ ہوں اور دوسرے کے متعلق بات کرنے میں اللہ کا خوف کرتے رہو۔

(٤٥٩) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَغْلِبُ الْمِقْدَارُ عَلَى التَّقْدِيرِ حَتّٰى تَكُوْنَ الْاٰفَةُ فِي التَّدْبِيرِ.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ قَدْ مَضٰى هٰذَا الْمَعْنٰى فِيمَا تَقَدَّمَ بِرِوَايَةٍ تُخَالِفُ هٰذِهِ الْاَلْفَاظَ.

(۴۵۹)

تقدیر ٹھہرائے ہوئے اندازے پر غالب آ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ چارہ سازی ہی تباہی وآفت بن جاتی ہے۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ مطلب اس سے مختلف لفظوں میں پہلے بھی گزر چکا ہے۔

(٤٦٠) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْحِلْمُ وَ الْاَنَاةُ تَوْاَمَانِ يُنْتِجُهُمَا عُلُوُّ الْهِمَّةِ.

(۴۶۰)

برد باری اور صبر دونوں کا ہمیشہ ہمیشہ کا ساتھ ہے اور یہ دونوں بلند ہمتی کا نتیجہ ہیں۔

(٤٦١) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْغِيْبَةُ جُهْدُ الْعَاجِزِ.

(۴۶۱)

کمزور کا یہی زور چلتا ہے کہ وہ پیٹھ پیچھے برائی کرے۔

(٤٦٢) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رُبَّ مَفْتُوْنٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيْهِ.

(۴۶۲)

بہت سے لوگ اس وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ان کے بارے میں اچھے خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے۔

(٤٦٣) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلدُّنْيَا خُلِقَتْ لِغَيْرِهَا، وَ لَمْ تُخْلَقْ لِنَفْسِهَا.

(۴۶۳)

دنیا ایک دوسری منزل کیلئے پیدا کی گئی ہے، نہ اپنے (بقا و دوام کے) لئے۔

(٤٦٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ لِبَنِيْۤ اُمَيَّةَ مِرْوَدًا يَجْرُوْنَ فِيْهِ، وَ لَوْ قَدِ اخْتَلَفُوْا فِيْمَا بَيْنَهُمْ ثُمَّ كَادَتْهُمُ الضِّبَاعُ لَغَلَبَتْهُمْ.

وَ «الْمِرْوَدُ» هٰهُنَا مِفْعَلٌ مِّنَ الْاِرْوَادِ، وَ هُوَ الْاِمْهَالُ وَ الْاِنْظَارُ، وَ هٰذَا مِنْ اَفْصَحِ الْكَلَامِ وَ اَغْرَبِهٖ، فَكَاَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَبَّهَ الْمُهْلَةَ الَّتِيْ هُمْ فِيْهَا بِالْمِضْمَارِ الَّذِيْ

(۴۶۴)

بنی امیہ کیلئے ایک مرود (مہلت کا میدان) ہے جس میں وہ دوڑ لگا رہے ہیں، جب ان میں باہمی اختلاف رونما ہو تو پھر بجو بھی ان پر حملہ کریں تو ان پر غالب آ جائیں گے۔

(سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ:) "مرود" ارواد سے مِفْعَل کے وزن پر ہے اور اس کے معنی مہلت و فرصت دینے کے ہیں اور یہ بہت فصیح اور عجیب و غریب کلام ہے۔ گویا آپؑ نے ان کے زمانہ مہلت کو ایک میدان سے تشبیہ دی ہے جس میں انتہا

يَجْرُوْنَ فِيْهِ اِلَى الْغَايَةِ، فَاِذَا بَلَغُوْا مُنْقَطَعَهَا انْتَقَضَ نِظَامُهُمْ بَعْدَهَا.

کی حد تک پہنچنے کیلئے دوڑ رہے ہیں۔ چنانچہ جب اپنی آخری حد تک پہنچ جائیں گے تو ان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

(٤٦٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِيْ مَدْحِ الْاَنْصَارِ:

هُمْ وَ اللّٰهِ! رَبَّوُا الْاِسْلَامَ كَمَا يُرَبَّى الْفِلْوُ مَعَ غَنَآئِهِمْ بِاَيْدِيْهِمُ السِّبَاطِ وَ اَلْسِنَتِهِمُ السِّلَاطِ.

(۴۶۵)

انصار کی مدح و توصیف میں فرمایا:

خدا کی قسم! انہوں نے اپنی خوشحالی سے اسلام کی اس طرح تربیت کی جس طرح یکسالہ بچھڑے کو پالا پوسا جاتا ہے، اپنے کریم ہاتھوں اور زبانوں کے ساتھ۔

(٤٦٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْعَيْنُ وِكَآءُ السَّهِ.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ هٰذِهٖ مِنَ الْاِسْتِعَارَاتِ الْعَجِيْبَةِ، كَاَنَّهٗ شَبَّهَ السَّهَ بِالْوِعَآءِ، وَ الْعَيْنَ بِالْوِكَآءِ، فَاِذَا اُطْلِقَ الْوِكَآءُ لَمْ يَنْضَبِطِ الْوِعَآءُ.

وَ هٰذَا الْقَوْلُ فِي الْاَشْهَرِ الْاَظْهَرِ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ ﷺ، وَ قَدْ رَوَاهُ قَوْمٌ لِاَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَ ذَكَرَ ذٰلِكَ الْمُبَرِّدُ فِيْ كِتَابِ «الْمُقْتَضَبِ» فِيْ بَابِ اللَّفْظِ بِالْحُرُوْفِ، وَ قَدْ تَكَلَّمْنَا عَلٰى هٰذِهِ الْاِسْتِعَارَةِ فِيْ كِتَابِنَا الْمَوْسُوْمِ: بِـ«مَجَازَاتِ الْاٰثَارِ النَّبَوِيَّةِ».

(۴۶۶)

آنکھ عقب کیلئے تسمہ ہے۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ کلام عجیب و غریب استعارات میں سے ہے۔ گویا آپؑ نے عقب کو ظرف سے اور آنکھ کو تسمہ سے تشبیہ دی ہے۔ اور جب تسمہ کھول دیا جائے تو برتن (میں جو کچھ ہوتا ہے) رک نہیں سکتا۔ مشہور و واضح یہ ہے کہ یہ پیغمبر ﷺ کا ارشاد ہے، مگر کچھ لوگوں نے اسے امیر المومنین علیہ السلام سے بھی روایت کیا ہے۔ چنانچہ مبرد نے اس کا اپنی کتاب ”المقتضب“ باب اللفظ بالحروف میں ذکر کیا ہے اور ہم نے اپنی کتاب ”مجازات الآثار النبویہ“ میں اس استعارہ کے متعلق بحث کی ہے۔

(٤٦٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِيْ كَلَامٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

وَ وَلِيَهُمْ وَالٍ فَاَقَامَ وَ اسْتَقَامَ، حَتّٰى ضَرَبَ الدِّيْنُ بِجِرَانِهٖ.

(۴۶۷)

ایک کلام کے ضمن میں آپؑ نے فرمایا:

لوگوں کے امور کا ایک حاکم و فرماں روا ذمہ دار ہوا جو سیدھے راستے پر چلا اور دوسروں کو اس راہ پر لگایا۔ یہاں تک کہ دین نے اپنا سینہ ٹیک دیا۔

(٤٦٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوْضٌ يَّعَضُّ الْمُوْسِرُ فِيْهِ عَلٰى مَا فِيْ يَدَيْهِ وَ لَمْ يُؤْمَرْ بِذٰلِكَ، قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ: ﴿وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ﴾، تَنْهَدُ فِيْهِ الْاَشْرَارُ، وَ تُسْتَذَلُّ الْاَخْيَارُ، وَ يُبَايِعُ الْمُضْطَرُّوْنَ، وَ قَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّيْنَ.

(۴۶۸)

لوگوں پر ایک ایسا گزند پہنچانے والا دور آئے گا جس میں مالدار اپنے مال میں بخل کرے گا حالانکہ اسے یہ حکم نہیں۔ چنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ: "آپس میں حسن سلوک کو فراموش نہ کرو"۔ اس زمانہ میں شریر لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے اور نیکو کار ذلیل و خوار سمجھے جائیں گے اور مجبور اور بے بس لوگوں سے خرید و فروخت کی جائے گی، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجبور و مضطر لوگوں سے (اونے پونے) خریدنے کو منع کیا ہے۔

(٤٦٩) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ مُّفْرِطٌ، وَ بَاهِتٌ مُّفْتَرٍ.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ هٰذَا مِثْلُ قَوْلِهٖ عليه السلام:

هَلَكَ فِيَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ غَالٍ، وَ مُبْغِضٌ قَالٍ.

(۴۶۹)

میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاکت میں مبتلا ہونگے: ایک محبت میں حد سے بڑھ جانیوالا، اور دوسرا جھوٹ و افترا باندھنے والا۔

سیدرضیؒ کہتے ہیں کہ: حضرتؑ کا یہ قول اس ارشاد کے مانند ہے کہ:

میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوئے: ایک محبت میں غلو کرنے والا، اور دوسرا دشمنی و عناد رکھنے والا۔

(٤٧٠) وَ سُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَنِ التَّوْحِيْدِ وَ الْعَدْلِ، فَقَالَ عليه السلام:

اَلتَّوْحِيْدُ اَنْ لَّا تَتَوَهَّمَهٗ، وَ الْعَدْلُ اَنْ لَّا تَتَّهِمَهٗ.

(۴۷۰)

حضرتؑ سے توحید و عدل کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

توحید یہ ہے کہ اسے اپنے وہم و تصور کا پابند نہ بناؤ اور عدل یہ ہے کہ اس پر الزامات نہ لگاؤ۔

(٤٧١) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا خَيْرَ فِي الصَّمْتِ عَنِ الْحُكْمِ، كَمَاۤ اَنَّهٗ لَا خَيْرَ فِي الْقَوْلِ بِالْجَهْلِ.

(۴۷۱)

حکمت کی بات سے خاموشی اختیار کرنا کوئی خوبی نہیں، جس طرح جہالت کے ساتھ بات کرنے میں کوئی بھلائی نہیں۔

(٤٧٢) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِيْ دُعَآءٍ اسْتَسْقٰى بِهٖ:

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا ذُلُلَ السَّحَابِ دُوْنَ صِعَابِهَا.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ هٰذَا مِنَ الْكَلَامِ الْعَجِيْبِ الْفَصَاحَةِ، وَ ذٰلِكَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَبَّهَ السَّحَابَ ذَوَاتِ الرُّعُوْدِ وَ الْبَوَارِقِ وَ الرِّيَاحِ وَ الصَّوَاعِقِ بِالْاِبِلِ الصِّعَابِ الَّتِيْ تَقْمُصُ بِرِحَالِهَا وَ تَقِصُّ بِرُكْبَانِهَا، وَ شَبَّهَ السَّحَابَ خَالِيَةً مِّنْ تِلْكَ الرَّوَآئِعِ بِالْاِبِلِ الذُّلُلِ الَّتِيْ تُحْتَلَبُ طَيِّعَةً وَّ تُقْتَعَدُ مُسْمِحَةً.

(۴۷۲)

طلب باراں کی ایک دُعا میں فرمایا:

بارِالٰہا! ہمیں فرمانبردار اَبروں سے سیراب کر، نہ اُن ابروں سے جو سرکش اور منہ زور ہوں۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: یہ کلام عجیب و غریب فصاحت پر مشتمل ہے۔ اس طرح کہ امیر المومنین علیہ السلام نے کڑک، چمک، ہوا اور بجلی والے بادلوں کو اُن اونٹوں سے تشبیہ دی ہے کہ جو اپنی منہ زوری سے زمین پر پیر مار کر پالان پھینک دیتے ہوں اور اپنے سواروں کو گرا دیتے ہوں۔ اور ان خوفناک چیزوں سے خالی اَبر کو ان اونٹنیوں سے تشبیہ دی ہے جو دوہنے میں مطیع ہوں اور سواری کرنے میں سوار کی مرضی کے مطابق چلیں۔

(٤٧٣) وَقِيْلَ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَوْ غَيَّرْتَ شَيْبَكَ يَآ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

اَلْخِضَابُ زِيْنَةٌ، وَ نَحْنُ قَوْمٌ فِيْ مُصِيْبَةٍ!.

يُرِيْدُ وَفَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

(۴۷۳)

حضرتؑ سے کہا گیا کہ اگر آپؑ سفید بالوں کو (خضاب سے) بدل دیتے تو بہتر ہوتا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ:

خضاب زینت ہے اور ہم لوگ سوگوار ہیں۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: حضرتؑ نے اس سے وفاتِ پیغمبرؐ مراد لی ہے۔

(٤٧٤) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا الْمُجَاهِدُ الشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَعْظَمَ اَجْرًا مِّمَّنْ قَدَرَ فَعَفَّ، لَكَادَ الْعَفِيْفُ اَنْ يَّكُوْنَ مَلَكًا مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ.

(۴۷۴)

وہ مجاہد جو خدا کی راہ میں شہید ہو، اُس شخص سے زیادہ اجر کا مستحق نہیں ہے جو قدرت و اختیار رکھتے ہوئے پاک دامن رہے۔ کیا بعید ہے کہ پاکدامن فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہو جائے۔

(٤٧٥) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَّا يَنْفَدُ.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ قَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْكَلَامَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

(۴۷۵)

قناعت ایسا سرمایہ ہے جو ختم ہونے میں نہیں آتا۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: بعض لوگوں نے اس کلام کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

(٤٧٦) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِزِيَادِ بْنِ اَبِيْهِ ـ وَ قَدِ اسْتَخْلَفَهٗ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ عَلٰى فَارِسٍ وَ اَعْمَالِهَا ـ فِيْ كَلَامٍ طَوِيْلٍ كَانَ بَيْنَهُمَا، نَهَاهُ فِيْهِ عَنْ تَقَدُّمِ الْخَرَاجِ:

اِسْتَعْمِلِ الْعَدْلَ، وَ احْذَرِ الْعَسْفَ وَ الْحَيْفَ، فَاِنَّ الْعَسْفَ يَعُوْدُ بِالْجَلَآءِ، وَ الْحَيْفَ يَدْعُوْٓا اِلَى السَّيْفِ.

(٤٧٦)

جب زیاد ابن ابیہ کو عبد اللہ ابن عباس کی قائم مقامی میں فارس اور اس کے ملحقہ علاقوں پر عامل مقرر کیا تو ایک باہمی گفتگو کے دوران میں کہ جس میں اسے پیشگی مال گزاری کے وصول کرنے سے روکنا چاہا یہ فرمایا:

عدل کی روش پر چلو! بے راہ روی اور ظلم سے کنارہ کشی کرو! کیونکہ بے راہ روی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انہیں گھر بار چھوڑنا پڑے گا اور ظلم انہیں تلوار اٹھانے کی دعوت دے گا۔

(٤٧٧) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَشَدُّ الذُّنُوْبِ مَا اسْتَخَفَّ بِهٖ صَاحِبُهٗ.

(٤٧٧)

سب سے بھاری گناہ وہ ہے جسے مرتکب ہونے والا سبک سمجھے۔

(٤٧٨) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَاۤ اَخَذَ اللّٰهُ عَلٰۤى اَهْلِ الْجَهْلِ اَنْ يَّتَعَلَّمُوْا حَتّٰۤى اَخَذَ عَلٰۤى اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يُّعَلِّمُوْا.

(٤٧٨)

خداوند عالم نے جاہلوں سے اس وقت تک سیکھنے کا عہد نہیں لیا جب تک جاننے والوں سے یہ عہد نہیں لیا کہ وہ سکھانے میں دریغ نہ کریں۔

(٤٧٩) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

شَرُّ الْاِخْوَانِ مَنْ تُكُلِّفَ لَهٗ.

قَالَ الرَّضِيُّ: لِاَنَّ التَّكْلِيْفَ مُسْتَلْزِمٌ لِّلْمَشَقَّةِ، وَ هُوَ شَرٌّ لَازِمٌ عَنِ الْاَخِ الْمُتَكَلَّفِ لَهٗ، فَهُوَ شَرُّ الْاِخْوَانِ.

(٤٧٩)

بدترین بھائی وہ ہے جس کیلئے زحمت اٹھانا پڑے۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: یہ اس لئے کہ مقدور سے زیادہ تکلیف، رنج و مشقت کا سبب ہوتی ہے اور جس بھائی کیلئے تکلف کیا جائے اُس سے لازمی طور پر یہ زحمت پہنچے گی، لہٰذا وہ بُرا بھائی ہوا۔

(٤٨٠) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِذَا احْتَشَمَ الْمُؤْمِنُ اَخَاهُ فَقَدْ فَارَقَهٗ.

قَالَ الرَّضِيُّ: يُقَالُ: حَشَمَهٗ وَ اَحْشَمَهٗ: اِذَا اَغْضَبَهٗ، وَ قِيْلَ: اَخْجَلَهٗ وَ احْتَشَمَهٗ: طَلَبَ ذٰلِكَ لَهٗ، وَ هُوَ مَظِنَّةُ مُفَارَقَتِهٖ.

(٤٨٠)

جب کوئی مومن اپنے کسی بھائی کا احتشام کرے تو یہ اُس سے جدائی کا سبب ہوگا۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: ”حشم و احشام“ کے معنی ہیں غضبناک کرنا اور ایک معنی ہیں شرمندہ کرنا۔ اور ”احتشام“ کے معنی ہیں اس سے غصہ یا خجالت کا طالب ہونا اور ایسا کرنے سے جدائی کا امکان غالب ہوتا ہے۔

--☆☆--